

UNIVERSITY OF HYDERABAD
INDIRA GANDHI MEMORIAL LIBRARY
HYDERABAD (A. P.)



1. Books / Journals should be returned on the due date.
2. Borrowers are responsible for every book / journal taken by them and will be expected to pay for any book / journal damaged, defaced or lost.

Help to keep this book fresh and clean

فہرست مضامین کتاب غرائب الجمل

صفحہ نمبر	ابواب	صفحہ نمبر
۲	۲	۱

ویب ایچ

۲	۲	۱	۱	۱	۱
۲	۲	۱	۱	۱	۱
۱۲	۱۲	۱	۱	۱	۱

پہلا باب علم یعنی اصول فن جمل کے متعلق

۱۶	۱۶	۱	۱	۱	۱
۷	۷	۲	۲	۲	۲
۲۲	۲۲	۲	۲	۲	۲
۲۳	۲۳	۱	۱	۱	۱
۳۱	۳۱	۲	۲	۲	۲
۳۲	۳۲	۳	۳	۳	۳
۳۴	۳۴	۴	۴	۴	۴
۳۵	۳۵	۲	۲	۲	۲

۳۷	۱	ابجد آدم علیہ السلام	۲	انفاظ جمل کا بیان
۳۹	۲	ابجد نوحی	"	"
۴۲	۳	ابجد ترفع و تنزل	"	"
۴۶	۴	ابجد سبعہ	"	"
۵۱	۵	ابجد عناصر	"	"
۵۲	۶	ابجد طبسیعی	"	"
۵۵	۷	ابجد ابدان	"	"
۵۶	۱	مشاقہ و مغایرہ کا اختلاف عام	۳	اختلاف مذہب کا بیان
۵۷	۱	س کے عدد میں اختلاف	"	"
"	۲	ص کے عدد میں اختلاف	"	"
"	۳	ش کے عدد میں اختلاف	"	"
"	۴	ض کے عدد میں اختلاف	"	"
"	۵	ط کے عدد میں اختلاف	"	"
"	۶	غ کے عدد میں اختلاف	"	"
۶۱	۱	بیان عام	۴	اقسام جمل کا بیان
۶۲	۱	جمل اصغر	"	"
۶۶	۲	جمل صغیر یعنی رُبرُ	"	"
۷۰	۳	جمل وسیط یعنی بیّنات	"	"
۷۳	۴	جمل کبیر یعنی رُبر و بیّنات	"	"

۷۷	جل اکبر	۵	=	=
۸۰	قاعدہ عام	۱	قواعد و ضوابط جمل کا بیان	۵
۸۲	الف	۲	قواعد خاص	=
۹۱	ب	=	=	=
۹۴	ت	=	=	=
۱۱۴	از شتلاق	=	=	=
=	ک	=	=	=
۱۱۹	ل	=	=	=
۱۲۰	م-ن	=	=	=
۱۲۲	و	=	=	=
=	۵	=	=	=
۱۲۳	ہمزہ	=	=	=
۱۲۰	ی	=	=	=
۱۴۱	حرف مشدد	=	=	=
	دوسرا باب عمل یعنی فنر و ع جمل کے متعلق			
	پہلی فصل تاریخ کے متعلق			
۱۴۳			تاریخ کی تعریف	۱
۱۵۰	بیان عام		تاریخ کے اقسام	۲
۱۵۱	(الف) باعتبار حقیقت		=	=

۱۵۱	(۱) صوری	تاریخ کے اقسام	۲
۱۵۲	(۲) معنوی	"	"
"	(۳) صوری و معنوی	"	"
۱۵۷	(ب) باعتبار لفظ	"	"
"	(۱) تاریخ مفرد	"	"
"	(۲) تاریخ مرکب	"	"
۱۵۸	(ج) باعتبار کلام	"	"
"	(۱) تاریخ منثور	"	"
"	(۲) تاریخ منظوم	"	"
۱۵۹	(د) باعتبار مادہ تاریخ	"	"
"	(۱) تاریخ مستقل	"	"
"	(۲) تاریخ غیر مستقل جس میں تعبیہ	"	"
"	و تخریج کا بیان ہے	"	"
۱۶۱	(۵) باعتبار تصنیف	"	"
"	(۱) تاریخ مصنفہ موضح	"	"
"	(۲) تصنیف غیر	"	"
۱۷۳	(و) باعتبار بیان	"	"
۱۷۵	نظم کو نشر پر ترجیح ہے	محاسن تاریخ - بیان عام (الف)	۳
۱۷۶	سالم مصرع میں مادہ اولیٰ ہے	(ب)	"

۱۷۷	(ج) مادہ میں صاحب واقعہ یا تبت	=	=
=	کائنات اور واقعات و برج ہون	=	=
۱۸۰	(د) مبتدا سے خبر قریب ہو	=	=
=	(۵) مادہ بدون تذلل و تخریج ہو	=	=
۱۸۱	(و) بہر تکی کے الفاظ نہ ہوں	=	=
۱۸۲	(ز) سنہ کی خصوصیت	=	=
=	صنائع و بدائع تائیک کایا بیان عام	=	=
۱۸۳	(۱) صنعت عامۃ الوجود	=	=
۱۸۶	(۲) صنعت خاصۃ الوجود	=	=
۱۹۱	(۳) صنعت مقطوعہ ترتیبی	=	=
۱۹۲	(۴) صنعت تجمیع	=	=
۱۹۳	(۵) صنعت تضاعف	=	=
۱۹۴	(۶) صنعت تناصف	=	=
۱۹۵	(۷) صنعت تضارب	=	=
۱۹۶	(۸) صنعت اعجاب	=	=
۱۹۷	(۹) صنعت اہمال	=	=
۱۹۹	(۱۰) صنعت سرور و مملوئی مکتوبی	=	=
=	(۱۱) صنعت تحریک	=	=
۲۰۰	(۱۲) صنعت تسکین	=	=

۲۰۱	(۱۳) صنعت مفروده و مرکبه	=	۶
۲۰۲	(۱۴) صنعت تعریب	=	=
۲۰۳	(۱۵) صنعت از وواج	=	=
۲۰۴	(۱۶) صنعت معکوس	=	=
=	(۱۷) صنعت مسجع	=	=
۲۰۵	(۱۸) صنعت ترصیع	=	=
۲۰۶	(۱۹) صنعت دو مار کجین	=	=
۲۱۰	(۲۰) صنعت مراتب	=	=
=	(۲۱) صنعت دائره	=	=
۲۱۹	(۲۲) صنعت معتمی	=	=
۲۲۰	(۲۳) صنعت کشیر	=	=
۲۲۱	(۲۴) صنعت تنقیط	=	=
۲۲۳	(۲۵) صنعت سلب نقط	=	=
۲۲۴	(۲۶) صنعت لوح طلسمی	=	=
۲۲۶	(۲۷) صنعت مجمع الاقسام	=	=
۲۲۸	(۲۸) مجمع الصنائع	=	=
۲۲۹	(۲۹) صنعت بسط - بیان عام	=	=
۲۳۰	(الف) بسط عددی	=	=
=	(ب) بسط عددی حرفی	=	=

۲۳۳	بسط عددی ترکیبی	=	=
۲۳۵	بسط الحروف	=	=
۲۳۸	بسط المربی و مقوی	=	=
۲۴۱	بسط تفریزی	=	=
۲۴۳	بسط ترفع عددی	=	=
۲۴۵	بسط ترفع حرفی	=	=
۲۴۶	بسط ترفع طبعی	=	=
۲۴۸	بسط ترفع بالطبع	=	=
۲۴۹	بسط ترفع اوتار	=	=
۲۵۱	بسط ترفع ازواج	=	=
۲۵۳	بسط تنزل عددی	=	=
۲۵۷	بسط تنزل حرفی	=	=
۲۵۸	بسط تنزل طبعی	=	=
۲۵۹	بسط تنزل بالطبع	=	=
۲۶۱	بسط تنزل اوتار	=	=
=	بسط تنزل ازواج	=	=
۲۶۳	بسط تواخی	=	=
۲۶۶	بسط تجمع	=	=
۲۶۹	بسط تضاعف	=	=

۲۷۰	(ر) بسط تناصف	=	=
۲۷۱	(ش) بسط تنصیف	=	=
۲۷۴	(ت) بسط تضارب	=	=
۲۷۶	(ث) بسط تکسیر	=	=
۲۷۹	(خ) بسط تقویٰ ضرب باطن و باطن	=	=
۲۸۱	(ذ) بسط تقویٰ ضرب ظاہر و ظاہر	=	=
۲۸۴	(ض) بسط تقویٰ ضرب باطن و ظاہر	=	=
۲۸۶	(ظ) بسط تمانج	=	=
۲۸۸	(غ) بسط داخل اربعہ	=	=
	دوسری فصل ترقیم کے متعلق	=	=
۲۹۴	عرب و عجم اور مہندہ کا طریقہ		۱
۲۹۷	سنسکرت کا عمل		۲
	خاتمہ کتاب ہذا		
	حصہ اول تاریخ سنین کے بیان میں		
۲۹۸	بیان عام		۱
۳۰۰	(۱) سنہ آدمی کا بیان		۲
۳۰۱	(۲) سنہ براہمی کا بیان		۳
=	(۳) سنہ داؤدی کا بیان		۴
۳۰۲	(۴) سنہ موسوی کا بیان		۵

۳۰۲	سنہ عیسوی کا بیان	(۵)	۶
۳۰۳	سنہ محمدی کا بیان	(۶)	۷
۳۰۵	سنہ ہجری کا بیان	(۷)	۸
۳۰۷	سنہ مہدوی کا بیان	(۸)	۹
۳۰۹	سنہ ترکی کا بیان	(۹)	۱۰
۳۱۰	سنہ فصلی کا بیان	(۱۰)	۱۱
۳۱۳	سنہ آہی کا بیان	(۱۱)	۱۲
=	سنہ جلالی کا بیان	(۱۲)	۱۳
=	سنہ جنگلہ کا بیان	(۱۳)	۱۴
۳۱۵	سنہ فارسی ویزو جردی کا بیان	(۱۴)	۱۵
=	سنہ ساکا و سمیت کا بیان	(۱۵)	۱۶
۳۱۶	سنہ رومی کا بیان	(۱۶)	۱۷
=	سنہ نوروز کا بیان	(۱۷)	۱۸
دوسرا حصہ - متقدمین و متاخرین و معاصرین کا تاریخی کلام			
۳۱۸	بیان عام		۱
۳۲۱	(الف) قصائد نعتیہ تاریخی		۲
۳۲۴	(ب) تواریخ ولادت		۳
۳۳۲	(ج) تواریخ بسم اللہ خوانی		۴
۳۳۳	(د) تواریخ تقریب ختان		۵

۳۳۳	(۵) تواریخ شادی کدخدائی	۶
۳۳۲	(۶) تواریخ سالگرہ و جوہلی	۷
۳۳۴	(۷) تواریخ غسل صحت	۸
۳۳۶	(ح) تواریخ جلوس و فرمانروائی	۹
۳۳۹	(ط) تواریخ مستوح	۱۰
۳۵۰	(ی) تواریخ وزارت	۱۱
۳۵۶	(ک) تواریخ خطابات	۱۲
۳۵۸	(ل) تواریخ جانشینی و تقرر خدمت	۱۳
۳۵۹	(م) تواریخ خیر مقدم	۱۴
۳۶۲	(ن) تواریخ شکار	۱۵
=	(س) تواریخ تالیف و تصنیف و طبع	۱۶
۳۶۸	(ع) تواریخ بنا و تعمیر	۱۷
۳۷۳	(ف) تواریخ سزا	۱۸
=	(ص) تواریخ فراغ حج	۱۹
۳۷۴	(ق) تواریخ رہائی از قید	۲۰
=	(ر) تواریخ وفات	۲۱
۳۸۹	فرہنگ کتاب ہذا	۱
۳۹۵	تواریخ تالیف و طبع کتاب ہذا	۲
۳۹۹	ریویوز	۳

۱۸/۴۱

عَنْ رَبِّ الْجَمَلِ

هَذَا كِتَابٌ مُحْكَمٌ فِي حَقَائِقِ الْفَنِّ الْأَكْمَلِ
(۱۸۲۹ نو رور)

یہ کارآمد کتاب دوا بواب پر شامل ہے (۱۳۱۴ بنگلہ) پہلا باب متعین
باصول فن و قوانین اہل جمل (۱۹۶۴ امت) دوسرا باب
منقسم بر اقسام وقائق عمل (۱۳۲۵ ہجری)

لِسَمِيحٍ عَلِيمٍ

اسکی رجسٹری بموجب حکام عدہ ہو چکی ہو
(۱۳۲۶ ہجری) بدون اجازت مولف کسی اور کو اسکے چہا پنے کا
حق نہ ہو گا (۱۳۲۶ ہجری) بلا اجازت کے اسکا ترجمہ بھی ناجائز ہو گا
(۱۳۲۶ ہجری)

قَدْ طُبِعَ بِأَمْرِ تَمَامِ عَزْزِي فِي عَزْزِ الْمَطَابِعِ

بِحَقِّهِ الْإِنْبَاءُ

۱۳۳۶

منہج

منہج

أَبْتَدَى الْكَلَامَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۳۲۵ هجری

جَمَلَ مُحَمَّدٍ لِلَّهِ السَّبِيلَ وَاضِعَ الْجَمَلُ - تَعَالَى شَانُهُ

۱۳۲۵ هجری

وَجَلِيلُ بُرْهَانُهُ عَزَّ وَجَلَّ - وَالصَّلَاةُ دَائِمًا عَلَيْهِ

۱۳ ۱۶

۱۳۲۵ هجری

النَّبِيِّ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ - وَعَلَى إِلَهِ الْعَوَالِي

۱۳ ۱۶

فصلی

خُلَفَائِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ - وَشُكْرًا لِلْوَلِيِّ النَّبِيِّ

۱۳ ۳۶

فصلی

الْعُلَمَاءِ - الَّذِي أَعْطَى الْمُؤَلِّفَ نَوَافِلَ أَحْسَنَ الْعَصَا

محمدی

۱۳ ۳۶

محمدی

إِنَّ حُكْمَهُ يَطْرَحُ الْعُدَّةَ كَالْجُبِلِ الْأَصْغَرِ - وَيَرْفَعُ

۱۹۰۸ عیسوی

مُرَاتِبَ الْوَاقِفِ وَالْمَذَارِجِ كَالْبَسِطِ وَالْجُبِلِ الْأَكْبَرِ

۱۹۰۸ عیسوی

ذَاتُهُ مُصْبَاحٌ وَمُشْرِفٌ وَوَسِيطٌ - وَسِمَاطُهُ

۱۹۰۸ سہ ماہی

الرَّضَىٰ بِأَلْوَانِ النِّعَةِ بَسِيطٌ - نِظَامُ مُلْكِهِ أَشْرَفُ

۱۸۰۹

۱۹۰۸ سہ ماہی

وَقَوِيمٌ - فَوْقَ خُطَابِهِ عَلَيْهِمُ الْبَدَائِلُ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ

۱۸۰۹ نوروز

نوروز

ضَالِحٌ لِلَّهِ قِوَامُهُ وَإِقْبَالُهُ - وَمَدَّ ظِلَالُهُ

۱۳۱۲

۱۳۱۲ ہجری

وَكَبَّرَ أَجْلَالُهُ - بِأَحْسَنِ الْجَمَادِ دِفْضُهُ

۱۳۱۵

ہجری

الْقَدِيمِ - وَبِحُرْمَةِ سُلْطَانِ الْأَنْبِيَاءِ نَبِينَا

۱۳۱۵

فصل ہند

الْكَرِيمِ -

فصل ہند

اما بعد۔ بندہ پیمبران احمد عبدالعزیز ولا تخلص بن جناب مولوی حاجے
محمد نظام الدین مغفور نایطی۔ شافعی مدرسی جسکو سرکار نظام نے اسکے خدایت
صلہ میں وظیفہ حسن خدمت اور خطاب خان بہادر غریز جنگ سے سرفراز
نکشی ہے۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا نے اس کے مشاغل علمی کے اعتراف میں خطا
شمس العلماء کا اعزاز عطا فرمایا ہے۔ طالبین و شائقین فنِ حبل کی خدمت میں
باب عرض پرداز ہے کہ اگرچہ ہندوستان نے اس فن لطیف کو متقدم عجم سے
لیا ہے۔ اور عجم نے عرب سے۔ لیکن کیسے افسوس کی بات ہے کہ نہ زبان فارسی میں
اس فن کی کوئی بے سو کا کتاب پائی جاتی ہے۔ اور نہ زبان اردو میں کوئی جامع سالہ۔
عربوں کے پاس جو کچھ ذخیرہ اس فن کا رہا ہو گا وہ آج زمانہ سے معدوم ہے
بلا و عرب اور مصر وغیرہ کے مطابع اپنی فہرستوں میں اس فن پر صفر کہتے ہیں اور
شاہی اور پبلک کتب خانوں میں کسی کتاب کا پتا نہیں چلتا۔ اسپن کچھ شک
ہنیں کہ عربوں کے لٹیر پچر میں اس فن کا ذخیرہ ضرور رہا ہو گا اور ممکن ہے کہ اب بھی ہو
لیکن یا تو زمانہ کی بے قدری نے اسکو پردہ خفا میں جگہ دی ہے یا لیل و نہار کی گردش
فی اسکو صفحہ روزگار سے مٹا دیا ہے۔ جو کچھ اسکی بوباس باقی رہ گئی ہو وہ صرف
بعض بزرگوں کی احتیاط اور دلچسپی کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے اپنی لاثانی اقصای
میں کہیں کہیں۔ کچھ نہ کچھ اس کا ذکر ضمنا کر دیا ہے جن میں بعض حضرات اخصاً
کے ساتھ کہیں کچھ قواعد بھی لکھ دئے ہیں۔ اور بعض نے کسی موقع پر بعض اصطلاحات
کی تعریف کر دی ہے۔ اور بعض نے کسی بحث کے ضمن میں اختلاف مذاہب جمل سے
بحث کی ہے۔ غرض خال خال جو کچھ ہے وہ ایسا مختصر ہے کہ گویا کچھ نہیں ہے۔

اور جس قدر بھی ہے وہ انہیں کا صدقہ ہے۔

فارسی کے بعض متقدمین نے اگرچہ اس فن میں علمی طور پر قدم رکھا ہے۔ اور متأخرین کے تاریخی کلام سے اوکل اعلیٰ کچپی کا اندازہ معلوم ہوتا ہے لیکن علمی ذخیرہ کی حفاظت میں انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ ہمارے معلومات کی حد تک ہم کہہ سکتے ہیں کہ علمی عرب نے توفنون غیر کے ضمن میں کچھ نہ کچھ اس کا ضمنی تذکرہ کر کے اصول فن کو سچا ہے۔ لیکن فارسیوں نے یا تو اس کو معمولی چیز سمجھ کر چھوڑ دیا یا زحمت پسندی سے کنارہ کیا۔ آخر فن ہے ہمارے ہندوستان جنت نشان پر کہ اسے عجمیوں سے زیادہ اس کی قدر اور حفاظت کی۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے اپنی متعدد تصانیف میں اس فن کے متعلق عرب کی پیروی کی ہے۔ یعنی خال خال مضامین کو اپنے مختلف تصانیف میں ضمنا بیان کیا ہے۔ اور جلال لکھنوی نے ۹۲۰ھ ہجری میں ایک مستقل رسالہ افادۂ تاریخ کے نام سے لکھا جو ۳۳ صفحہ پر مشتمل ہے اور چھپ چکا ہے۔ پرہنشی انوار حسین سہسولانی نے فارسی زبان میں ایک اچھی کتاب لکھی جو مختص تسلیم سے موسوم ہے۔ یہ کتاب سلسلہ ہجری میں تالیف ہوئی۔ اور سلسلہ ہجری میں چھپی ہم کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ امیر مینائی مرحوم نے بھی اس کے متعلق کوئی کتاب لکھی تھی جس کے بیضہ کی توثیق نہیں آتی جو آپ کے صاحبزادہ کی حفاظت میں ہے۔

ہمارے استاد مولانا نجم الدین حسن مغفور مدد راسی فضل تخلص نے بھی ایک جامع رسالہ کی بنیاد قائم کی تھی۔ اور اسکو معدن الجواہر سے موسوم کیا تھا۔ لیکن اس کے مقالہ اول متعلق حقیقت حروف کو ختم فرما کر مقالہ دوم متعلق بہ فنِ جبل کو نصف سوزیادہ لکھنوی نہ پائے تھے کہ دنیا سے چل بسے۔ اون کی ادھوری محنت یہی آج اون اول الذکر دونوں

کتابوں سے فائق ہے۔ غرض اہل ہندو دکن نے اس کے متعلق عجیبوں کے مقابلہ میں اگرچہ بہت کچھ کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ کچھ ہوا ہے اور سکے سوا اور بہت کچھ درکار جلال لکھنوی کا رسالہ بے شک مفید رسالہ ہے اور بیچارے مولف نے جہاں تک انکو ذخیرہ مل سکا اس کے ذریعہ سے اچھی کتاب لکھی ہے جو مختصر مفید کا حکم رکھتی ہے لیکن اس کے اختصار کی وجہ سے اکثر چیزیں اس میں قابل اضافہ ہیں نیز اسکی تخصیص صرف تاریک گولی سے ہے۔ لائق مولف نے اصول فن سے قطع نظر فرمائی ہے۔

مخلص تسلیم۔ مؤلفہ منشی انوار حسین سہسوانی بہ نسبت کتاب اول الذکر کی قدر مبسوط ہے اور منشی صاحب نے اصول فن کے بیان کی بہت کچھ کوشش کی ہے لیکن اس وجہ سے کہ غالباً انکو عربی کتابوں کا ذخیرہ بہت کم ملا ہے وہ اپنے مقصد میں کم کامیاب ہوئے ہیں۔ اگر یہ کتاب زبان فارسی میں نہ ہوتی تو بلا شک اس سے ہندوستان کو بہت نفع پہونچتا اور اب بھی جس قدر امداد شائقین فن اور فارسی دانان ہندو کو اس کتاب سے ملتی ہے وہ بہت قیمتی امداد ہے طرز بیان اور ترتیب کی شان مولف کے مذاق طبیعت سے متعلق ہے۔ ان بزرگ کی مہربانی سے اگر یہ کتاب مرتب اور شائع نہ ہو جاتی تو آج ہمارے جمع کئے ہوئے ذخیرے میں ایک بہت بڑا نقصان پہونچتا منشی صاحب کی طباعی نے بعض اختراعات کا اضافہ بھی کیا ہے۔

اگرچہ اس کتاب کا ایک حصہ جلال لکھنوی کی تردید کے نذر ہوا ہے اور یہ اختلاف مذاہب جل کا نتیجہ ہے لیکن تاہم اس کتاب کی مجموعی حیثیت سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ منشی صاحب نے اس کی تالیف میں محنت شاقہ ادا کرائی ہے اور ہمارے میں وہ اپنے مقصد میں ایک حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔

صاحب معدن الجواہر کی اگر حیات مستعار و فاکرتی اور یہ رسالہ کامل مچاتا
 اور اشاعت کے درجہ میں آجانا تو بے شک اس کا مرتبہ ما قبل الذکر رسائل فلکی ہوگا
 افسوس ہے کہ یہ کتاب ادھوری رہ گئی۔ اس ادھورے حصہ سے یہ بات ظاہر ہوتی
 ہے کہ مولانا نے اصول فنِ جمل کی تحقیق میں بڑی ہی جان کا ہی کی ہے بعض دستوں نے
 ہم سے کہا کہ ہم اس کتاب کو کامل کر دیں اگرچہ یہ بات آسان تھی لیکن اس وجہ سے
 ہم نے اس رائے سے اختلاف کیا کہ طرز ترتیب اور طرز بیان میں ہر ایک مؤلف کا
 مذاق جدا ہوا کرتا ہے۔ مسائل مختلفہ جمل میں لائق مؤلف کی رائے سے اکثر مقامات پر
 ہر ایک اختلاف ہے۔ نیز آپ نے اس کا آغاز زبان فارسی میں فرمایا ہے۔ بلکہ اس کی تکمیل
 کے بعد اس کا ترجمہ بھی اردو زبان میں کرنا پڑتا اور نہ ہندوستان کو اس سے چندان
 فائدہ حاصل نہ ہوتا۔ انہیں تمام وجوہ سے ہم نے ہی مناسب خیال کیا کہ اپنی ڈیڑھ ہینٹ
 کی مسجد جدا قائم کریں اور لائق مؤلفین کے آثار سے استناد اور اپنی راسخ کا بھی اظہار کریں
 ہم نے جہاں تک ان کتابوں کی سیر کی اوس سے یہ نتیجہ حاصل کیا کہ لائق
 مؤلفین نے ان کتابوں کے اکثر حصہ میں اجمال بیان سے زیادہ کام لیا ہے اور
 تعریفات میں تاریخی نظائر کی پابندی بہت کم کی ہے۔ اور صنائع تاریخ میں بھی
 انتخاب اور اختصار کو ملحوظ رکھا ہے۔ اختلاف مذاہب میں فریقین کے دلائل کے
 ساتھ اپنی قطعی رائے کے اظہار میں احتیاط کی ہے۔ ترقیم سے بالکل قطع نظر فرمائی ہے
 جو جمل کا ایک شعبہ ہے۔ اور ہر ایک بیان میں امامانِ جمل اور محققین سلف کے اقوال
 سے بہت کم استناد فرمایا ہے۔

یہی تمام وجوہ ہیں جن کے لحاظ سے ہم نے اس کتابِ مستقل کی تالیف کی ضرورت

خیال کی اور اس مہتمم بالشان کام کا بڑا اوٹھایا۔ ہم تجویزی واقف ہیں کہ ہندوستان کی موجودہ حالت اور اس فن کے ساتھ اس کی دل چسپی اس درجہ میں نہیں ہر کہ سبک اس کتاب کی قدر کرے اور مصنف کو اس کی محنت کا صلہ یا کم سے کم مصارف طبع سے جلد سبکدوش ہونے کا موقع دے۔ لیکن ہم نے اس خیال سے اپنی ہمت کو پست ہونے نہ دیا کہ ہماری محنت کا قدردان ہمارا آقا نے نعمت ہے۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم ایک ایسے فرمان روا کے سایہ عاطفت میں فارغ البال اور وظیفہ حسن خدمت سے خوشحال ہیں جس کی تمام تر توجہ اشاعت علوم و فنون کی جانب مبذول ہے۔ سچ یہ ہے کہ اس کی ذات ستودہ صفات ہی کا صدقہ ہے کہ مصنفین مؤلفین اس درجہ میں آپکے ہیں کہ اپنی معیشت سے بے فکر ہو کر علمی خدمات کے ذریعہ سے سبک کو فائدہ پہونچا دیں اور ذخیرہ علوم کی تکمیل کریں۔

ہم نے اس کتاب کو غرائب الجمل سے موسوم کیا ہے۔

یہ کتاب دو باب اور ایک خاتمہ پر شامل ہے۔ اور ہر ایک باب میں دو فصل ہیں۔ باب اول۔ علم۔ یعنی اصول فن جمل سے متعلق ہے جس کی پہلی فصل میں ہر ابتدائی کا بیان ہے۔ یعنی (۱) جمل کی تعریف (۲) فن جمل کی تاریخ۔ (۳) غایت جمل کا بیان۔

اور دوسری فصل متعلق بموضوع جمل ہے جس میں (۱) حروف و اعداد جمل۔

(۲) الفاظ جمل کی کیفیت (۳) اختلافات مذاہب جمل (۴) اقسام جمل۔

(۵) قواعد و ضوابط جمل بیان ہوئے ہیں۔

باب دوم۔ عمل۔ یعنی فروع جمل سے متعلق ہے جسکی پہلی فصل تاریخ سے مخصوص

ہے یعنی (۱) تاریخ کی تعریف (۲) تاریخ کے اقسام (۳) تاریخ کے محاسن۔

(۴) صنائع و بدائع تاریخ۔ اس میں ۲۹ صنعتوں کا مفصل بیان ہے اور صرف اوٹیسویں صنعت کے ۲۸ اقسام بیان ہوئے ہیں۔ ہر ایک صنعت کی تعریف کے ساتھ تاریخی مثال پیش ہوئی ہے اور پہرہ ہر ایک مثال کو صنعت متعلقہ کے ساتھ مطابقت کر کے دکھلایا گیا ہے اور حتی الامکان اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ اس صنعت کے متعلق تاریخی واقعات بھی بیان ہوں۔

اور دوسری فصل ترقیم سے مخصوص ہے جس میں عرب اور عجم کے طریقہ عمل کا بیان اور سنسکرت کے طریقہ ترقیم کی صراحت ہے۔

خاتمہ کو بھی دو حصص پر شامل رکھا ہے۔ حصہ اول میں سنین مختلفہ کی تاریخ اور حقیقت کا بیان ہے۔ یعنی سنہ آدمی۔ سنہ ابراہیمی۔ سنہ داؤدی۔ سنہ موسوی۔ سنہ عیسوی۔ سنہ محمدی۔ سنہ ہجری۔ سنہ مہدوی۔ سنہ ترکی۔ سنہ فضلہ۔ سنہ الہی۔ سنہ جلالی۔ سنہ بنگلہ۔ سنہ فارسی ویزدجردی۔ سنہ ساکا و ستم۔ سنہ رومی۔ سنہ نوروز۔

دوسرے حصہ میں متأخرین و متقدمین و معاصرین کے تاریخی کلام کو بہت ناظرین کیا ہے اور نوعیت کے مختلفہ کو جدا جدا عنوان کے ساتھ دکھلایا ہے جیسے فصائد نعسیہ تاریخی۔ تواریخ ولادت۔ تواریخ بسم اللہ خوانی۔ تواریخ تقریب خان۔ تواریخ شادی کدخدائی۔ تواریخ سالگرہ و جوبلی۔ تواریخ غسل صحت۔ تواریخ جلوس و فرمان روائی۔ تواریخ فتوح۔ تواریخ وزارت۔

تواریخ خطابات - تواریخ تقرر خدمات و جانشینی - تواریخ خیر مقدم - تواریخ شکار
تواریخ تالیف و تصنیف و طبع کتب - تواریخ بنا و تعمیر - تواریخ سزا - تواریخ فراغ
جمع - تواریخ رہائی از قید و تواریخ وفات -

شکریہ ولی نعمت | ہم اپنے آقائے ولی نعمت - والی سلطنت - قدر قدرت
توسی شوکت - اعلیٰ حضرت - حضور پر نور - بندگانِ غالی متعالی مدظلہ العالی
احصاف جاہ نظام الدولہ نظام الملک میر محبوب علی خان بھاد
فتح جنگ - جی - سی - یس - آئی - جی - سی - بی - فرمان رواہی سلطنت
اصفیہ حیدر آباد دکن صانہ السعدین الشہر والفتن کے دل سے شکر گزار
ہیں جس کی ریاست ابد قرار میں ہمارا نشو و نما ہوا اور جس کی ملازمت کا اعزاز
ہم کو ملا اور دیرینہ تابعداری کے بعد آج ہم اس کے شاہی خزانہ سے وظیفہ یاب
حسن خدمت اور دعا گوے دولت ہیں - اسی بادشاہ زیب جاہ نے ہم کو خطابی غرا
سے سرفراز فرمایا اور ہماری ہر ایک گزشتہ تالیف کا صلہ تالیف عطا فرما کر ہمارا
حاصلہ بڑھایا -

ہماری تمام تالیفات ماضیہ میں اس کتاب کو یہ خاص امتیاز حاصل ہے کہ

اولاً العزم فرمانروائے کمال شفقت و مہربانی سے ہم کو اس بات کی اجازت عطا فرمائی

کہ ہم اس کو اس قدر دان علم و ہنر کے نام نامی سے معنون کریں - ادامہ القیام

واجلاہم ابداً ابداً - قصیدہ مدحیہ

جس کے کل اعداد یا ہر ایک شعر یا ہر ایک مصرعے یا ہر لفظ ابتداء مصرعہ یا ہر حرف آخر

مصرع اول یا ہر مصرع کے حروف مجملہ یا مہملہ یا حروف مہملہ مصرع اول و مجملہ مصرع ثانی

یہ مجموعہ مصرعِ اول و ہلکہ مصرعِ ثانی کے اعداد و مکملہ سے بصنعت عامۃ الورد و تاریخ طبع کتاب حاصل ہوتی ہے بشرطیکہ ان اعداد کو ہم پر ضرب دین اور حاصل ضرب پر ۲۱ بڑھادین اور مجموعہ کو ۱۵ پر تقسیم کریں اور کسرات باقی ماندہ کو ۲۱ پر ضرب دین

<p>من در شب زلف تو ندیدم خطاب را اگر آبلہ پاشکست آبِ مفسر کرد ہر تشنہ کہ جویاے خارِ نگہہ تست تیغِ نگہت و حرمِ خاطرِ عشاق تشبیبِ تو تطویل سخن را نہ پسند ہمشدار کہ چشمِ شہِ خوبانِ نگران است (گریز) محبوب بنام است و لقب آصف و را صیتِ لقبش گوشِ بدل دار و ہاش شاہ ہے کہ گرانباری لطفش بتقابل اسی خسرو اقلیم دکن آصفِ دیجاہ محبوبِ یدِ اللہی وزین وجہ کہ جنگ بر مصحفِ رومی تو عیان آتش و آب است از شربتِ ذوقِ سخنِ آن لب جان بخش تا آئینہ را کرد رختِ پشت بدیو آ صنعتِ بحقیقت نشود بد مہتا بل</p>	<p>تا شمعِ رختِ شانہ نزد کا کل شب را جویاے تو پروانہ کند ریخ و تعب را از جوہر تیغِ تو خورد آبِ عنب را دیدیم کہ بر طاق نہد پاسِ ادب را پیچہِ جسمِ کا کل پر پیچِ سبب را جوہر تو بضر یاد برد شکوہ بلب را ترجیع بنا مش نمود حسنِ لقب را در گوشہ دل جلوہ دہد قدرتِ لب را پیوستہ بیک پلہ نشانہ جد و آب را ذاتِ تو شرف داد حسب را و نسب را بر فتحِ تو نازست شجیعانِ عرب را سیما ی تو تفسیر کند علم و غضب را بیمار تو پروانہ کند حدتِ تب را آئینہ روے تو کشد عکسِ عجب را رخسارِ تو جوہر ت کند صنعِ حلب را</p>
--	---

در عہدِ توافد ام شود سدِ جرائم	چشمِ عسلی ملک تو داند نقب را
حاجت بہ طیبہ نبرد شکوہ بیمار	کو برد در رنجور کشا وہ است مطب را
قدرِ توجہ داند حریفان سخن ساز	جاہل چہ کند منزلی فنِ ادب را
توطوطی شکر شکن باغِ کلامی	خطل غور ہامون چہ کشد ذوقِ طب را
آوازِ گدار و نوق در بارِ کریم است	لب بستن من شہرہ دہد شور و شغب را
پامردی تو تا نزد دست بد و شتم	از دامن دولت نہ کشم دستِ طلب را
از وسعتِ مضمون شاقافیہ تنگ است	آن بہ کہ ردیغم بکشہ حدادِ ب را
نظم بزبان کردہ و دیعتِ امل دل	دستم بد عالمِ غنہ و بد حسنِ طلب را
در حینِ حکم تو شو و گنبد گردان	در رقبہ ملک تو بود سکنِ غبرا
در ظلِ ہمایون تو آسودہ شود خلق	زا انسان کہ سرت چہر کشد سایہ رب را
ہر سال بصرہ گر ہش عمر تودہ چند	تا گوہر مہ سجہ کشد رشتہ شب را

فہرست کتب مستندہ | ذیل میں ہم نے ایک فہرست اون کتابوں کی لکھی ہے جسے
ہم کو اس کتاب کی تالیف میں ایک مدد تک ضرور مدد ملی۔

کتاب	نمبر	نام کتاب	نام مصنف
۱	الف	ارمغان (مقیاس الاشعار)	مرزا محمد جعفر اوج لکھنوی
۲	ب	افادہ تاریخی	جلال لکھنوی
۳	ج	الفتاویٰ الخیریہ	خیر الدین رحلی
۴	د	المطالع النصریہ للمطالع المصریہ	نصر مہرینی

۵	الف	الواح الجواهر	حکیم افلاطون
۶	ت	تاج العروس من جواهر القاموس	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ
۷	=	تاریخ	امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ
۸	=	تفسیر درّ منثور	امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
۹	ج	جفر جامع	لما ادری
۱۰	=	جواہر خمسہ	محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ
۱۱	ح	حاشیہ تحفۃ المنہاج	شردانی
۱۲	=	حاشیہ تفسیر مبیاوی	حافظ اسمعیل قنوی
۱۳	=	ایضاً	عبدالحکیم سیالکوٹی
۱۴	خ	خزانہ عامرہ	میر غلام علی آزاد بگرامی
۱۵	ر	رسائل عبد الجلیل	میر عبد الجلیل بگرامی
۱۶	س	سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان	میر غلام علی آزاد بگرامی
۱۷	=	سیرۃ	ابو محمد عبد الملک بن مشام
۱۸	=	ایضاً	امام محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ
۱۹	ش	شرح الورد السحری	بکری
۲۰	=	شرح جواہر خمسہ	شنادی
۲۱	=	شمس المعارف	شیخ احمد بونی رحمۃ اللہ علیہ
۲۲	=	شواہد الافکار	امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
۲۳	ص	صراح من الصحاح	ابو الفضل محمد بن عمرو بن خالد

۲۴	ع	عقد الجواهر	شکل با علوی
۲۵	غ	غزلان الہند	میر غلام علی آزاد بلگرامی
۲۶	=	غیاث اللغات	مولوی غیاث الدین رامپوری
۲۷	ف	فتح الجواد بشرح الارشاد	ابن حجر مکی
۲۸	=	فرہنگ رشیدی	رشید تنوی
۲۹	ق	قاموس المحيط	مجد الدین محمد فیروز آبادی شیرازی
۳۰	=	قوانین دستگیری	مولوی غلام دستگیر مدرسی
۳۱	ک	کتب المداخل	لا ادری
۳۲	=	کلمات الشعرا	سر خوش
۳۳	=	کلیات داغ	نواب فصیح الملک داغ دہلوی
۳۴	=	کلیات قدر	میر غلام حسین قدر بلگرامی
۳۵	م	محاضرۃ الاول و مسامرۃ الاواخر	علی دودہ
۳۶	=	معدن الجواهر	مولوی نجم الدین حسن افضل مدرسی
۳۷	=	معنی المحتاج بشرح المنہاج	خطیب شہرینئی
۳۸	=	مفتاح الاستخراج در جفر	لا ادری
۳۹	=	ملخص تسلیم	منشی انوار حسین سہسوائی
۴۰	=	منتخب اللغات شاہجہانی	میر عبد الرشید تنوی
۴۱	=	موید الفضلا	مولوی محمد لاد
۴۲	ن	نتیج الافکار	قدرت عین خان گویا موی

۴۳	ن	نقش خاطر در تکیہ	لا ادری
۴۴	۵	ہاشم مقدمہ تاج ابن خلدون	نصر ہورینی
۴۵	۷	مفت قلزم	مولوی قبول محمد

معزز ناظرین غائبان کتابوں کے ناموں کو پڑھ کر متعجب ہوں گے کہ ہشتاد ایک دور سائل کے باقی کل کتابوں کو فن جمل سے کیا تعلق ہے لیکن بات وہی ہے جس کو ہم نے وجہ تالیف میں عرض کر دیا ہے کہ فاضل مصنفین اور مؤلفین نے ضمناً کہیں کہیں اس فن کے کلیات یا جزئیات کا خال خال تذکرہ اپنی بیش بہا تصانیف میں کر دیا ہے جس سے ہم نے اپنا مطلب حاصل کیا ہے۔ افسوس ہے کہ ہم کو رسالہ میزان التاریخ نہیں ملا جس کا تذکرہ جناب مرزا اوج لکھنوی نے اپنی تالیف آرمغان میں فرمایا ہے وہ ہم سے بالمشافہ فرماتے تھے کہ میزان التاریخ عربی زبان میں ایک قلمی سالہ تھا جو پچاس سالہ صفحات پر شامل تھا جس کو آپ کے والد ماجد مرزا دبیر مغفور کے زمانہ حیات میں اون کے کسی دوست نے مستعار دیا تھا اور آج اس کا پتہ نہیں چلتا اگرچہ اس کا ذکر ہم نے اس کتاب میں کیا ہے لیکن اس کا نام ہم نے اس فہرست میں اس لئے لکھنا مناسب نہ جانا کہ وہ ہماری نظر سے نہیں گزرا۔ باقی رسائل مندرجہ فہرست بالا سے بعض تو ہمارے کتاب خانہ میں موجود ہیں اور اکثر ہماری اوستاد مغفور مولوی نجم الدین حسن مدرسی کے کتب خانہ میں اللہم اغفرہ

باب اول متعلق باصول جمل

فصل اول متعلق بمراتب ابتدائی

(۱) جمل کی تعریف

جَمْلُ یا جَمْلُ بضم جیم وتشدید میم مفتوح یا بدون تشدید یفتح میم۔ زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنی۔ حروف تہجی کو اعداد کے مقابلہ میں قائم کرنے کے ہیں۔ جیسے الف مساوی قرار دیا جاوے ایک کا۔ یا بے کو مساوی قرار دیا جاوے دو کا۔ صاحب فرہنگ آصفیہ نے جیم اور سیم دونوں کو مضموم لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ جمل سے حروف ابجد کے اعداد کا حساب مراد ہے۔ منشی انوار حسین سہسولانی نے بھی اپنی تالیف مختص تسلیم میں بضم جیم تازی و سیم مضموم مشد و ونیز تخفیف لکھا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جمل حساب اعداد ابجد کو کہتے ہیں۔ صاحب غیاث اللغات کا قول ہے کہ جمل بضم جیم وتشدید میم مفتوح بمعنی حساب اعداد و حروف ابجد و بالمعنی تخفیف میم نیز آمدہ منتخب اللغات شاہجہانی میں مذکور ہے کہ جمل بضم جیم و فتح میم جملہ او بہ تشدید میم حساب ابجد و بہ تخفیف نیز آمدہ چنانکہ مشہور است۔ و بقول منتهی الارباب فی لغات العرب الجمل کسکر و قد یخفف حساب ابجد است۔ اور صاحب قاموس کا بھی یہی قول ہے لیکن اس کی شرح تلج العروس من جواهر القاموس میں کی قدر صراحت کے ساتھ اس کا بیان ہے الحاصل لفظ جمل کے اعراب میں اتفاق اسی پر ہے کہ میم مفتوح ہے خواہ مشد و ہو یا غیر مشد۔ صاحب فرہنگ آصفیہ۔ اور مختص تسلیم نے غالباً صحت اعراب پر کم التفات فرمایا ہے۔

(۲) فن جمل کی تاریخ

صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ فن جمل عربوں کے اسلام سے پیشتر بھی

مستعمل تھا جیسا کہ ایک حدیث شریف سے اس کا پتا چلتا ہے یعنی امام محمد بن اسحق
المطلبی المعروف بابن اسحق نے کتاب سیرۃ میں اور امام محمد بن اسمعیل البخاری نے کتاب
التایخ میں اور شیخ ابو محمد عبد الملک بن ہشام الحمیری نے کتاب سیرۃ میں اور نیز
دوسرے محققین نے اپنی تصنیفات میں اس حدیث مبارک کا ذکر فرمایا ہے۔

قاضی بیضاوی اور نیز دوسرے مفسرین نے سورہ بقرہ کے حروف مقطعات
کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ علماء یہود نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سؤل
کیا اور آپ نے تعداد انہیں کو اعداد حروف مقطعات سے مطابق فرما کر جواب دیا۔
شیخ الحدیث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ تفسیر بیضاوی میں جو
شواہد الافکار سے موسوم ہے اور نیز تفسیر در منثور میں کتب معتبرہ حدیث کے حوالہ
سے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

عبد الرحمن بن خلدون نے بھی مقدمہ تاریخ میں لکھا ہے۔
شیخ شہاب الدین احمد خفاجی نے حاشیہ تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کہ

وقیل انہ معروف فی اللغات القدیمہ کالعبرانیۃ وہو کثیر فی التورۃ کما فی
رسالۃ فضائح الیہود للفرالی (انتہی) (ترجمہ) حساب حمل کی نسبت کہا گیا
ہے کہ وہ قدیم زبانوں کا (جیسے عبرانی زبان ہے) مشہور فن ہے۔ اور توریث میں
کثرت سے مستعمل ہوا ہے جیسا کہ امام غزالی ج نے اپنی کتاب فضائح الیہود میں ذکر کیا ہے
ابن خلدون نے مقدمہ تاریخ میں لکھا ہے کہ دلالت ہذہ الحروف علی تنک

الاعداد لیست طبعیۃ ولا عقلیۃ وانما ہی بالتواضع والاصطلاح الذی ینمونه
حساب الجمل نعم انہ قدیم مشہور (انتہی) (ترجمہ) دلالت ان حروف کی ان

اعداد پر طبعی نہیں ہے اور نہ عقلی ہے بلکہ یہ دلالت وضعی و اصطلاحی ہے جس کا اصطلاحی نام حساب جمل ہے بے شک یہ قدیم اور مشہور اصطلاح ہے۔

میر غلام علی آزاد بلگرامی نے کتاب سنجۃ المرجان فی آثار ہندوستان میں لکھا ہے کہ ماوقفت علی من وضع قاعدة الجمل وقرر حروف الهجاء بازار الاعداد۔ یعنی میں واقف نہیں ہوں کہ قاعدہ جمل کا واضع کون ہے اور کس نے حروف تہجی کے مقابلہ میں اعداد کو قائم کیا ہے۔

صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ جمل صغیر کا واضع خداوندِ کریم ہے جل جلالہ و عم نوالہ جیسا کہ علی دود نے کتاب محاضرة الاول وائل و مسامرة الاول و اخر میں لکھا ہے کہ اول کتاب انزل الیہ من السماء ابو جاد ذکرہ السہیل عن ابن عباس رضی اللہ عنہما (الخ) یعنی پہلی تحریر جس کو خدا نے آسمان سے اتارا وہ ابجد میں ہیں اس کو سہیل نے ابن عباسؓ سے ذکر کیا ہے۔

اسی طرح شیخ احمد بونی نے کتاب شمس المعارف میں لکھا ہے کہ اما ابجد فانہا سر یاتہ انزلت علی آدم علیہ السلام و ادریس و نوح و موسیٰ و عیسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین یعنی ابجد سریانی زبان کے الفاظ ہیں جو نازل ہوئے آدم ادریس نوح موسیٰ عیسیٰ علیہم السلام پر۔

جمل صغیر کا پتا تو اس قدر چلتا ہے جس کا ذکر اوپر ہوا۔ لیکن جمل وسیط اور جمل کبیر وغیرہ کا واضع کون ہے البتہ اس کی تحقیق نہیں ہو سکی بعض متقدمین کا قول ہے کہ جمل وسیط اور جمل کبیر وغیرہ فن جمل کے اقسام فروعی ہیں۔ اور ان سب کی اصل جمل صغیر ہے۔ یعنی جمل صغیر ہی سے یہ سب اقسام پیدا ہوئے ہیں (الخ)

ہم کہتے ہیں کہ جمل صغیر کو فن جمل کی ایک قسم قرار دینا چاہیئے۔ ان اقسام کی تعریف اور اون کا باہمی فرق اور نیز یہ کہ جمل صغیر کو اس مقام پر اصل کا قائم مقام کیوں قرار دیا گیا۔ ان تمام امور کو ہم اسی فصل کے ایک خاص بیان میں جو اقسام فن جمل سے موسوم ہو گا ذکر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

کتاب محاضرات الاوائل میں مذکور ہے کہ حکیم فیثاغورث نے جو (مہرسل) ول کا شاگرد تھا) اسرار حروف و اسماء روحانیہ کی نسبت متفقانہ بحث کی ہوا و طلسمات کا واضح بھی یہی شخص ہے اور علم وفق بھی (جس کی بنا علم جمل پر قائم ہے) اسی کا وضع کیا ہوا ہے۔ اسی کے متعلق تاریخ حکماء میں ذکر ہے کہ اول من علم الفنون

وعمل منه العجائب فیثاغورث المذكور ولہ فی الاوافق العدویۃ عجائب (انہی) یعنی پہلا شخص جس نے علم وفق کو بنایا اور اس سے عجائبات کو پیدا کیا و فیثاغورث ہے اور فنون اوافق میں جو اعداد می فن ہے عجیب چیزیں اسی سے منسوب ہیں۔

بعض رسائل میں اس کا ذکر ہے کہ زبر و بیئات کے قاعدہ کا واضح حکیم ارسطاطالیس ہے۔ صاحبہ معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ ایسا کہنا درست نہیں ہے اس لئے کہ زبر اور جمل صغیر دونوں ایک ہیں۔ اور جمل صغیر کی نسبت یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ اس کا واضح حق جمل شانہ ہے پس اس کو ارسطاطالیس سے منسوب کرنا عقل سے بعید ہے۔

ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ جن اہل تحقیق نے زبر و بیئات کی ایجاد کو حکیم ارسطاطالیس سے منسوب کیا ہے وہ قابلِ حریف گیری نہیں ہیں۔ اگر مان لیا جائے کہ ہر ایک

حرف کے مقابلہ میں عدد کے قائم کرنے کا واضع خداوند کریم ہے تو قاعدہ زبر و بیّنات کی ایجاد سے اس میں کوئی نقصان نہیں آتا اس لئے کہ ہر ایک حرف کی ملفوظی شکل یعنی اسم حرف کے اعداد کو زبر و بیّنات کہتے ہیں مثلاً (۱) جس کی ملفوظی شکل (الف) ہے اس کے عدد بقاعدہ جمل (۱۱۱) ہیں پس شکل ملفوظی کے پہلے حرف کے عدد کو اصطلاح جمل میں (زبر) کہتے ہیں اور باقی کے اعداد کا نام (بیّنات) ہے یعنی (الف) میں حرف اول (۱) کا عدد (۱) زبر کہلاوے گا۔ اور حروف باقیہ۔ ل۔ ف۔ کے اعداد (۱۱) بیّنات سے موسوم ہوں گے۔ اسی طرح (ب) کا ملفوظ (باب) ہے جس میں (ب) کا عدد (۲) زبر ہے۔ اور (۱) کا عدد (۱) بیّنات ہے۔ اور واضعان اقسام جمل نے (زبر) ہی کو جمل صغیر کہا ہے۔ اور (بیّنات) کو جمل وسیط سے موسوم کیا ہے۔

اس حالت میں اگر ہم قاعدہ زبر و بیّنات کی وضع کو کسی حکیم سے منسوب کریں تو ہمارا یہ کہنا اس امر سقمہ کے مغائر نہیں ہے کہ جمل کا واضع حکیم مطلق ہے۔ اس لئے کہ جمل اصل ہے اور اس کے تمام اقسام اس کے فروع۔

ہماری تحقیق اور رائے میں حکیم مطلق کو واضع جمل صغیر کہنا بھی من وجہ درست نہیں ہے جیسا کہ صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے بلکہ اس کو مطلقاً جمل کا واضع کہنا چاہیے۔ لائق مصنف موصوف کے ذہن مبارک میں یہ اشکال اسی لئے پیدا ہوئی ہے کہ آپ نے حکیم مطلق کو واضع جمل صغیر تسلیم کرنے میں زیادہ غور نہیں فرمایا ہم بلحاظ تعریفات اقسام و اقوال صاحبان تحقیق یوں کہہ سکتے ہیں کہ جمل کا واضع حکیم مطلق ہے۔ اور واضع جمل صغیر و کبیر (یعنی زبر و بیّنات) حکیم اصطلاحی و اسد اعلم بحقیقۃ الحال۔

اسی طرح بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ جمل کبیر کا واضع ہی حکیم ارسطو
طالیس ہے۔ اور صاحب معدن الجواہر نے اس تحقیق پر بھی اپنا اختلاف ظاہر
فرمایا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اس کے تصفیہ کے لئے بھی ہمارا وہ بیان کافی ہے جو گزرا
جس کے بعد کوئی محل اشکال باقی نہیں رہتا۔

علمائے سنسکرت کا قول ہے کہ واضع حروف مقطعات ہی واضع جمل ہے
اس فن کے متعلق سنسکرت میں متعدد کتابیں ہیں اور خاص خاص علوم کو متقدمین
قاعدہ ترقیم میں لکھا ہے (قاعدہ ترقیم کا ذکر ہم نے اس کتاب کی فصل دوم متعلقہ
باب دوم میں کیا ہے۔) سنسکرت میں ایک لاکھ اسی ہزار الفاظ ایسے ہیں جنکو
اعداد مقرر ہیں یعنی اعداد حروف کے سوا اعداد الفاظ کا بھی قاعدہ مقرر ہے اعداد
حروف میں سنسکرت نے عدد ہزار پر قناعت نہیں کی ہے بلکہ مرتبہ الف کے بعد ایک
حرف کا عدد لاکھ ہے اسی طرح ایک حرف کا عدد کروڑ ہے اور یہ سلسلہ ختم تعداد
حروف تک مسلسل چلا گیا ہے بدین وجہ کہ سنسکرت میں حروف تہجی کی تعداد ۲۸ سہی یا ۲۹
ہے لہذا اعداد کے مراتب بھی زیادہ ہیں۔ اور اعداد الفاظ کا قاعدہ اختصار کے لئے قائم
ہوا ہے اور دنیا میں اس پر عمل سات ہزار سال سے بیان ہوا ہے اور اس کی وضع کا
سہرہ مخلوق سے کسی کے سر نہیں ہے یعنی اون کے پاس بھی طلاق اکبر جمل جلاہ وضع
جمل ہے۔

فن جمل کو سنسکرت میں سنگیت و دیا کہتے ہیں اور اس کا رتبہ حروف سے مقدم
مانا گیا ہے یعنی حروف سوزیا کی حاجتیں اس قدر نہیں پوری ہوتیں جس قدر قاعدہ ترقیم

اور اعلیٰ علوم کی اکثر کتابیں قاعدہ ترقیم میں لکھی گئیں ہیں مگر نقل نویسی نے قاعدہ ترقیم میں غلطیوں کا طومار باندھ دیا۔ اور غلط نگاروں کی بدولت ہندسوں کی شکل کچھ سے کچھ ہو گئی۔ اور ترقیم میں قواعد کثیرہ کی تدوین اور اون کی تعریف اسکے بخل نے صد ہا کتابوں کو لایجمل قرار دیا۔ آج ہم ان کو صرف دیکھتے ہیں اور پڑھ نہیں سکتے۔ تاڑکے پتوں پر ایسی چیزیں بہت سی ہیں اور بعض کی نسبت یہ بتا ہی چلا ہے کہ فلاں فن میں لکھی گئیں ہیں۔ لیکن کاتب نے اس تحریکے آغاز میں قواعد ترقیم کا کوئی اشارہ نہیں کیا جس سے ہم اون کے مطالب سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتے

(۳) غایت جمل کا بیان

اس فن لطیف سے اہل جبر و نجوم و تسمیر وغیرہ کی جو کچھ بھی غایت رہتی لیکن اہل جمل نے اس سے دو طرحیہ کام لیا ہے۔

(۱) ہندسوں کا کام حروف سے۔ (۲) حروف کا کام ہندسوں سے۔

نمبر (۱) کا استعمال عرب میں اس طرح پایا گیا ہے کہ ابتدا میں کل حسابی مقاصد حروف ہی سے حاصل کئے جاتے تھے یعنی رقمی ہندسوں کی ایجاد سے پہلے تمام حساب کتاب حروف ہی میں بقاعدہ جمل ہوا کرتا تھا۔ اوراق کتب پر شمار کے نمبر بھی حروف ہی میں لکھے جاتے تھے۔ بعض پرانی کتابیں ہماری نگاہ سے بھی گزری ہیں جن کے صفحات پر حروف ہی سے شمار قائم تھا۔ بقول بعض اہل تاریخ کے جب عربوں نے باغراض حسابی ہندسوں کو ایجاد کیا تو اعداد کی مختصر شکل سے اونکو تسکین نہ ہوئی اس لئے کہ اکثر ہندسوں کی شکل سہل التغیر خصوصاً صفر۔ پہر عربوں کو نقدی کاروبار

کے لئے رقمی ہند سے ایجاد کئے جن کی شکلیں معنی خیز اور حروف سے مرکب ہیں۔
 ہم نے اپنی تالیف سیاق و کمر میں ان ہندسوں کی حقیقت تفصیل کے ساتھ لکھی ہے۔ لیکن
 رقمی ہندسوں کے وضع ہونے کے بعد بھی وہ حسابی کاروبار جو رقمی معاملات کے سوا تھا
 حروف ہی میں قائم رہا۔ ہم نے بعض عبرانی ایسے کتب بھی دیکھے ہیں جو سنہ چار سو ہجری کے بعد
 لکھے گئے ہیں جن کے صفحات کا شمار بھی حروف ہی میں پایا گیا۔

بعض محققین نے اس کا ذکر کیا ہے کہ توریت میں بعض احوال یعقوب علیہ السلام
 ۶۱۳۔ احکام کی تعداد کو ترتیع مصوب کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اور اس میں
 عین کا عدد بعض ۷ کے ساتھ لیا گیا ہے۔ یہ عددی اختلاف تو اختلاف مذہب کا
 نتیجہ ہے جس کا بیان ہر قسم فصل دوم کے آخرین ایک خاص مقام پرین گئے۔
 بہر حال یہ امر مسلمہ ہے کہ واضع جمل کی غایت اس فن کے وضع کرنے سے
 یہی تھی کہ کتابت کے اغراض کے ساتھ حسابی ضرورت بھی حروف ہی سے پوری ہو
 اگر یہ مقصد نہ ہوتا تو واضع حروف حروف کے ساتھ ساتھ ہندسوں کے اشکال بھی
 وضع کرتا کیوں کہ دنیوی کاروبار میں عرض کتابت حروف و حساب ایک دوسری کی
 لازم و ملزوم ہے۔

اہل تاریخ نے ہر ایک زبان کے ہندسوں کے وضع کی تاریخ مختلف طریقہ پر لکھی
 لیکن کسی نے ہندسوں کی قدامت کو حروف کے ساتھ مساوی نہیں تسلیم کیا ہے۔
 جب ہر ایک زبان کے ہندسوں کا واضع کوئی نہ کوئی شخص مانا گیا ہے اور یہ کہا گیا
 کہ اس سے پہلے ہندسوں کا وجود نہ تھا تو اس سے یہی قیاس قائم ہوتا ہے کہ ہر ایک
 زبان میں ہندسوں کی ایجاد سے قبل حروف ہی سے حسابی کام لیا جاتا تھا۔

پس واقعات کی یادگار کے لئے چند ایسے حروف کا جمع کر دینا جن کے مجموعی اعداد سنہ واقعہ کے مساوی ہوں اسی پہلی غایت میں داخل ہے۔ یہی بہت کچھ تلاش کی لیکن ہم کو عربی زبان میں قدما کے کلام سے کوئی ایسے الفاظ تاریخی ملتے نہ آئے جو معنی آ رہی ہوں اور نفس واقعہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں۔ ہم اس کا تفصیلی بیان اس کتاب کے دوسرے باب میں بغضمن (تاریخ) کریں گے انشا اللہ۔

حاصل یہ ہے کہ حروف سے ہندسوں کا کام لینا فن حمل کی پہلی غایت ہو اور اس کی غایت اصلی سمجھنا چاہیئے۔

نمبر (۲) یعنی دوسری غایت کو غالباً طباعوں نے اپنے زور طبیعت سے پیدا کر لیا ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ یہ طریقہ کتابت راز کے لئے بہت مفید ہے۔ اہل تفسیر و فہم و دعوت نے تو اپنے قواعد کے مطابق اس سے کام لیا ہے لیکن عموماً خط و کتابت کا ہندسوں ہی میں کرنا اختراع طباعان عجم کہا گیا ہے جس کو ہم اس کتاب کی فصل دوم باب دوم میں بیان کریں گے۔ اس موقع پر دوسری غایت کے اظہار میں ہم اسی قد بیان پر قناعت کرتے ہیں کہ اصطلاح حمل میں اسی کا نام ترقیم ہے اور قاعدہ ترقیم سے بہ نسبت اور زبانوں کے سنسکرت نے زیادہ کام لیا ہے۔ ہندوستان میں بھی فی زمانہ اس پر عمل درآمد ہے۔ جس اصول پر ٹلگراف یعنی تار برقی کا کام جاری ہے وہ قریباً اسی کے ہے۔ اگرچہ اس میں اعداد حروف حمل کی مطابقت نہیں ہے۔

فصل دوم متعلق بموضوع حمل

(۱) حروف و اعداد حروف کا بیان

نہی

(۱) عربی زبان کے متعلق صاحب قاموس فرماتے ہیں کہ لفظ حرف کا اطلاق صرف

یعنی حرف ہجاء پر ہے جو کلمہ کا مادہ ہے اور نیز حرف اصطلاحی یعنی حرف معنوی پر جو کلمہ کے اقسام سے گانہ سے ایک قسم ہے۔ حرف کی جمع حروف اور ا حروف آئی ہے اور یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔

حروف ہجاء کو حروف تہجی اور حروف مبالغی اور حروف معجم اور حروف منفرد اور مفردات اور حروف منقصدہ و مقطعات بھی کہتے ہیں۔

علامہ بونی نے شمس المعارف الکبریٰ میں فرمایا ہے کہ ان سرکل امۃ فی کتابہا و سر کتاب اللہ تعالیٰ فی الحروف و الحروف مختلفۃ الاشکال الخ یعنی تحقیق ہر ایک امۃ کا ہمد اوس کی کتاب میں ہے اور کتاب اللہ کا ہمد حروف میں اور حروف مختلفۃ اشکال رکھتے ہیں۔

شیخ اکبر نے فتوحات مکہ میں لکھا ہے کہ (۵) ان الحروف امۃ الالفاء شہد بذلک السن الحفاظ (ترجمہ شعر) یہ تحقیق حروف امۃ ہیں الفاظ کے اور گواہی دیتی ہیں اس پر حفاظ کی زبانیں۔

کتب معتبرہ سے یہ بات ثابت ہے کہ زبان عربی کے حروف تہجی سب سے پہلے ابوالبشر آدم صلی اللہ علی نبینا وعلیہ السلام پر نازل ہوئے جن کا مجموعہ الفاظ ذیل میں ہے۔ آیت۔ جحججہ۔ ذر زس۔ شصصط۔ طعطف۔ تکلم۔ نوی۔ شیخ علی دود نے کتاب محاضرة الاول و مسامرة الاواخر میں تفسیر الفصول سے نقل کیا ہے کہ اول ما نزل علی آدم علیہ السلام عشرہ صحیف۔ اول لیلۃ من شہر رمضان و کان فیہا سورۃ مقطعة بحروف (الخ) و کان فی الصحیف الحروف التسعة والعشرون (انتہی) یعنی پہلی جو چیز آدم علیہ السلام پر شہر رمضان کی پہلی رات میں

نازل ہوئی وہ دس صحیفہ ہیں۔ اور انہیں میں تہا سواہ حروف تقطعہ اور اوان صحیفوں میں ۲۹ حرف تہا
 علامہ بونی نے شمس المعارف میں بحوالہ بحر الوقوف لاجمہ بونی فرمایا ہے کہ
 اول کتاب انزل علی آدم علیہ السلام حروف المعجم الخ یعنی پہلی کتاب جو آدم علیہ
 السلام پر نازل ہوئی وہ حروف معجم ہیں۔

پھر آپ ہی نے ذکر کیا ہے کہ لما سئل صلی اللہ علیہ وسلم عن حروف المعجم
 فقال ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ
 ع غ ف ق ک ل م ن و ہ لا و ی۔ یعنی جب سوال کیا گیا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حروف معجم کا تو آپ نے فرمایا کہ حروف
 معجم ا ب ت ث (الخ) ہیں۔

پھر علامہ موصوف کا قول ہے وہی عربیۃ فسمیٰ بالعربیۃ و فیہا اسرار جمیع
 الکتب والصحف المنزلة و زیادة علیہا و اما لا یجد فسر یا نیت (الخ) یعنی چون کہ
 وہ حروف عربی ہیں لہذا آپ نے ان کا نام عربی حروف رکھا اور انہیں حروف
 میں تمام نازل شدہ کتابوں اور صحیفوں کے اسرار میں اور ان کے علاوہ اور اسرار
 بھی ہیں۔ لیکن ابجد سریانی ہے۔

شیخ الحدیث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المظہر میں لکھا ہے کہ
 قال عبد الملک ابن حبیب کان اللسان الاول الذی نزل بہ آدم من الجنة عربیاً
 الی ان بعد العبد و طال حُرُوف و صار سریانیاً و هو منسوب الی ارض سورتمہ و ہی
 ارض الجزیرۃ بہا کان نوح علیہ السلام و قومہ قبل الغرق (الخ) یعنی فرمایا عبد الملک
 بن حبیب نے کہ پہلی زبان جس کے ساتھ آدم علیہ السلام جنت سے اتر آئے عربی

تھی۔ زمانہ دراز کے مدتحریف ہو کر سریانی ہو گئی اور وہ منسوب ہے ملک سوران کی جانب۔ اور ملک سوران ایک جزیرہ تھا جس میں تھے نوح علیہ السلام اور ان کی قوم غرق ہونے سے پہلے

جس قدر ہم نے اوپر عرض کیا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ حروف تہجی کی کا معتم اول اور منزل۔ خداوند کریم ہے جل جلالہ۔ اور ابوالبشر آدم علیہ السلام پہلے شخص ہیں جنہر حروف عربیہ نازل ہوئے جن کی صراحت نبینا علیہ السلام نے فرمائی ابجد آدم میں جس کے الفاظ کا ذکر اوپر ہوا ہے انہیں حروف عربیہ کا سلسلہ ہے اور ابجد معروفہ و سرودجہ میں حروف نو وہی ہیں لیکن ان کا سلسلہ اور ان کی ترتیب اس ابجد کے الفاظ سریانی زبان کے ہیں اور اسی ابجد کو بعض محققین نے ابجد نوحی کہا ہے۔ جو نوح علیہ السلام سے منسوب ہے۔

بعض اہل تحقیق نے حروف تہجی کی تعداد ۲۹ بیان کی ہے۔ اور لاہ کو ایک حرف قرار دیا ہے اور بعض نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ اور بعض فرمزدہ کو بھی حروف میں شمار کیا ہے اور اس طریقہ سے ۲۹ کی بھرتی کی ہے لیکن اس میں بھی بہت کچھ اختلاف رہا ہے۔ اہل جمل و وفق و دعوت و سیمیا وغیرہ کا اتفاق اسپر ہے کہ ہمزہ کو تعداد حروف تہجی میں شمار نہ کرنا چاہیئے اور حروف تہجی کو ۲۸ تسلیم کرنا چاہیئے۔ چنانچہ۔

جابر بردی نے بھی شرح شافعیہ میں لکھا ہے کہ دکان المبر و بعد الثمانیۃ

وعشیرین و تیرک الهمزة و یقول الهمزة لا صورة لها و انما تکتب تارة و او و تارة یاء و تارة الفاء فلا تعد با مع الحروف التي اسکا لها محفوظه و معروفه و تکر

یعنی بُرودنخی نے حروف تہجی کو ۲۸ شمار کیا ہے اور ہمزہ کو ترک کیا ہے۔ اس لئے کہ ہمزہ کو لئے کوئی صورت نہیں ہے یعنی وہ کہیں واؤ کی شکل میں ہوتا ہے اور کہیں یا کی شکل میں اور کہیں الف کی۔ لہذا ہمزہ کو اون حروف میں شمار نہیں کیا جن کی شکلیں محفوظ اور معدوم ہیں۔

الحاصل واضح جمل نے ۲۸ حروف تہجی عربی سے بسلسلہ ترتیب ابجد نوحی ہر ایک حرف کے لئے ایک عدد خاص قرار دیا ہے پس اعداد کے سلسلہ اور ترتیب میں پہلا درجہ آحاد کا ہے یعنی اکائیوں کا۔ اور دوسرا درجہ عشرات یعنی دہائیوں کا اور تیسرا درجہ مات کا یعنی سیکڑے۔ اور چوتھا درجہ اوف کا جس میں صرف ایک حرف کے ایک ہزار عدد ہیں۔ اس لئے کہ مجموعی تعداد حروف میں گنجائش اسی قدر تھی۔

ہم اس موقع پر ابجد آدم سے قطع نظر کرتے ہیں جو کہ متروک ہے اور بدنیوچہ کہ ابجد نوحی قبول و مروج ہے صرف اسکو ہیہ ناظرین کرتے ہیں۔ اور یہ بات ہم کو متحقق نہ ہو سکی کہ ابجد آدم کو جس کے حروف کی ترتیب ترتیب مروجہ حروف تہجی کے ساتھ مطابقت تھی کیونکہ فروغ نہ ہوا۔

الغرض واضح جمل نے ۲۸ حروف تہجی سے ۹ حروف کو آحاد کے لئے مضمون کیا اور نو کو عشرات کے لئے۔ اور نو کو مات کے لئے۔ اور ایک حرف کو الف کے لئے ملاحظہ ہو نقشہ ذیل جس کو ہم نے نقشہ (الف) سے موسوم کیا ہے جس میں چاروں درج مع ہر ایک حرف کے عدد مقررہ کے ظاہر ہوتے ہیں

نقشہ الف

ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط	احاد
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	اعداد
ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	عشرات
۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	اعداد
ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	مآت
۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	اعداد
غ									الف
۱۰۰۰									عدد

اسمعیل بن محمد القنوی نے ماشیہ تفسیر ریفاومی میں انہیں چار مراتب کا ذکر کیا ہے اور ہر ایک حرف کے مقابل انہیں اعداد کو قائم کیا ہے جو نقشہ بالامین کہے گئے ہیں اور کہا گیا ہے کہ یہ مذہب مشرق کا ہے۔ مغربہ کو اس سے کسی قدر اختلاف ہے جس کا تفصیل بیان اسی فصل میں آوے گا۔

بعض اہل جمل نے لکھا ہے کہ کل حروف پنجی کو اون کے اعداد کے ساتھ دو سطروں میں لکھنا چاہیے۔ سطر اول کا نام اصطلاح جمل میں اساس ہے اور سطر دوم کا نام نظیرہ۔ اس اعتباری عمل سے اعداد حروف میں کوئی فرق نہیں آتا۔ ہم نقشہ ذیل میں جس کو نقشہ (ب) سے موسوم کرتے ہیں۔ اس ترتیب کو بھی دیکھنا چاہیے۔

نقشہ

اظہار		اساس	
۶۰	س	۱	۱
۷۰	ع	۲	ب
۸۰	ف	۳	ج
۹۰	ص	۴	د
۱۰۰	ق	۵	ه
۱۲۰	ر	۶	و
۱۳۰	ش	۷	ز
۱۴۰	ت	۸	ح
۱۵۰	ث	۹	ط
۱۶۰	خ	۱۰	ی
۱۷۰	ذ	۲۰	ک
۱۸۰	ض	۳۰	ل
۱۹۰	ظ	۴۰	م
۱۰۰۰	غ	۵۰	ن

اساس - زبان عربی کا لفظ ہے۔ بفتح اول و ثانی یعنی بنیاد (کہ الفی منہی الارب) اور لفظ نظیرہ بھی عربی ہے۔ بقول صاحب منہی الارب کسفینہ۔ یعنی مہتر قوم و دید بان و نگہبان لشکر۔ اور نظیر کے معنی شال کے بھی ہیں۔ اور اس اصطلاح میں نامے تانیث صرف بلحاظ جمع حروف ہے۔

صاحب لمخص تسلیم نے ان دونوں اصطلاحی ناموں کو انہیں دونوں سطروں کے مقابل لکھا ہے جس کی نقل ہم نے نقشہ (ب) میں کی ہے۔ لیکن بعض اہل تحقیق کے قول سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صاحب لمخص تسلیم یا کاتب مطبع نے دوسری سطر کے بعض حروف کو صرف اصول تنصیف پر سطر اول میں شامل کر دیا ہے درحقیقت (نقشہ الف) ہی کی پہلی سطر کا نام اساس ہے جس میں کل حروف متعلق بہ احاد میں اور ظاہر ہے کہ احاد بنیاد میں عشرات اور مات اور الف کی دوسری سطر میں ان حروف کو لکھنا چاہیے جو عشرات اور مات و الف سے متعلق ہیں جو نظیرہ میں سطر اول کے۔ پس ہماری تحقیق میں نقشہ صحیحہ (ب) حسب ذیل ہوگا۔

نقشہ صحیحہ

سطر اول یعنی اساس

حرف	—	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰

سطر دوم یعنی نظیرہ

حرف	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰

(۲) فارسیوں اور ہندیوں کا عمل حمل | صاحبان تحقیق پسند فرمایا ہے کہ جب فارسیوں نے اس فن کو اپنی زبان میں مروج کیا تو ان کو ضرورت پیش آئی کہ زبان فارسی کو مخصوص حروف پ چ ژ گ کے اعداد قائم کریں پس انہوں نے پ کو ب کا قائم مقام قرار دیا۔ اور چ کو ج کا قائم مقام تجویز کیا۔ اور ژ کو ز کا حذیل۔ اور گ کو ک کا مساوی۔

جب ہندوستان میں یہ فن شائع ہوا تو ہندیوں نے فارسیوں کی پیروی کی۔ ڈ کو ت۔ د کا قائم مقام کیا۔ اور ٹ کو ر کی جگہ دی۔ اس تصرف جائز کی تصویر ہم نقشہ ذیل میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جس کو ہم نے نقشہ (ج) سے نامزد کیا ہے۔

نقشہ ج

حرف	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰

۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
ی	ک	گ	ل	م	ن	س	ع	ف
۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
ق	ر	ش	ط	ث	خ	ذ	ض	ظ
۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
غ								
۱۰۰۰								

(۳) زبان سنسکرت کا جمل | سنسکرت کے بعض عالمون کا قول ہے کہ عربوں کی طریقہ جمل کہ زبان سنسکرت سے اخذ کیا ہے اور اس کے متعلق ہم اپنی تحقیق کو ایک حد تک فصل اول میں بیان کر آئے ہیں۔ سنسکرت کے کل حروف مقطعات (۳۶) ہیں (پنڈت جگت پرشاد و دیا بوشن ترکہ سرومنی۔ انتخاب ہند) نے سچ کہا کہ الف کے درجہ میں حروف سنسکرت متعدد ہیں اور عربوں نے قلت حروف کی وجہ سے صرف غ کے عدد ۱۰۰۰ پر قناعت کی ہے پس سنسکرت کی کثرت حروف کی وجہ سے مرتبہ الف بھی مثل اور مراتب کے کامل ہے۔

الغرض حروف سنسکرت اور ان کے اعداد مقررہ کی صراحت ہم نے

نقشہ ذیل میں کی ہے جس کو نقشہ (د) سے موسوم کرتے ہیں۔

جس طرح ابجد نوحی میں سلسلہ حروف تہجی باغراض جمل بدلا ہوا ہے

سنسکرت میں بھی باغراض جمل حروف کا سلسلہ اصلی قائم نہیں ہے۔ اور جس طرح

ابجد آدم میں بمقابلہ ابجد نوحی اعداد مقررہ میں اختلاف ہے اس طرح سنسکرت میں

کوئی خاص ابجد بلحاظ ترتیب حروف ابجد آدم کے قائم مقام نہیں ہے۔

الفوف			تات			عشرات			احاد		
اعداد	تلفظ	صوت تحت	اعداد	تلفظ	صوت تحت	اعداد	تلفظ	صوت تحت	اعداد	تلفظ	صوت تحت
۱۰۰۰	بو	تو	۱۰۰	تو	تو	۱۰	تو	تو	۱	پا	پ
۱۰۰۰۰	گا	گا	۲۰۰	ٹھا	ٹا	۲۰	جم	جا	۲	را	ر
۱۰۰۰۰۰۰	چھا	چھا	۳۰۰	ری	ری	۳۰	جے	جے	۳	رے	رے
۱۰۰۰۰۰۰۰۰	او	آو	۴۰۰	مون	مھو	۴۰	آ	آ	۴	تے	شا
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰	و	و	۵۰۰	ڈا	ٹا	۵۰	وا	وا	۵	کا	ک
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	سوی	سوی	۶۰۰	ڈا	کھ	۶۰	لا	کھ	۶	تھا	شا
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	ئی	کھ	۷۰۰	ی	کھ	۷۰	بھا	کھا	۷	دی	پہ
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	آو	آو	۸۰۰	ئی	کھ	۸۰	دھا	کھا	۸	جا	چ
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	پہا	کھ	۹۰۰	پہا	کھ	۹۰	یا	کا	۹	کھا	تھ

اور بدین وجہ کہ عربی میں ابجد آدم خود متروک ہے اور ابجد نوحی ہی پر عمل ہر لہذا سنسکرت کو عربی کے ساتھ اس خاص باب میں اتحاد کامل ہے۔ ہمارے اس بیان کو ناظرین اس وقت سمجھ سکیں گے جب کہ آئندہ بیان (الفاظ جمل) سے ابجد آدم اور ابجد نوحی کے فرق پر قادر ہوں۔

(۴) رومیوں کا جمل | رومیوں نے بھی اس فن کی جانب توجہ کی ہے اور اسکی غایت پر غور کر کے اپنی زبان کے صرف ۷ حروف کے لئے اعداد قرار دیئے ہیں اور انہیں ۷ حروف کی تکرار سے حسابی کل مراتب میں کام لیا ہے۔ بلکہ کسی تاریخ نگار اس کا پتا نہیں ملا کہ اس کا واضع کون ہے۔ اور کس زمانہ سے اون کے پاس یہ عمل جاری ہے۔ ان کی ایجاد کے اعلیٰ قدر دان اس وقت مغربی قومیں ہیں جن میں سے ایک انگریز بھی ہیں جن کے پاس۔

(۱) حرف ای	کا ایک عدد محسوب ہوتا ہے اور
(۲) حرف وی	کا عدد پانچ ہے اور
(۳) حرف یکس	کا عدد دس ہے اور
(۴) حرف ایل	کا عدد پچاس ہے اور
(۵) حرف جی	کا عدد سو ہے اور
(۶) حرف ڈمی	کا عدد پانسو ہے اور
(۷) حرف ایم	کا عدد ہزار ہے -

ان کے اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ عربی ہندسوں کی ایجاد ہونے سے قبل رومی طریقہ سے کام لیا جاتا تھا اور یورپ کا طرز عمل بھی تھا کہ ہندسوں کے عوض انہیں

۷ حروف سے حسابی کاروبار کرتے تھے۔ اور ہند سون کے وضع ہونے کے بعد ہی بعض خاص کاموں میں اعداد کے عوض حروف سے کام لیا جاتا ہے۔
 زمانہ حال کے ایک طباع انگریزی شاعر نے حافظ شیراز کی تاریخ و قضا (خاک مصطفیٰ - ۷۹۱) کو انگریزی زبان میں اس خوبصورتی کے ساتھ ترجمہ کیا ہے کہ اگر اس میں سے صرف حروف بالاکے اعداد شمار ہوں تو اون اعداد کے مجموعہ سے سنہ وفات حاصل ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ انگریزی شعرا ہی فن جمل اور اس کی غایت نمبر (۱) سے دل چسپی رکھتے ہیں۔ حافظ شیراز علیہ الرحمۃ کا جو دیوان یورپ میں چھپا ہے اس کے خاتمہ پر تاریخ متذکرہ عنوان موجود ہے اگر طباع لوگ ہر ایک زبان میں جس میں فن جمل رائج نہ ہو ابجد آدم کو اصول پر تاریخ لکھنا چاہیں تو برابر لکھ سکتے ہیں اور ان کی یہ جدت اس زبان کو لکھنے پر احسان کرے گی کہ ایک لطیف فن کو انہوں نے اس میں داخل کیا۔

جن زبانوں میں فن جمل نہیں ہے اون میں اس فن کا دخل صرف باصول ابجد آدم ہو سکتا ہے ورنہ سلسلہ حروف مقطعات کو تو وبالا کرنے کے لئے کوئی مستحکم اصول موجود نہیں ہے اور نہ یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچتی ہے کہ واضع جمل عربی و سنسکرت نے حروف تہجی کے سلسلہ کو کس اصول اور کس بنیاد پر تہ وبالا کیا ہے۔ اس موقع پر یہ پوچھ کر ہم ابجد آدم کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس میں یہ طریقی خوبی ہے کہ غیبی بانوں میں جمل کو رواج دینے کے لئے ابجد آدم ہی رہنما ہے

(۲) الفاظ جمل کا بیان

بیان عام | صاحب معدن الجواہر نے لکھا ہے کہ ترتیب حروف تہجی کے لئے بلخرأض

نازل ہوئی وہ دس صحیفہ ہیں۔ اور انہیں میں تہا سواہ حروف مقطعات اور اون صحیفوں میں ۲۹ حرف تہا
 علامہ بونی نے شمس المعارف میں بحوالہ بحر الوقوف لاجمہ البونی فرمایا ہے کہ
 اول کتاب انزل علی آدم علیہ السلام حروف المعجم الخ یعنی پہلی کتاب جو آدم علیہ
 السلام پر نازل ہوئی وہ حروف معجم ہیں۔

پھر آپ ہی نے ذکر کیا ہے کہ لما سئل صلی اللہ علیہ وسلم عن حروف المعجم
 فقال ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ
 ع غ ف ق ک ل م ن و ہ لا وی۔ یعنی جب سوال کیا گیا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حروف معجم کا تو آپ نے فرمایا کہ حروف
 معجم ا ب ت ث (الخ) ہیں۔

پھر علامہ موصوف کا قول ہے وہی عربیۃ فسمیٰ بالعربیۃ و فیہا اسرار جمیع
 الکتب والصحف المنزلة و زیادة علیہا و اما لا یجد فسر یا مئیۃ (الخ) یعنی چون کہ
 وہ حروف عربی ہیں لہذا آپ نے اون کا نام عربی حروف رکھا اور انہیں حروف
 میں تمام نازل شدہ کتابوں اور صحیفوں کے اسرار ہیں اور اون کے علاوہ اور سہرا
 بھی ہیں۔ لیکن ابجد سریانی ہے۔

شیخ الحدیث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المظہر میں لکھا ہے کہ
 قال عبد الملک ابن حبیب کان اللسان الاول الذی نزل بہ آدم من الجنة عربیاً
 الی ان بعد العبد وطال حُرُوف و صار سریانیاً و هو منسوب الی ارض سورتمہ وہی
 ارض الجزیرۃ بہا کان نوح علیہ السلام و قومہ قبل الفرق (الخ) یعنی فرمایا عبد الملک
 بن حبیب نے کہ پہلی زبان جس کے ساتھ آدم علیہ السلام جنت سے اتر آئے عربی

تھی۔ زمانہ دراز کے بعد تحریف ہو کر سریانی ہو گئی اور وہ منسوب ہے ملک سوران کی جانب۔ اور ملک سوران ایک جزیرہ تھا جس میں تھے نوح علیہ السلام اور ان کی قوم غرق ہونے سے پہلے

جس قدر ہم نے اوپر عرض کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ حروف تہجی کی معلوم اول اور منزل۔ خداوند کریم ہے جل جلالہ۔ اور ابوالہشہ آدم علیہ السلام پہلے شخص ہیں جنہر حروف عربیہ نازل ہوئے جن کی صراحت نبینا علیہ السلام نے فرمائی ابجد آدم میں جس کے الفاظ کا ذکر اوپر ہوا ہے انہیں حروف عربیہ کا سلسلہ ہے اور ابجد معروفہ و معروفہ میں حروف نو وہی ہیں لیکن ان کا سلسلہ اور ان کی ترتیب اس ابجد کے الفاظ سریانی زبان کے ہیں اور اسی ابجد کو بعض محققین نے ابجد نوحی کہا ہے۔ جو نوح علیہ السلام سے منسوب ہے۔

بعض اہل تحقیق نے حروف تہجی کی تعداد ۲۹ بیان کی ہے۔ اور لاء کو ایک حرف قرار دیا ہے اور بعض نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ اور بعض فرمہ کہ وہی حروف میں شمار کیا ہے اور اس طریقہ سے ۲۹ کی بھرتی کی ہے لیکن اس میں بھی بہت کچھ اختلاف رہا ہے۔ اہل جمل و وفق و دعوت و سیمیا وغیرہ کا اتفاق اسپر ہے کہ ہمزہ کو تعداد حروف تہجی میں شمار نہ کرنا چاہیے اور حروف تہجی کو ۲۸ تسلیم کرنا چاہیے۔ چنانچہ۔

جار بردی نے بھی شرح شافیہ میں لکھا ہے کہ وکان المبرّد بعد الثمانیۃ

وعشیرین ویرک الهمزة ویقول الهمزة لاصورة لها وانا تکتب نارة واولا و نارة یاء و نارة الفاعلا و مع الحروف التي اسکا لها محفوظه و معروفه و اگر

یعنی تہر و خمی نے حروف تہجی کو ۲۸ شمار کیا ہے اور ہمزہ کو ترک کیا ہے۔ اس لئے کہ ہمزہ کو لئے کوئی صورت نہیں ہے یعنی وہ کہیں واؤ کی شکل میں ہوتا ہے اور کہیں یا کی شکل میں اور کہیں الف کی۔ لہذا ہمزہ کو اون حروف میں شمار نہیں کیا جن کی شکلیں محفوظ اور معدوم ہیں۔

الحاصل واضح جمل نے ۲۸ حروف تہجی عربی سے بسلسلہ ترتیب ابجد نوی ہر ایک حرف کے لئے ایک عدد خاص قرار دیا ہے پس اعداد کے سلسلہ اور ترتیب میں پہلا درجہ آحاد کا ہے یعنی اکائیوں کا۔ اور دوسرا درجہ عشرات یعنی دہائیوں کا اور تیسرا درجہ مات کا یعنی سیکڑے۔ اور چوتھا درجہ اوف کا جس میں صرف ایک حرف کے ایک ہزار عدد ہیں۔ اس لئے کہ مجموعی تعداد حروف میں گنجائش اسی قدر تھی۔

ہم اس موقع پر ابجد آدم سے قطع نظر کرتے ہیں جو کہ متروک ہے اور بدنیوچ کہ ابجد نوخمی قبول و مروج ہر حرف اسکو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ اور یہ بات ہم کو متحقق نہ ہو سکی کہ ابجد آدم کو جس کے حروف کی ترتیب ترتیب مروجہ حروف تہجی کے ساتھ مطابق تھی کیونکہ فروغ نہ ہوا۔

الغرض واضح جمل نے ۲۸ حروف تہجی سے ۹ حروف کو آحاد کے لئے مخصوص کیا اور نو کو عشرات کے لئے۔ اور نو کو مات کے لئے۔ اور ایک حرف کو الف کے لئے ملاحظہ ہو نقشہ ذیل جس کو ہم نے نقشہ (الف) سے موسوم کیا ہے جس میں یہ چاروں درج مع ہر ایک حرف کے عدد مقررہ کے ظاہر ہوتے ہیں

نقشہ الف									
ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط	احاد
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	اعداد
ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	عشرات
۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	اعداد
ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	مآت
۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	اعداد
غ									الف
۱۰۰۰									عدد

اسمعیل بن محمد القنوی نے ماشیہ تفسیر مبیای می من انہین چار مراتب کا ذکر کیا ہے اور ہر ایک حرف کے مقابل انہین اعداد کو قائم کیا ہے جو نقشہ بالا میں لکھے گئے ہیں اور کہا گیا ہے کہ یہ مذہب مشرق کا ہے۔ مغربہ کو اس سے کسی قدر اختلاف ہے جس کا تفصیل بیان اسی فصل میں آوے گا۔

بعض اہل جمل نے لکھا ہے کہ کل حروف پنجی کو اون کے اعداد کے ساتھ دو سطروں میں لکھنا چاہیے۔ سطر اول کا نام اصطلاح جمل میں اساس ہے اور سطر دوم کا نام نظیرہ۔ اس اعتباری عمل سے اعداد حروف میں کوئی فرق نہیں آتا۔ ہم نقشہ ذیل میں جس کو نقشہ (ب) سے موسوم کرتے ہیں۔ اس ترتیب کو بھی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

نقشہ ب

تظيرہ		اساس	
۶۰	س	۱	۱
۷۰	ع	۲	ب
۸۰	ن	۳	ج
۹۰	ص	۴	د
۱۰۰	ق	۵	ه
۱۱۰	ر	۶	و
۱۲۰	ش	۷	ز
۱۳۰	ت	۸	ح
۱۵۰	ث	۹	ط
۱۶۰	ج	۱۰	ی
۱۷۰	ذ	۲۰	ک
۱۸۰	ض	۳۰	ل
۱۹۰	ظ	۴۰	م
۱۰۰۰	غ	۵۰	ن

اساس۔ زبان عربی کا لفظ ہے۔ بفتح اول و ثانی یعنی بنیاد (کہ انی منتہی الارب) اور لفظ نظیرہ ہی عربی ہے۔ بقول صاحب منتہی الارب کسفینہ۔ یعنی مہتر قوم و دید بان و نگہبان لشکر۔ اور نظیر کے معنی شال کے ہی ہیں۔ اور اس اصطلاح میں نامے تائیت صرف بلحاظ جمع حروف ہے۔

صاحب مختصر تسلیم نے ان دونوں اصطلاحی ناموں کو انہیں دونوں سطروں کے مقابل لکھا ہے جس کی نقل ہم نے نقشہ (ب) میں کی ہے۔ لیکن بعض اہل تحقیق کے قول سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صاحب مختصر تسلیم یا کاتب مطبع نے دوسری سطر کے بعض حروف کو صرف اصول تنصیف پر سطر اول میں شامل کر دیا ہے درحقیقت (نقشہ الف) ہی کی پہلی سطر کا نام اساس ہے جس میں کل حروف متعلق بہ احاد میں اور ظاہر ہے کہ احاد بنیاد میں عشرات اور مات اور الف کی دوسری سطر میں ان حروف کو لکھنا چاہیے جو عشرات اور مات و الف سے متعلق ہیں جو نظیرہ میں سطر اول کے۔ پس ہماری تحقیق میں نقشہ صحیحہ (ب) حسب ذیل ہوگا۔

۱۰	ی	ک	گ	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۱۱۰
۱۱	ق	ر	ژ	ش	ٹ	ث	خ	ذ	ض	ظ
۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰	۱۱۰۰
۱۲	غ									
۱۰۰۰										

(۳) زبان سنسکرت کا جمل | سنسکرت کے بعض عالموں کا قول ہے کہ عربوں کی طریقہ جمل کہ زبان سنسکرت سے اخذ کیا ہے اور اس کے متعلق ہم اپنی تحقیق کو ایک حد تک فصل اول میں بیان کر آئے ہیں۔ سنسکرت کے کل حروف مقطعات (۳۶) ہیں (پنڈت جگت پرشاد و دیا بہوشن ترکہ سر دمنی۔ انتخاب مہند) نے سچ کہا ہے کہ الفوف کے درجہ میں حروف سنسکرت متعدد ہیں اور عربوں نے قلت حروف کی وجہ سے صرف غ کے عدد ۱۰۰۰ پر قناعت کی ہے پس سنسکرت میں کثرت حروف کی وجہ سے مرتبہ الفوف بھی مثل اور مراتب کے کامل ہے۔

الغرض حروف سنسکرت اور اون کے اعداد مقررہ کی صراحت ہم نے نقشہ ذیل میں کی ہے جس کو نقشہ (د) سے موسوم کرتے ہیں۔
 جس طرح ابجد نوحی میں سلسلہ حروف تہجی باغراض جمل بدلا ہوا ہے اس طرح سنسکرت میں بھی باغراض جمل حروف کا سلسلہ اصلی قائم نہیں ہے۔ اور جس طرح ابجد آدم میں بمقابلہ ابجد نوحی اعداد مقررہ میں اختلاف ہے اس طرح سنسکرت میں کوئی خاص ابجد بمطابق ترتیب حروف ابجد آدم کے قائم مقام نہیں ہے۔

الفوف			تات			عشرات			احاد		
اعداد	تلفظ	صوت	اعداد	تلفظ	صوت	اعداد	تلفظ	صوت	اعداد	تلفظ	صوت
۱۰۰۰	بو	تو	۱۰۰	فر	تو	۱۰	نے	تو	۱	پا	پ
۱۰۰۰۰	کا	گا	۲۰۰	ٹھا	گا	۲۰	جم	جا	۲	را	ر
۱۰۰۰۰۰۰	چھا	چھا	۳۰۰	ری	ہی	۳۰	جے	جے	۳	رے	دے
۱۰۰۰۰۰۰۰۰	او	آو	۴۰۰	مون	سو	۴۰	ر	آ	۴	ن	شا
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰	و	و	۵۰۰	ڈا	ٹا	۵۰	وا	با	۵	کا	ک
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	سوی	سوی	۶۰۰	ڈا	ک	۶۰	لا	ک	۶	تھا	شا
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	ئی	ہی	۷۰۰	ی	ہ	۷۰	بھا	فا	۷	دی	ہی
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	آو	آو	۸۰۰	ی	ہ	۸۰	دھا	شا	۸	ھا	بھ
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	پھا	کا	۹۰۰	پھا	کا	۹۰	یا	با	۹	کھا	بھ

اور بدین وجہ کہ عربی میں ابجد آدم خود متروک ہے اور ابجد نوحی ہی پر عمل ہر لہذا سنسکرت کو عربی کے ساتھ اس خاص باب میں اتحاد کامل ہے۔ ہمارے اس بیان کو ناظرین اوس وقت سمجھ سکیں گے جب کہ آئندہ بیان (الفاظ جمل) سے ابجد آدم اور ابجد نوحی کے فرق پر قادر ہوں۔

(۴) رومیوں کا جمل | رومیوں نے یہی اس فن کی جانب توجہ کی ہے اور اسکی غایت پر غور کر کے اپنی زبان کے صرف ۷ حروف کے لئے اعداد قرار دیئے ہیں اور انہیں ۷ حروف کی تکرار سے حسابی کل مراتب میں کام لیا ہے۔ بلکہ کسی تاریخ کو اس کا پتا نہیں ملا کہ اس کا واضع کون ہے۔ اور کس زمانہ سے اون کے پاس یہ عمل جاری ہے۔ ان کی ایجاد کے اعلیٰ قدر دان اس وقت مغربی قومیں ہیں جن میں سے ایک انگریز بھی ہیں جن کے پاس۔

(۱) حرف ال	کا ایک عدد محسوب ہوتا ہے اور
(۲) حرف وی	کا عدد پانچ ہے اور
(۳) حرف یکس	کا عدد دس ہے اور
(۴) حرف ایل	کا عدد پچاس ہے اور
(۵) حرف جی	کا عدد سو ہے اور
(۶) حرف ڈی	کا عدد پانسو ہے اور
(۷) حرف ایم	کا عدد ہزار ہے -

ان کے اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ عربی ہندسوں کی ایجاد ہونے سے قبل رومی طریقہ سے کام لیا جاتا تھا اور یورپ کا طرز عمل یہی تھا کہ ہندسوں کے عوض انہیں

۷ حروف سے حسابی کاروبار کرتے تھے۔ اور ہندسوں کے وضع ہونے کے بعد بھی بعض خاص کاموں میں اعداد کے عوض حروف سے کام لیا جاتا ہے۔
 زمانہ حال کے ایک طباع انگریزی شاعر نے حافظ شیراز کی تاریخ و قفا (خاک مصلیٰ - ۷۹۱ء) کو انگریزی زبان میں اس خوبصورتی کے ساتھ ترجمہ کیا ہے کہ اگر اس میں سے صرف حروف بالاکے اعداد شمار ہوں تو اون اعداد کے مجموعہ سے سنہ وفات حاصل ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ انگریزی شعر ابھی فنِ جمل اور اس کی غایت نمبر (۱۱) سے دل چسپی رکھتے ہیں۔ حافظ شیراز علیہ الرحمۃ کا جو دیوان یورپ میں چھپا ہے اس کے خاتمہ پر تاریخ متذکرہ عنوان جو ہے اگر طباع لوگ ہر ایک زبان میں جس میں فنِ جمل رائج نہ ہو ابجد آدم کو اصول پر تاریخ لکھنا چاہیں تو برابر لکھہ سکتے ہیں اور ان کی یہ جدت اس زبان کو لکھنے پر احسان کرے گی کہ ایک لطیف فن کو انہوں نے اس میں داخل کیا۔

جن زبانوں میں فنِ جمل نہیں ہے اون میں اس فن کا دخل صرف باصول ابجد آدم ہو سکتا ہے ورنہ سلسلہ حروف مقطعات کو تو بالاکرنے کے لئے کوئی مستحکم اصول موجود نہیں ہے اور نہ یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچتی ہے کہ واضع جمل عربی و سنسکرت نے حروف تہجی کے سلسلہ کو کس اصول اور کس بنیاد پر تہ و بالا کیا ہے۔ اس موقع پر پوچھ کر ہم ابجد آدم کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس میں یہ طبری خوبی ہے کہ غیر زبانوں میں جمل کو رواج دینے کے لئے ابجد آدم ہی رہنما ہے

(۲) الفاظ جمل کا بیان

بیان عام | صاحب معدن الجواہر نے لکھا ہے کہ ترتیب حروف تہجی کو لئے ابجد

جمل چند الفاظ موضوع اور مقررین بعض نے اون الفاظ کو الفاظ ابجدیہ کہا ہے اور ابجد باوجودیکہ سیرانی زبان کا لفظ ہے لیکن عربوں کے پاس بقاعدہ عربی اسکی جمع ابوجاد آئی ہے جیسا کہ شیخ علی دوہ نے کتاب محاضرات الاوائل میں لکھا ہے۔

قال السہیلی۔ قد جرمی ابوجاد علی لفظ لایجوز الا ان کیون عربیا نقول ہذا ابوجاد ورایت اباجاد ومرت بابی جاد واختلف فی معناه (الخ) یعنی کہا ہے سہیلی نے کہ ابوجاد ایک ایسے لفظ پر متعمل ہوا ہے جس کے لئے جائز نہیں ہے مگر یہ کہ ہوو عربی۔ کہا جاتا ہے۔ ہذا ابوجاد۔ رایت اباجاد۔ ومرت بابی جاد۔ اور اختلاف کیا گیا ہے اس کے معنی میں۔

صاحب شمس اللغات نے لفظ ابودجاد کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ ابجد ہے۔ اور صاحب مؤید الفضل لفظ ابوجاد پر فرمانے میں کہ اس سے ایجاد مراد ہے۔ پس ابجد کی جمع ایجاد اور ابوجاد مستحق ہے۔ بڑی حیرت اسپر ہے کہ لغات عرب اس سے ساکت ہیں۔

بعض محققین نے الفاظ ابجد نوحی کی نسبت لکھا ہے کہ وہ معنی دار ہیں۔ جو کچھ اون کا خیال ہے ہم اس کو اسی بیان میں اس کے موقع پر یہ ناظرین کریں گے۔ اہل تحقیق کا اسپر اتفاق ہے کہ مختلف اعتبارات سے الفاظ جمل کے مختلف اقسام ہیں۔ صاحب محض تسلیم نے بھی چند اقسام کا ذکر فرمایا ہے۔ اور صاحب معد ابجاہرنے مع شئی زاید انکی تعریف کی ہے۔ لیکن طرز بیان میں کچھ ایسی گٹ بڈ ہو گئی ہے کہ شائقین فن سمجھنے کراشتیاق میں سرکڑ کر رہ جاتے ہیں۔ لہذا ہم نے اون کی ترتیب نہ صرف بیان اقسام کے طور پر قائم کی ہے بلکہ جا بجا اس بات کے سمجھانے کی بھی کوشش

کی ہے کہ کونسی قسم مورخ کے لئے کس موقع پر کام آتی ہے۔ بنیاد اعداد کے لحاظ سے مقدم تو وہی ابجد نوحی ہے جس کو ہم نے اپنی اس ترتیب میں دوسرا نمبر دیا ہے۔ لیکن قدامت کا سہرا با وا آدم کا ابجد کے سر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو ہم سب سے پہلے عرض کرتے ہیں۔

(۱) ابجد آدم سب سے قدیم اور پرانی ابجد کے الفاظ جن کو بعض محققین نو ابجد آدم کہا ہے (۷) ہیں۔

- | | | | | | | | |
|-----|-------|-------------|---|---|---|---|-----|
| (۱) | ابتث | جس میں حروف | ا | ب | ت | ث | ہیں |
| (۲) | جحخد | جس میں حروف | ج | ح | خ | د | ہیں |
| (۳) | ذر زس | جس میں حروف | ذ | ر | ز | س | ہیں |
| (۴) | شصضط | جس میں حروف | ش | ص | ض | ط | ہیں |
| (۵) | ظعغف | جس میں حروف | ظ | ع | غ | ف | ہیں |
| (۶) | قکللم | جس میں حروف | ق | ک | ل | م | ہیں |
| (۷) | نویہی | جس میں حروف | ن | و | ہ | ی | ہیں |

ان الفاظ کے متعلق ہم کچھ زیادہ نہیں لکھیں گے اس لئے کہ ہم گزشتہ حصہ کتاب میں بیان کر آئے ہیں کہ یہ ابجد متروک ہے۔ اگر یہ مروج رہتی تو اعداد مروجہ و مخصوصہ حروف ابجد نوحی میں ہی کا یا پلٹ ہو جاتی اور اس کا با وا آدم ہی نرالا ہوتا اور اس کا نام بعوض ابجد کے ابتث رکھا جاتا اور اسکی اشاعت میں اعداد و مراتب حروف حسب نقشہ ذیل قرار پاتے۔

ا	ب	ت	ث	ج	ح	خ	د	ذ	ا
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	
ر	ز	س	ش	ص	ض	ط	ظ	ع	ث
۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	
غ	ف	ق	ک	ل	م	ن	و	ه	ا
۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	
می									ا
۱۰۰۰									

بعض اہل تحقیق نے ابجد آدم کی تعریف کی ہے اس لئے کہ حروف تہجی کی مروجہ ترتیب اس میں قائم ہے۔ صاحب مخصّص تسلیم نے لکھا ہے کہ اس ابجد کے ہر ایک لفظ میں پہلا حرف مفتوح ہے اور دوسرا کسور اور تیسرا مضموم اور چوتھا ساکن۔

ہم نے اس کا ذکر صرف تاریخی طریقہ پر کر دیا ہے۔ جمل مروجہ میں اس کو کچھ دخل نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی مورخ اس صراحت کے ساتھ کہ ہم نے ابجد آدم پر عمل کیا ہے۔ تاریخ لکھے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ہماری رائے میں وہ خلف الرشید کہلانی کا مستحق ہوگا۔ اس لئے کہ اس نے باو آدم کی ابجد کو زندہ کیا۔ صاحب معدن الجواہر نے ابجد آدم کا ذکر فرمایا ہے لیکن اس کے اعداد میں آپ سے غالباً تسامح ہوا ہے۔ آپ کا مرتبہ نقش حسب ذیل ہے۔

حرف	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸

حروف تہجی کا سلسلہ اس کا متقاضی نہیں ہو سکتا کہ ہم اعداد میں بھی سلسلہ قائم رکھ کر مراتب کے اصل مقصد سے قطع نظر کریں۔ اگر ابجد آدم کے آخری عدد کا خاتمہ ۲۸ پر مہجواوے تو باوا آدم پر بہت بڑا اعتراض وارد ہوگا۔

(۲) ابجد نوحی | ابجد نوحی کا دوسرا درجہ اس لئے غیر موزون نہیں ہے کہ اس کی نسبت کہا گیا ہے کہ اس کا نزول نوح علیہ السلام پر ہوا ہے جن کا لقب آدم ثانی تھا۔ اہل تحقیق کا اتفاق ہے کہ اس کے الفاظ سریانی زبان کے ہیں جن کو ہم ذیل میں عرض کرتے ہیں ۲۸ حروف مقطعات یعنی حروف تہجی سے اس کے لئے آٹھ الفاظ وضع ہوئے ہیں جو بقول بعض اہل لغت معنی دار ہیں۔

(۱) ابجد (۲) موز (۳) خطی (۴) کلین
(۵) سَعْفَص (۶) قَرَشَت (۷) شَحْذ (۸) صَنْطَع

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہیں کہ ابجد کنایت از حروف مفردات

کہ الف باتا نا۔ باشد تا آخر و ہشت کلمہ معروف کہ بحساب جمل بحجت ترتیب اعداد حروف تہجی داشتہ اند۔ آپ ہی کا قول ہے کہ صاحب مدارالافاضل فرمایا ہے کہ (۱) ابجد بمعنی ابی وجد فی العصیۃ یعنی باوا آدم پائے گمرگناہین یعنی گناہا دن سے سرزد ہوا۔

(۲) مَوَّزْ بمعنی استیع ہواہ۔ یعنی پیروی کی آدم نے ہوا و نفسانی
(۳) حُطّٰی بمعنی صُحط ذنبہ بالقوۃ والاستغفار۔ یعنی محو کیا گیا
اوس کا گناہ توبہ اور استغفار کی وجہ سے۔

(۴) کَلِمَیْن بمعنی تکلم بکلمۃ فتاب علیہ بالقبول والرحمۃ۔ یعنی کلام
کیا ایک کلمہ سے پس قبول ہوئی اوس کی توبہ پروردگار
کی رحمت سے۔

(۵) سَعَفَصْ بمعنی ضاق علیہ الدنیا فانیض علیہ۔ یعنی تنگ ہوئی
دنیا اسپر پس بہائی گئی اسپر یعنی بہت دی گئی۔

(۶) قَرَشَتْ بمعنی اقرب ذنبہ فشرّف بالکرامۃ۔ یعنی اعتراف کیا
اپنے گناہ کا پس مشرف بکرامت ہوا۔

(۷) شَخَذْ بمعنی اخذ من اللہ قوۃ۔ یعنی حاصل کی اللہ سے قوت

(۸) ضَنَطَعَ بمعنی سَدَّ عَنْہُ نَزْعُ الشَّیْطَانِ بِالْعَرْمِیۃ۔ یعنی جاتا
رہا اوس سے شیطان کا دباؤ بسبب کلام حق اور توجیہ

بعض محققین نے صرف اس قدر لکھا ہے کہ یہ آٹھوں لفظ زبان سریانی کے ہیں
صاحب غیاث ہی کا قول ہے کہ بقول بعض ابا جاد نام ایک بادشاہ
گزر رہا ہے اور اسی کا مخفف ابجد ہے اور باقی سات کلمے اوس کے فرزندوں کے
نام ہیں۔

پہر آپ نے فرمایا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ مرام نام ایک شخص تھا جس نے
خط لکھنے کی ایجاد کی اور یہ آٹھوں لفظ اوس کے آٹھ فرزندوں کے نام ہیں۔

پہر آپ ہی نے بحوالہ ضوابط عظیم لکھا ہے کہ ان آٹھوں الفاظ کے خاص معنی ہیں۔ یعنی (۱) ابجد آغاز کیا (۲) ہموز لگیا (۳) حطی واقف ہوا (۴) کلین منگو ہوا (۵) سعفص اس سے سیکھا (۶) قرشت ترتیب دیا (۷) شخذ نگاہ رکھا (۸) ضنطع تمام کیا۔

ان آٹھوں الفاظ کے متعلق صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ یہی ابجد المشرقی ہی پر اول نازل ہو کر پہر اور انبیا علیہم السلام پر بعض علما محققین نے ان کو بامعنی خیال کیا ہے اور بعض کے پاس بے معنی ہیں یعنی اعلام۔ بعض آخر الذکر نے ان کو شیاطین اور سلاطین کے نام سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ صراح و منتخب للغات اور مفتی الارب میں مذکور ہے۔ آخر پر آپ فرماتے ہیں کہ جب یہ بات پاتھن کو پہونچتی ہے کہ یہ الفاظ صحف اور کتب سماویہ کے ذریعہ سے انبیا علیہم السلام نازل ہوئے ہیں اور ان کا واضع حق جل شانہ ہے تو وضع اول کو بے معنی نہیں خیال کر سکتے اور وضع ثانی میں ان کو اعلام میں داخل کر لینا زامنیوں کا اختیار ہی ہرگز اور اس وقت ہمارا ان کو بے معنی کہنا ہمارے قلت و نقص علم کے سوا اور کچھ نہیں رہتی۔

الحاصل الفاظ ابجد کے جتنے اقسام اسی سلسلہ میں آنے والے ہیں اور ان سب کا ماخذ ہی ابجد نوحی ہے اور ان الفاظ کے حروف باعتبار عدد اسی ابجد نوحی کے تابع ہیں اہل فنون نے خصوصیات خاص اور اپنی اپنی ضرورت پر ان کے اقسام کو جدا جدا قائم کیا ہے۔ یہ ابجد زمانے میں کچھ ایسی مرغوب ہوئی کہ اولاد آدم نے باوا آدم کے ابجد کو ترک کر کے اسی کو اختیار کیا۔

نقشہ ذیل میں الفاظ ابجد نوحی کے حروف کو عدد دون کے ساتھ ہم نے دیئے

(۶) وسخ (۷) زعد (۸) حفص (۹) طصظ

ان لفظوں کے معنی سے کچھ سروکار نہ رکھنا چاہیے۔ اگر ہم لغات میں ان کے معنی ڈھونڈنے بیٹھیں اور کسی لفظ کے کچھ معنی نکل بھی آویں تو واضح کے مقصود سے ان کو کچھ تعلق نہ ہوگا۔ ان الفاظ کے ہر ایک حرف کے وہی عدد ہوں گے جو ابجد نوحی نمبر ۲ میں بیان ہوئے ہیں۔

ان الفاظ کا ایک نقشہ ہم نے ذیل میں دیا ہے جس کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ ہر ایک لفظ میں پہلا حرف احاد کا ہے اور دوسرا حرف اسی مرتبہ کے عشر کا اور تیسرا حرف اسی مرتبہ کے مات کا۔ اسی طرح صرف لفظ اول میں تھا حرف اسی مرتبہ کے الوف کا ہے۔

مثلاً (یققع) اس کے پہلے حرف کا عدد ایک ہے تو دوسرے حرف کا عدد ایک صغیر کی زیادتی سے دس۔ اور تیسرے حرف کا عدد دو صغیر کی زیادتی سے سو اور چوتھے حرف کا عدد تین صغیر کی زیادتی سے ہزار۔ وقس علیہ الباقی۔ اس زالی ابجد کا فائدہ صنائع تاریخ میں پہونچکر معلوم ہوگا جس کو نستقیرا اعداد اور بسط کہا گیا ہے۔

اگر اس فن کا مبتدی اس قسم کی حقیقت سے آگاہ نہ ہوئے تو وہ صنائع تاریخ کو آسانی کے ساتھ نہیں سمجھ سکتا۔

نقشہ ذیل کے ہر ایک خانہ کے حروف کو اوپر سے نیچے کی جانب یعنی کھڑا پڑھئے تو ابجد ترفع حاصل ہوگی۔ اور سطرون کے اصول پر سلسلہ وار آڑا پڑھئے تو ابجد نوحی کے الفاظ حاصل ہوں گے جن کا بیان نمبر (۲) پر گزرجکا ہے۔

بدین وجہ کہ ہر ایک لفظ میں ایک ہی عدد کے مراتب اعلیٰ کے کل حروف جمع ہو
ہیں اس کو ابجد ترفع کہنا بیجا نہیں ہے۔ اسی ابجد سے تنزل کا مقصد بھی
حاصل ہوتا ہے یعنی اسی ابجد کے ہر ایک لفظ کو الٹا دین تو اس کو ابجد تنزل کہا
جاسکتا ہے جیسے (ایقغ) کا عکس (عقیغ) اور (بکر) کا عکس (رکب)
ہم نے نقشہ ابجد ترفع کے بعد۔ ابجد تنزل کا بھی ایک نقشہ ہدیہ ناظرین کیا ہے
اہل جمل نے اس ابجد کا ذکر تو کیا ہے لیکن اس کا کوئی نام نہیں رکھا۔
بدین وجہ کہ ابجد نمبر (۱) و (۲) کے نام ہیں۔ ہم نے ان کے سکوت کو کم ترک
الاول للآخر کا مصداق سمجھا۔

واضح ہو کہ متقدمین نے ابجد تنزل کا بھی ذکر نہیں کیا ہے در حالے کہ
صنائع تاریخ میں۔ بسط تنزل حرفی۔ بسط تنزل عددی۔ بسط تنزل طبعی۔
بسط تنزل بالطبع۔ بسط تنزل اوتار۔ بسط تنزل ازواج کی صنعتیں موجود ہیں
جن سے تمام تر ابجد تنزل کا تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے الفاظ ابجدین
یہ جدت کی ہے کہ ابجد ترفع کے ساتھ ابجد تنزل کا بھی بیان کر دیا ہے۔
ابجد تنزل کے الفاظ سے پہلے لفظ کا پہلا حرف الوف کا ہے۔ اور
دوسرا حرف مات کا۔ اور تیسرا حرف عشرات کا۔ اور چوتھا حرف
آحاد کا۔ باقی ۸ الفاظ سہ حرفی ہیں جن میں حرف اول متعلق بہ مات
ہے۔ اور حرف دوم متعلق بہ عشرات۔ اور حرف سوم متعلق بہ آحاد

نقشه ابعاد ترغ

مراتب	مرتب اول	مرتب دوم	مرتب سوم	مرتب چهارم	مرتب پنجم	مرتب ششم	مرتب هفتم	مرتب هشتم	مرتب نهم
الفاظ ابعاد ترغ	الفتح	بکر	جلش	دست	هنت	وسح	زغد	حفص	طعصا
حروف	ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
حروف	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
اعداد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
حروف	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
اعداد	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
حروف	غ								
اعداد	۱۰۰۰								

نقشه ابعاد تنزل

مراتب	مرتب اول	مرتب دوم	مرتب سوم	مرتب چهارم	مرتب پنجم	مرتب ششم	مرتب هفتم	مرتب هشتم	مرتب نهم
الفاظ ابعاد تنزل	غفقا	رکب	شلیج	تمد	شند	خسو	زغز	خفمح	طعصا
حروف	ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
حروف	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
اعداد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
حروف	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
اعداد	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
حروف	غ								
اعداد	۱۰۰۰								

بعض محققین جمل نے نقشہ اول سے یہ بات پیدا کی ہے کہ اصطلاح جمل میں احوال و عشرات و آت و الوف کے پہلے مرتبہ کا نام (ایقغ) رکہہ دیا ہے۔ اسی طرح دوسرے مرتبہ کا نام (بکر)۔ تیسرے مرتبہ کا نام (جلش)۔ چوتھے مرتبہ کا نام (دست)۔ پانچویں مرتبہ کا نام (ہنٹ)۔ چھٹے مرتبہ کا نام (دسغ)۔ ساتویں مرتبہ کا نام (زغند)۔ آٹھویں مرتبہ کا نام (حفض)۔ نوین مرتبہ کا نام (طصظ) ان الفاظ کے نہ کوئی معنی ہیں اور نہ وجہ تسمیہ کے ساتھ ان کو کوئی معنوی تعلق۔

(۴) ابجد سبعة اہل تجیم اور وفق و تکسیر و دعوت و غیر ہم نے اپنے اپنے اغراض خاص کے لحاظ سے الفاظ ابجد نوحی میں تصرف کیا ہے۔ اور ایک خاص باب تجدید دی ہے جس کے الفاظ (۷۱) ہیں۔

(۱) ابجد (۲) ہوزح (۳) طیکل (۴) منسع
(۵) فصقر (۶) شتخ (۷) وضظغ -

اس تغیر لفظی کا اثر اعداد مروجہ و مقررہ پر کچھ نہیں پڑتا۔ ہر ایک حرف لئے جو عدد و بقاعدہ جمل و ابجد نوحی معین و مقرر ہے۔ وہی قائم ہے۔ انہوں نے کل حروف کو ایام ہفتہ اور سبعة سیارہ پر تقسیم کیا ہے۔ اور ہر ایک دن اور ہر ایک ستارہ سے کئی کئی حروف کو مخصوص کیا ہے۔ اگر موزعین کو ان الفاظ اور ان کی حقیقت سے الگ ہی رہے گی تو وہ تالیف کوئی من صنائع و بدائع سے کام لے سکیں گے یہی وجہ ہے کہ ہم نے ان الفاظ کو بھی ایک خاص نمبر پر قائم کیا ہے۔ نقشہ ذیل میں ہم نے حقیقت الفاظ کی صراحت کی ہے۔ بدین وجہ کہ اس ابجد کا تعلق ستارہ دن اور سبعة سیارہ سے ہر لہذا اس کو اہل فن نے ابجد سبعة کہا ہے۔

حروف و اعداد	نیم	نیم	نیم
ا ب ج د	ابجد	شنبه	زحل
۱ ۲ ۳ ۴			
۵ و ز ح	هوزح	پنجشنبه	مشتری
۵ ۶ ۷ ۸			
۹ ی ک ل	طیکل	شنبه	مریخ
۹ ۱۰ ۲۰ ۳۰			
۴ م ن س ع	منع	یکشنبه	شمس
۴۰ ۵۰ ۶۰ ۷۰			
۸۰ ف ص ق ر	فصقر	جمعہ	زہرہ
۸۰ ۹۰ ۱۰۰ ۲۰۰			
۳۰۰ ش ت ث خ	شتنخ	چارشنبه	عطارد
۳۰۰ ۳۰۰ ۵۰۰ ۶۰۰			
۷۰۰ ذ ض ظ غ	ذضظغ	دوشنبہ	قمر
۷۰۰ ۸۰۰ ۹۰۰ ۱۰۰۰			

(افادہ) واضح ہو کہ بقاعدہ نجوم ہر ایک دن میں وقت طلوع سے اُس سیارہ کی بادشاہت کا آغاز ہوتا ہے جو اُس دن کے لئے مقرر ہے۔ ایک گھنٹہ تک اُس کی بادشاہت بدون وزارت مستقل ہوتی ہے۔ دوسرے گھنٹہ میں بادشاہ کی حکومت کے ساتھ ایک دوسرے ستارہ کی وزارت شروع ہوتی ہے۔

اسی طرح ہر ایک گھنٹہ میں وزیر بدلتا رہتا ہے۔ مثلاً شنبہ کا بادشاہ زحل ہے فرض کرو کہ طلوع کا وقت صبح کے ۶ بجے ہے تو ۶ سے ۷ بجے تک زحل کی بادشاہت بلا اثر کمٹ وزیر ہے۔

۷ سے ۸ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔
 ۸ سے ۹ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت۔
 ۹ سے ۱۰ تک اسی زحل کی بادشاہت اور آفتاب کی وزارت۔
 ۱۰ سے ۱۱ تک اسی زحل کی بادشاہت اور زہرہ کی وزارت۔
 ۱۱ سے ۱۲ تک اسی زحل کی بادشاہت اور عطارد کی وزارت۔
 ۱۲ سے ایک گھنٹہ تک اسی زحل کی بادشاہت اور قمر کی وزارت۔
 اسے ۲ تک پہلے گھنٹہ کی کیفیت ہوگی یعنی زحل کی بادشاہت بدون وزیر مستقل رہے گی۔

۲ سے ۳ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔
 ۳ سے ۴ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت۔
 ۴ سے ۵ تک اسی زحل کی بادشاہت اور آفتاب کی وزارت۔
 ۵ سے ۶ بجے شام تک اسی زحل کی بادشاہت اور زہرہ کی وزارت۔
 ۶ سے ۷ بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور عطارد کی وزارت۔
 ۷ سے ۸ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور قمر کی وزارت۔
 ۸ سے ۹ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت بدون وزیر۔
 ۹ سے ۱۰ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔

۱۰ سے ۱۱ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور میخ کی وزارت۔

۱۱ سے ۱۲ بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور آفتاب کی وزارت۔

۱۲ سے ایک بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور زہرہ کی وزارت۔

اسے دو بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور عطارد کی وزارت۔

۲ بجے سے ۳ بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور قمر کی وزارت۔

۳ بجے سے ۴ بجے شنب پہر اسی زحل کی بادشاہت مستقل بلا وزیر۔

۴ بجے سے ۵ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔

۵ بجے سے ۶ بجے صبح ثانی تک اسی زحل کی بادشاہت اور میخ کی وزارت۔

۶ بجے صبح یکشنبہ سے زحل کی بادشاہت جاتی رہے گی۔ اور سلسلہ وزارت میں

چون کہ شمس کا درجہ تہا لہذا وہی اس دن کا بادشاہ رہے گا۔ اور اس کی

بادشاہت کے لئے وزرا کا وہی دور تسلسل رہیگا جو بطور تمثیل روز شنبہ کے

لئے بیان ہوا۔

اب اس قدر اور جاننا چاہیے کہ سب سے سیارہ میں بقاعدہ نجوم ۴ سعد

مانے گئے ہیں اور ۳ نحس۔

سعد میں پہلا درجہ مشتری کا ہے۔ اور دوسرا درجہ زہرہ کا۔ اور یہ

دونوں بہر حالت میں سعد ہیں۔ اور تیسرا درجہ قمر کا جو زوال ماہ میں نحس کہلاتا

ہے۔ اور چوتھا درجہ عطارد کا ہے۔ لیکن اس میں یہ نقص ہے کہ اگر خود بادشاہ

تو مسعود ہے اور باوجود وزراء نحس کے اپنے مسعود اثر کو قائم رکھتا ہے۔ لیکن اگر

کسی غیر مسعود بادشاہ کے دن اس کی وزارت آجاوے تو غیر مسعودی میں بادشاہ

تابع ہو جاتا ہے۔ برخلاف مشتری اور زہرہ کے یعنی یہ دونوں اگر غیر مسعود بادشاہ کی حکومت میں وزیر ہوں تو اپنے سعد اثر سے بادشاہ کی غیر مسعودی کو کم کرینگے اور خود اس کے تابع نہ ہوں گے۔

جس طرح چار ستیاریں سعد میں اسی طرح ۳ ستیاریں غیر سعد مانے گئے ہیں۔ اول درجہ میں زحل۔ دوسرے درجہ میں مریخ۔ تیسرے درجہ میں آفتاب۔ معزز ناظرین مبہکومعاف فرماوین کہ ہم نے اس مضمون معترضہ میں ان کا وقت

ضائع کیا اور فن جمل سے غیر متعلق چند امور کو اس موقع پر بیان کیا لیکن غور فرمایا جاوے تو ہر ایک اس شخص کو جو فن جمل سے واقف ہوتا چاہتا ہے باغراض خاص نجوم کے اس قدر کلیوں سے واقف ہو رہنا فائدہ سے خالی نہیں ہر اس لڑکے کہ فرض کرو ہم ایک لڑکے کی ولادت کی تاریخ لکھنا چاہتے ہیں اور چون کہ

اس کی ولادت بروز شنبہ وقت ۸ ساعت صبح واقع ہوئی ہے۔ ہم واقف ہیں کہ روز شنبہ کا بادشاہ زحل ہے۔ اور روز شنبہ۔ اور زحل کے حروف۔

ا۔ ب۔ ج۔ د۔ ہ۔ ا۔ ب۔ ج۔ صبح سے ۹ تک مریخ کی وزارت ہے جس کے

حروف۔ ط۔ ی۔ ک۔ ل۔ ہ۔ اور ہم تاریخ کے لکھنے میں اس کی پابندی

کرین گے کہ مادہ کا مصرع ایسے الفاظ میں واقع ہو جو حتمی الامکان انہیں آٹھ

حروف سے مرکب ہوں تو ہمارا ایسا مادہ تاریخ بہت زیادہ قابل تعریف ہوگا۔

یا اگر ہم نے اس لڑکے کو مریخ یا زحل سے استعارہ کر کے یا ایسے کنایہ سے جس کا اشارہ

مریخ یا زحل کی جانب ہوتا ہو مادہ تاریخ تجویز کیا تو ایسا مادہ قابل تعریف ہوگا۔

الغرض اس بیان کا حقیقی کالطف ناظرین کتاب کو اسی وقت حاصل ہوگا جبکہ

صنائع تاریخ گوئی کی سیر اس کتاب کے باب دوم سے فراوین -

(۵۱) ابجد عناصر اہل فنون مذکورۃ الصدر نے لمخاط تعلق عناصر یعنی - آتش خاک

ہوا - آب - اونہین الفاظ کو جو نقشہ مذکورہ ابجد نمبر (۴۲) میں بیان ہوئے ہیں چاروں

عناصر سے متعلق کیا ہے یعنی ہر ایک عنصر سے کئی کئی حروف متعلق کئے ہیں -

ہم نے نقشہ ذیل میں اس مقصد کو بدیہ ناظرین کیا ہے -

الفاظ	ابجد	ہمزج	طیکل	منسج	فصقر	شتشخ	ذضظغ
حروف آتشی	۱	۵	ط	م	ف	ش	ذ
	۱	۵	۹	۲۰	۱۰	۳۰۰	۷۰۰
حروف خاکی	ب	و	ی	ن	ص	ت	ض
	۲	۶	۱۰	۵۰	۹۰	۲۰۰	۱۰۰
حروف موائی	ج	ز	ک	س	ق	ث	ظ
	۳	۷	۲۰	۶۰	۱۰۰	۵۰۰	۹۰۰
حروف آبی	د	ح	ل	ع	ر	خ	غ
	۴	۸	۳۰	۷۰	۲۰۰	۶۰۰	۱۰۰۰

نقشہ بالا کی کٹہری سطریں مسلسل پڑھی جاوین تو اون سے ابجد نوحی کے
مروجہ الفاظ بھی حاصل ہوتے ہیں - اور وہ خاص الفاظ بھی جن سے متعلق بیان
اسی نقشہ سے واضعان فن کے مقرر کئے ہوئے چار ایسے الفاظ حاصل

ہوتے ہیں جن کو ہر ایک عنصر سے تعلق ہے - یعنی

(۱) نقشہ کی سطر اول کے حروف سے اسطرش

- (۲) نقشہ کی سطر دوم کے حروف سے بویہ منقٹض
 (۳) نقشہ کی سطر سوم کے حروف سے جز کستقظ
 (۴) نقشہ کی سطر چارم کے حروف سے وحلہ مرغ

اگرچہ یہ چاروں الفاظ بے معنی اور صرف حروف کا مجموعہ ہیں لیکن محققین فن نے ان کو اس لئے قائم کر دیا ہے کہ یاد رکھنے میں آسانی ہو۔

اہل فن نے پہلے لفظ کو آتش کہا ہے۔ اور دوسرے لفظ کو خاکی۔ اور تیسرے لفظ کو ہوائی۔ اور چوتھے لفظ کو آبی۔

کتاب المداخل میں لکھا ہے۔ کہ حروف آتش مفتوح کہلاتے ہیں۔ اور حروف خاکی مجزوم۔ اور حروف ہوائی مضموم۔ اور حروف آبی مکسور۔ حروف چارگانہ باعتبار عناصر کا ذکر مقدمہ تایخ ابن خلدون میں ہے اور صاحب معدن الجواہر نے بھی کیا ہے۔

ان حروف اور ان الفاظ کی ضرورت صنائع تایخ میں پڑے گی جن کا بیان اس کتاب کے دوسرے باب میں آوے گا۔ انشاء اللہ

صاحبان جمل نے اس ابجد کا کوئی نام نہیں رکھا۔ اور یہ کہہ ہی درست تھا ہم نے اس کو ابجد عناصر سے موسوم کیا ہے۔ جو وجہ تسمیہ پر حاوی ہے

(۶) ابجد طبعی | مقدمہ تایخ ابن خلدون میں مذکور ہے۔ اور صاحب معدن الجواہر

نے بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ علمائے جفر وغیرہم کے پاس بلحاظ طبائع مرکبہ۔ حروف ابجد چار اقسام پر منقسم ہیں

(۱) حروف حارہ (۲) حروف باردہ (۳) حروف رطبہ (۴) حروف یابسہ۔

حروف حارّہ - ۱۴ ہیں - ا - ہ - ط - م - ف - ش - ذ
ج - ز - ک - س - ق - ث - ظ - ان حروف سہ الفاظ آہٹ مفقذ
جز کستقظ - بنائے گئے ہیں - لفظ اول آتشی ہے - اور لفظ دوم ہوائی
جیسا کہ بیان ماضیہ میں گزرا - اسبطح

حروف باردہ - بھی ۱۴ ہیں ج - ز - ک - س - ق - ث - ظ
د - ح - ل - ع - ر - خ - غ - ان حروف سہ الفاظ جز کستقظ
و طعر خغ - بنائے گئے ہیں - لفظ اول ہوائی ہے - اور لفظ دوم آبی
جیسا کہ بیان ماضیہ میں گزرا - اسبطح

حروف رطبہ - ۱۴ ہیں - د - ح - ل - ع - ر - خ - غ
ب - و - می - ن - ص - ت - ض - ان حروف سہ الفاظ و طعر خغ
بویہ نصتض - بنائے گئے - لفظ اول آبی ہے - اور لفظ دوم خاکی
جیسا کہ بیان ماضیہ میں گزرا - اسبطح

حروف یابسہ - ۱۴ ہیں - ا - ہ - ط - م - ف - ش - ذ
ب - و - می - ن - ص - ت - ض - ان حروف سہ الفاظ آہٹ مفقذ
بویہ نصتض - بنا کر گئے ہیں - لفظ اول آتشی ہے - اور لفظ دوم خاکی جیسا کہ بیان ماضیہ میں
ہم خیال کر رہے ہیں کہ متقدمین نے اس بیان میں صرف بنظر اختصار او نہیں چار الفاظ
مربکہ سے کام لیا ہے جو بیان ماضیہ میں گزرے ہیں - اس بیان کی خاص ابجد کا
ذکر نہیں کیا - اور اصول بیان اس کا متقاضی ہے کہ اس کی خاص ابجد بیان کیجا
جس کا نام ابجد طبعی ہونا چاہیے - اور ان الفاظ اور نام کی وضع کو متقدمین نے

(۷) ابجد ابدان | علمائے جفر وغیرہم نے بلحاظ اعضاء جسمانی انسان ایک خاص
 ابجد وضع کی ہے جس کا تعلق اعضاء جسمانی انسان سے ہے۔
 اس کے ۷ الفاظ وہی ہیں جو ابجد سبعہ نمبر (۴۲) پر گزر چکے ہیں۔
 بدین لحاظ کہ آئندہ بیان کے سمجھنے میں ناظرین کتاب کو آسانی ہو وہم پہلے ایک
 نقشہ پیش کرنے ہیں

مجموعہ حروف بہا ظ مراتب	مطلوبہ	مختص	جسمانی	طبیعی
د	ض	ظ	غ	۱۰۰۰
ش	ث	ث	خ	۶۰۰
ف	ص	ق	ر	۳۰۰
م	ن	س	ع	۷۰
ط	ی	ک	ل	۳۰
ہ	و	ز	ح	۸
ا	ب	ج	د	۲
الفاظ ابجد	سہروردی	مستند	مستند	مستند

اکثر رسائل علم جفر میں اس کا ذکر ہے۔ ان ساتوں الفاظ سے پہلے حرف کا تعلق انسان کے سر و مایہ تعلق بہ ہے ہر اور حرف دوم کا تعلق اوس حصہ جسم انسانی سے ہر جو مقعد سے قد میں تک ہو۔ اور تیسرے حرف کا تعلق رگ گردن سے سر فواد تک۔ اور چوتھا حرف سر فواد سے سر ذکر تک۔

متقدمین نے اس ابجد کے لئے کوئی نام تجویز نہیں کیا۔ ہماری امر میں اس کو ابجد ابدان کہنا چاہیے۔

حالمان فن نے چار مرکب الفاظ وضع کئے ہیں۔ اور ہر ایک لفظ کو جبکہ ایک حصہ کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ اور یہ چاروں الفاظ نقشہ صدر کے آخر خانے میں بیان ہوئے ہیں۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ للراس وما حولہ رقیل

(۱) مطقت (۲) للمعدن (۳) الافخاذ (۴) والقدین (۵) بویہ (۶) مشتض (۷) والملاوذج

الے راس الفواد (جزر کسقط) و لراس الفواد الی راس الذکر

(و حلقہ خف) یعنی سر اور اوس کے متعلقات کے لئے لفظ نمبر (۱) ہے۔ یعنی

اس لفظ میں جتنے حروف ہیں وہ سر و مایہ تعلق بہ سے متعلق ہیں۔ اور مقعد سے

قد میں تک کے لئے لفظ نمبر ۲۔ علی ہذا رگ گردن سے سر فواد تک کے لئے لفظ

نمبر ۳۔ اسی طرح سر فواد سے سر ذکر تک کے لئے لفظ نمبر ۴۔

اور یہ چار الفاظ مرکبہ ہیں وہی ہیں جن کا ذکر ابجد عناصر میں ہوا ہے۔

اس ابجد کو بھی صنائع تاریخ سے بہت کچھ تعلق ہے۔

(۳) اختلاف مذاہب جمل کا بیان

صاحب معدن الجواہر کا قول ہر کہ اہل جمل کے دو مذاہب ہیں۔ ایک مذہب مشائخ

جس کے پیروں سے امام محمد غزالی اور شیخ احمد بونی وغیرہ ماہرین۔ دوسرا مذہب مغارہ جس کو شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور شیخ ابوالحسن شاذلی اور ابن خلدون وغیرہم نے اختیار کیا تھا اور ان دونوں مذاہب کا اختلاف صرف چھ حروف میں ہے۔ جس کو ہم نے نقش ذیل میں دکھلایا ہے۔

کلمہ	نیا	عد حسب مذہب مشارقہ	عد حسب مذہب مغارہ
۱	س	۶۰	۳۰۰
۲	ص	۹۰	۶۰
۳	ش	۳۰۰	۱۰۰۰
۴	ض	۸۰۰	۹۰
۵	ظ	۹۰۰	۸۰۰
۶	غ	۱۰۰۰	۹۰۰

انصرون فائی الہورنی نے مقدمہ تاریخ ابن خلدون پر جو کہ مصر میں طبع ہوا ہے بضمین تصحیح لکھا ہے کہ ترتیب طبائع الحروف عند المغارہ غیر ترتیب المشارقہ منہم الغزالی کما ان الجمل عندہم مخالف فی ستہ احرف فان الصاد عندہم بستین والصاد بستعین والسين المہملۃ بثلاث مائۃ والظا بثمان مائۃ۔ والغین بستع مائۃ والشین بالفاء انتہی، یعنی ترتیب طبائع حروف کی مغارہ کے پاس برخلاف مشارقہ ہے۔ اور امام غزالی مشارقہ میں داخل ہیں جیسا کہ ۶ حروف کے اعداد میں اختلاف ہے۔ پس صا کے عدد مغارہ کے پاس ۹۰ ہیں

اور ضاد کے ۹۰ اور سین مجملہ کے ۳۰۰ اور ظا مجملہ کے ۸۰۰ اور غین کے ۹۰۰ اور شین کے ۱۰۰۰۔

صاحب معدن الجواہر نے بحوالہ کتاب المطالع النصرية للمطالع المصیری فی اصول الخطیۃ لکھا ہے کہ ان ماذکرہ المحشی فی ترتیب الابدیۃ من الشعر وغیرہ
انما ہو علی طریقۃ المغاربتہ دون ما علیہ امام المشارقۃ الغزالی وغیرہ ویتنی علی
اختلاف الطریقیتین الاختلاف فی اعدادہا بالجمل والحدوف میںہما فی اعداد
ستہ احرف وہی السین والصاد والمہملتان والشین والضاد والظار والغین
المبجمات فا السین عندنا (اسی عند المشارقۃ لبتین وعند ہم) (اسی عند المغاربتہ)
بالثلث مائۃ التی ہی عند الشین المعجمۃ عندنا وہی عند ہم آخر الحروف بالالف
الذی ہو عد والغین عندنا وہی عند ہم بالتسع مائۃ التی ہی عد والظار
عندنا وہی عند ہم بالثمانۃ مائۃ التی ہی عد والصاد عندنا وہی عند ہم بالتسعین
الذی ہو عد والصاد عندنا وہی عند ہم بستین عد وال سین التی ابتداء رنا
بہا (انتہی) یعنی بہ تحقیق جو کچھ ذکر کیا ہے محشی نے ترتیب حروف ابجد
کے متعلق خواہ وہ شعر میں ہو یا غیر شعر میں سوا اس کے نہیں ہے کہ وہ مغاربہ کا
طریقہ ہی برخلاف مشارقہ کے جس میں امام مشارقۃ غزالی وغیرہ ہیں اور اختلاف
اعداد جمل کا بنی ہے ان دونوں طریق کے اختلاف پر جو صرف چہرہ
حروف میں ہے اور نہیں میں سے ہے سین اور صاد مجملہ اور شین اور ضاد
اور ظا اور غین مجملہ۔ پس سین کے عدد ہمارے یعنی مشارقہ کے پاس ۶۰ ہیں
اور مغاربہ کے پاس ۳۰۰ اور یہ ۳۰ ہمارے پاس شین کے عدد ہیں اور یہی

شہین حرف آخر اور ہزار عدد کا ہے مغاربہ کے پاس اور ہزار عدد کا حرف
ہمارے پاس غلین ہے اور اسی غلین کے عدد مغاربہ کے پاس ۹۰۰ ہیں جو
ہمارے پاس ظار کے عدد ہیں اور اسی ظار کے عدد انکے ہیں ۸۰۰ ہیں جو ہمارے
پاس ضاد کے عدد ہیں اور اسی ضاد کے عدد ان کے پاس ۹۰ ہیں جو ہمارے
پاس صاد کے عدد ہیں اور اسی صاد کے عدد ان کے پاس ۶۰ ہیں جو ہمارے
پاس سین کے عدد ہیں جس سے ہم نے اس تصریح کی ابتداء کی (انتہی)

ہم نے اختلاف مذاہب کا بیان صرف ناظرین کتاب و شائقین فن
کی بصیرت بڑھانے کے لئے کیا ہے۔ فی زمانہ جمہور متاخرین کا اتفاق مذہب
مشارقہ پر ہے اور اسی سے کام لینا چاہیے۔

حاصل یہ ہے کہ مذہب مشارقہ کی ابجد تو وہی ابجد نوحی ہے جسپر کل کا
اتفاق ہے۔ اور مذہب مغاربہ کی ابجد باختلاف اہل بعض الفاظ ابجد
ہوڑ۔ حطی۔ کلبن۔ سغفص۔ قرست۔ تحذ۔ طغش۔ ہے
ہم نقشہ ذیل میں دونوں کا مقابلہ کر کے دکھلاتے ہیں۔ اور یہ صرف
ناظرین کتاب کی تفریح طبع کے لئے ہے۔

مذہب مشارقہ	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰
ا	ب	ج	د	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن		
مذہب مغاربہ	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰
ا	ب	ج	د	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن		

درجہ شمارہ	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ط	غ
	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰
درجہ مضامین	ص	ع	ف	ض	ق	ر	س	ت	ث	خ	ذ	ط	غ	ش
	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

اس نقشہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اختلاف مذاہب صرف سطر دوم میں ہے یعنی بعض عشرت و مات و الف میں۔

اب ہم حیران ہیں کہ یا اللہ یہ اختلاف آخر کسی نہ کسی اصول پر مبنی ہونا چاہیے تھا۔ اور کوئی ایک اصول اس اختلاف کا ذنب تک ہمارے سمجھ میں آیا ہے اور نہ مغار بہ نے اس کا اشارہ کیا ہے۔ ہم اس کتاب کے گزشتہ حصہ میں بذیل الفاظ جمل بیان کر آئے ہیں کہ بعض اہل تحقیق نے ابجد آدم علیہ السلام کے الفاظ۔ ابجد فوحی کے سوا بیان کئے ہیں۔ پس خیریت یہ ہوئی کہ کوئی خاص فرقہ ابجد آدم کا پیرو نہ بنا ورنہ ایک تیسرے اختلاف کیلئے ماخذ اور مادہ موجود تھا اور اس کے پیرو خلف کہلانے کے مستحق ہوتے اس لئے کہ ان کی پیروی با و آدم کی ابجد کو رواج دیتی۔

حاصل یہ ہے کہ مشارقہ ہون یا مغاربہ دونوں پر ناخلفی کا الزام ضرور حائد ہوتا ہے۔ کیونکہ با و آدم کی ابجد کو چھوڑ کر آدم ثانی کی پیروی میں لڑے ہیں۔ لیکن مغاربہ یہ ضرور کہیں گے کہ ہم نے اس اختلاف کو آدم ثانی ہی سے سیکھا ہے کہ انہوں نے با و آدم کی خود پیروی نہیں کی۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ چھوٹے با و ابھی اوستا و ازل کے شاگرد تھے جس نے بڑے

بادا کی تسلیم کی تھی۔

اگرچہ اہل جمل کے پاس یہ الفاظ اور اون کے حروف کے یہ اعداد متروک ہیں لیکن اگر کسی نے اس قاعدہ پر عمل کر کے اس کی صراحت کر دی تو وہ عمل قابل اعتراض نہ ہوگا۔ اس لئے کہ بے شک ایک صحیح اصول پر اس کی بنیاد ہے۔
اوپر جنگل زبانوں میں فن جمل جاری نہیں ہے وہ اسی کی مدد سے فن جمل کو اپنی زبان میں جاری کر سکتے ہیں اور ہم نے حروف ابجد کے بیان میں اسکی جانب اشارہ ہی کیا ہے۔

ایک اور اختلاف ہے جو بعض حروف کے اعداد میں اسوجہ سے پیدا ہوا ہے کہ رسم الخط نے اشکال حروف میں ضرورت کے لحاظ سے تبدیل کی ہے جیسے تے مدور جو بعض مواقع میں شکل دے پہلہ لکھی جاتی ہے یا الف مدودہ پر۔ رسم الخط عربی نے ایک کٹراں بر شکل الف۔ اور فارسیوں نے مد بڑا لیا ہے۔ بعضوں نے ہمزہ کا ایک عدد محسوب کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ الحاصل ان امور میں بھی مختلف مذاہب ہو چکے ہیں۔ لیکن ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ اختلافات اصولی نہیں ہیں بلکہ فروعی ہیں۔ اور ہمارا یہ بیان اصولی اختلافات سے مخصوص ہے۔ لہذا ہم ان فروعی اختلافات کو قواعد جمل کے ذیل میں بیان کرنا پسند کرتے ہیں جہاں ہر ایک حرف کے رسم الخط اور اعداد سے بحث کی گئی ہے۔

(۴) اقسام جمل کا بیان

بیان عام اگرچہ بعض صاحبان تحقیق نے جمل کے صرف دو اقسام کا ذکر فرمایا ایک جمل کبیر۔ دوسری جمل صغیر۔ اور بعض دقیقہ سخنوں نے ایک تیسری قسم بھی

پیدا کر کے اوسکو جمل وسیط سے موسوم کیا ہے۔ لیکن غور و تأمل سے معلوم ہوتا ہے
 کہ وحقیقت جمل کے پانچ اقسام ہیں (۱) جمل اصغر (۲) جمل صغیر (۳) جمل وسیط
 (۴) جمل کبیر (۵) جمل اکبر۔ صاحب معدن الجواہر نے اقسام جمل میں ایک اور
 قسم بھی پیدا کی ہے اور اس کو جمل تہجی سے موسوم فرمایا ہے لیکن ہم کو اس چٹھی
 قسم سے اختلاف ہے۔ یہ وہی جمل ہے جس کو جمل آدم کہتے ہیں جس کا ضروری
 بیان ہم بیان الفاظ جمل میں تفصیلاً اور اختلاف مذاہب جمل میں اجمالاً کر آ رہے ہیں
 یعنی اہل تحقیق نے جس جمل کو ابوالبشر آدم علیہ السلام کی جانب منسوب کیا ہے حسین
 حروف تہجی کا سلسلہ مروجہ قائم رکھ کر اوس کے عدد اسی سلسلہ سے لئے جاتے ہیں
 وہی جمل آدم ہر اسی کو صاحب معدن الجواہر نے جمل تہجی کہا ہے۔ لیکن ہر گاہ جمل
 تہجی یا جمل آدم کو اولاد آدم میں مقبولیت کا درجہ نصیب ہی نہیں ہوا اور آدم
 ثانی نوح علیہ السلام کے جمل نوحی کا رواج قرار پا گیا تو ہم کو اس باب میں جو قسم
 جمل نوحی سے متعلق ہے جمل آدم کو اس کی ایک قسم قرار نہ دینا چاہیے اس لئے کہ
 جمل آدم یا جمل تہجی اصول میں داخل ہر اور یہ بیان ذیل ہے۔

اگر ہم اپنی کتاب کو صرف جمل تہجی ہی سے متعلق کریں تو یہی تمام اقسام سکر ذیل میں
 بھی بیان ہو سکیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے جمل آدم کا ذکر الفاظ جمل و اختلاف
 مذاہب کے بیان میں کیا۔ اور اقسام جمل کے بیان کو صرف جمل نوحی یعنی جمل مروجہ
 کے ذیلی اقسام سے مخصوص رکھا ہے۔ پس پانچوں اقسام متذکرہ بالا کو ہم ذیل میں
 جدا جدا بیان کرتے ہیں۔

(۱) جمل اصغر | ہر کو جمل اصغر کے بیان میں صاحب معدن الجواہر کی رائے کے ساتھ

پورا اتفاق ہے کہ حجل اصغر و حقیقت وہی ہے جس کو اہل حساب جعفر وغیرہ نے حجل کبیر سے موسوم کیا ہے یعنی انہوں نے حجل نوحی اور حجل مرد جب کے حروف ابجدی کے اعداد میں یہ التزام کیا ہے کہ جن حروف کو احاد سے تعلق ہے وہ انکو بحال خود چھوڑ دیتے ہیں اور حروف متعلقہ عشرات و آت و الف کے اعداد کو ۱۲ یا ۹ پر تقسیم کرتے ہیں اور بعد تقسیم جو کسر باقی رہ جاتی ہے اسکو حرف مذکور کا عدد قرار دیتے ہیں مثلاً (سی) کے عدد ۱۰ ہیں جس کو ۹ پر تقسیم کرنے سے ایک عدد بچ رہتا ہے تو (سی) کو ایک کا مساوی خیال کرتے ہیں یعنی سی کا عدد بھی مثل الف کے ایک قرار دیتے ہیں۔

اسی طرح ک کے عدد ۲۰ کو ۱۲ پر تقسیم کرتے ہیں اور آٹھ کی کسر چونچ رہتی ہے اوسی کو ک کا عدد خیال کرتے ہیں۔

پہلی صورت یعنی ۹ کو طرح دینے یا ۹ پر تقسیم کرنے کا بیان حاشیہ سمعیل قنوی متعلق تفسیر میضامی میں ہوا ہے اور ابن خلدون نے مقدمہ تاریخ میں اسکا ہذا لکھا ہے۔

دوسری صورت یعنی ۱۲ کو طرح دینے یا ۱۲ پر تقسیم کرنے کا بیان بھی حاشیہ قنوی میں مذکور ہے پس جب کہ ان دونوں طریقوں سے اصل عدد حروف ابجد کا گھٹ کر ایک قل تعدا پر باقی رہ جاتا ہے تو اوس کو حجل اصغر کہنا مناسب ہے نہ حجل کبیر اس نام میں ہمارا اور ادن کا اختلاف صرف اعتباری ہے اور بس۔

ذیل میں الف اور ب کے نام سے دو نقشے دیئے جاتے ہیں جن سے حجل اصغر کے اعداد ہر ایک حرف ابجدی کے مقابلہ میں معلوم ہو سکتے ہیں۔

نقشہ الف متعلق بطرح ۹								
ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
غ								
۱								

نقشہ ب متعلق بطرح ۱۲								
ا	ب	ج	د	د	و	ز	ح	ط
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۰	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
۰	۸	۶	۴	۲	۰	۱۰	۸	۶
ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
۴	۸	۰	۴	۸	۰	۴	۸	۰
غ								
۴								

ان دونوں نقشوں کے ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ حجل اصغر میں بعض حروف کے عدد تو بجاں خود قائم رہے جیسے نقشہ (الف) میں ا ب ج د ہ و ز ح ط اور نقشہ (ب) میں ان حروف کے سوا حرف ی بھی بجاں خود رہا۔

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ان حروف کے اعداد میں ۹ کے طرح دینے کی گنجائش ہی نہ تھی اور نہ ۱۲ کا طرح دینا ممکن تھا۔

اسی جمل اصغر میں اکثر حروف کے اعداد بعد طرح ۹ یا ۱۲ اکھٹ کر عشاء اور مات اور الف کے درجہ سے احاد میں آگئی جیسے نقشہ (الف) میں می سے آخر تک۔ اور نقشہ (ب) میں ک۔ ل۔ م۔ ن۔ ع۔ ف۔ ص۔ ق۔ ر۔ ت۔ ث۔ ذ۔ ض۔ غ۔

اسی جمل اصغر سے بعض حروف کے اعداد ۱۲ کے طرح دینے کے بعد کچھ نہ رہے۔ جیسے نقشہ (ب) میں س۔ ش۔ خ۔ ظ۔

اس عمل کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اگر ہم جمل اصغر کے قاعدہ سے کوئی تاریخ لکھیں تو ہم کو بعض حروف کے عدد دہی لینے ہونگے اور باقی ماندہ حروف کے عدد دہموا احاد ہی لینی پڑینگے بعض ناظرین کے دل میں یہ خیال ضرور آویگا کہ صرف احاد سے تاریخ کا حاصل ہونا بہت دشوار ہو گا۔ ہم اون کو اطمینان دلاتے ہیں کہ اس کتاب کی فصل اول متعلقہ باب دوم میں صنائع تاریخ کے پڑھنے کے بعد ان کو شکین ہو جاوے گی کہ صرف احاد سے ہی تاریخ لکھی جاسکتی ہے۔ یا اگر ہم کو کوئی بسوط تاریخ شریں لکھنے کا اتفاق ہو تو اس وقت ہی جمل اصغر سے بخوبی کام لیا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ تاریخ صرف نظم سے مخصوص نہیں ہے۔

اس موقع پر البتہ ایک بات کہہ سکتی ہے کہ نقشہ (الف) میں ط کا عدد ۹ کیونکر قائم رکھا گیا۔ اور نقشہ (ب) میں س۔ ش۔ خ۔ ظ۔ کو عدد دس کیوں محروم کیا گیا۔ اگر س کے عدد ۶۰۔ کو ۱۲ پر تقسیم کرنے یا ۱۲ کو اس میں طرح دینے

کے بعد اس کی کسارت کچھ نہ باقی رہی اور اس وجہ سے اس کو بے عدد قرار دیا گیا
تو ط کے عدد میں ۹ کو طرح دینے کے بعد بھی وہی نتیجہ حاصل ہوتا تھا یعنی ط کو
بھی بے عدد قرار دیا جاسکتا تھا درحالے کہ نقشہ (الف) میں ط کا عدد ۹ قائم رہا
گیا ہے۔ اور نقشہ (ب) میں س۔ ساقط العدد ہے۔ اس کے متعلق ہم بجز اس کے
اور کچھ نہیں کہہ سکتے کہ واضع قاعدہ نے ایسا ہی حکم دیا ہے اور ایسا ہی عمل کیا ہے
اگر آج ہم اپنی رائے سے اس قاعدہ میں ترمیم کرنے پر آمادہ ہوں تو ط کو بھی ساقط
العدد قرار دے سکتے ہیں۔

ہماری ذاتی رائے ط کی نسبت یہی ہے کہ بقاعدہ جمل اصغر اس کو ساقط
قرار دینا چاہیے۔ اگرچہ صاحب معدن الجواهر اس جزئیہ میں ساکت ہیں۔
اور متقدمین کا مذہب بھی اس کے خلاف ہے۔

(۲) جمل صغیر | جمل صغیر کو متقدمین اور زبر بھی کہا ہے۔ زبر یعنی تین بان عربی کا لفظ ہے
زبور کی جمع اور زبور یعنی اول معنی نوشتہ و کتابہ اور اصطلاح اہل جمل میں زبر یا جمل صغیر اسم
حروف کے پہلے حروف کے عدد کو کہتے ہیں جس کا نام ستمی ہے مثلاً ب کا اسم ملفوظ باب ہے
اور ج کا اسم ملفوظ جیم اور د کا اسم ملفوظ دال پس لفظ جیم سے صرف حرف
ج اور لفظ دال سے صرف حرف د کا عدد زبر ہے اور باقی دو حروف یعنی
سی م یا ا۔ ل کے اعداد کو ثنات کہتے ہیں۔ ثنات کا تفصیلی بیان جمل وسیط میں
ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ جمل صغیر کو اقسام جمل کی تعریفات کے لحاظ سے حقیقت
فن جمل کا ایک اصول عام مانا گیا ہے لیکن بدین وجہ کہ اقسام جمل مختلف اعتبارات
سے جدے جدے بیان ہوئے ہیں۔ ہمیں جمل صغیر کو بھی جمل اصغر کے بعد بطور قسم

جمل بیان کر دینا مناسب سمجھا۔ اور تقسیم اور تعریفات خود اس بات کی متقاضی ہیں کہ جمل صغیر کو دوسرے درجہ میں بیان کریں۔ اگر اس تقسیم اور تعریفات مختلفہ اقسام جمل سے قطع نظر کی جاوے۔ اور ان اقسام کو صنائع جمل میں شامل کیا جاوے تو خود اصل فن کا نام جمل صغیر قرار پاوے گا۔ لیکن چون کہ متقدمین نے جمل صغیر کے مقابلہ میں جمل وسیط و کبیر کو بھی بیان کیا ہے لہذا ہم اصول تقسیم میں انہیں کی پیروی کرتے ہیں۔ اور جمل صغیر کو اقسام جمل ہی میں شمار کرتے ہیں۔

میر عبد الرشید تنویری نے منتخب اللغات شاہجہانی میں اور صاحب غیث اللغات نے لفظ بیانات کے ضمن میں اور نیز صاحب معدن الجواہر نے اس کا ذکر کیا ہے (افادہ) میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سبوح المہجان میں فرمایا ہے کہ قائلزبر عبارت

عن کلمۃ فصحاء مساوۃ لکلمۃ اخری فی حساب الجمل کا تصحیح و الترمیم و التصحیح و المیسار (الی آخرہ) صاحب غزلان الہند نے لکھا ہے اور قریب قریب تحریر ازاد بلگرامی کا یہی ترجمہ ہے کہ زبر بڑے مجموعہ مضمومہ و باے موحده مفتوحہ و باے مہملہ عبارت ہے دو کلمہ مساوی الاعداد سے یا دو مساوی الاعداد زائد از کلمہ سے جیسے لفظ کل جس کے عدد (۵۰) ہیں اور لفظ ہمہ جس کے عدد بھی (۵۰) ہیں یا (اول من آمن) جس کے عدد ۲۱۸ ہیں اور (علی ابن ابی طالب) اس کے عدد بھی ۲۱۸ ہیں۔

ہم عرض کرتے ہیں کہ لفظ زبر کر یہ دوسرے معنی ہیں اور فن جمل ہی سوا اس کا بھی تعلق ہے اور اس خاص بیان میں صرف اس قدر عرض کر دینا کافی ہے کہ جمل صغیر کی تعریف کے لحاظ سے لفظ زبر باعتبار اپنے پہلے معنی کے جمل صغیر کا مرادف ہے اور دوسرے معنی کا ذکر بطور افادہ کے کیا ہے۔

بعض استادوں نے اسی قاعدہ زبر سے اپنے مدوح کی مدح کی ہر یاد شمیں کی
ہجو۔ اور اسی مقابلہ اعداد میں یہ صنعت بھی داخل کی ہے کہ ایک لفظ کے عدد و بقا
زبر لئے ہیں اور دوسرے لفظ مقابل کے عدد و بقا عدد بیئات اور یہ اس کو زیادہ
تر خوشنام ہو کہ زبر اور بیئات یعنی جمل صغیر و وسیط دونوں باعتبار مساوات
عدد دوسرے معنوں کے لحاظ سے زبر کہلاتے ہیں۔ مثلاً فیضی فیاضی شہنشاہ اکبر
کی تعریف میں ایک رباعی لکھی ہے جس کو ہم ذیل میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

نور سے کہ زمہر عالم آرا پیدا است	از جہبہ شاہنشاہ منشہ والا پیدا است
اکبر کہ ز آفتاب نسبت دارد	این نکتہ ز بیئات اسماء پیدا است

محققین اہل جمل نے اس رباعی پر خوب خوب طبع آزمائیاں فرمائی ہیں
صاحب بخش تسلیم فرماتے ہیں کہ - ا - ک - ب - ر - کے اعداد زبر ۲۲۳ ہیں
اور آفتاب کے بیئات کا مجموعہ بھی ۲۲۳ ہے۔ پس مصرع چہارم میں لفظ اسماء داخل اند
ہے کیونکہ اعداد اکبر تو زبر میں لئے گئے ہیں۔ اور اعداد آفتاب بیئات میں پس گمان
خطا فیضی کی جانب نہیں ہے بلکہ تحریف کا تب پر یقین ہے۔

صاحب معدن الجوہر کا ارشاد ہے کہ از فیضی فیاضی در مصرع چہارم این باغی
سہو و تسامح راہ یافتہ زیر کہ درین جا بیئات اسماء نیست بلکہ زبر یک اسم و بیئات
یک اسم است۔ فافہم

مولفہ محمدان عرض کرتا ہے کہ یا ایہا الکوفون لا باس علیہ۔ فیضی زہدیک لکھا
ہے اور اسی ایک باغی سے اس کی خبر ملتی ہے کہ وہ فن جمل کا استاد تھا۔
ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ استادان فن جمل نے اپنے مدوح کی ستائش میں

زُبر سے کام لیا ہے یعنی کسی ایک لفظ ہم عدد نام مدوح کو اس سے منسوب کر کے اسکی تعریف کی ہے اور فیضی نے اس مقابلہ میں یہ خاص لطف رکھا ہے کہ اکبر کے عدد تو قاعدہ زُبر یعنی حقلِ صغیر سے لُکڑ میں۔ اور آفتاب کے عدد قاعدہ بِنیات یعنی حقلِ وسیط سے۔ اور نو کے اتحاد کو ظاہر کر کے یہ لطف دکھلایا ہے کہ مہرِ عالم آرا یعنی آفتاب کے بِنیات میں جو بات ہے وہ صرف ہمارے شہنشاہ کے زُبر سے ظاہر ہے۔ اور لفظی مقابلہ یوں کیا کہ جو نور مہرِ عالم آرا سے ظاہر ہوتا ہے وہ ہمارے شہنشاہ کے صرف ناصیہ سے روشن ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس تشبیہ لفظی و عددی میں بڑی خوبی ہے۔ اب رہی الفاظ بِنیات اسماء کی اشکال جو دونوں مؤلفین کو واقع ہے اوس کی نسبت ہم کہتے ہیں کہ کچھ اشکال نہیں ہے ان بزرگوں نے اسماء سے اکبر اور آفتاب مراد لیا ہے اور پھر غرض فرمایا ہے کہ اکبر اور آفتاب کے بِنیات میں اتحاد نہیں ہے بلکہ اکبر کے زُبر اور آفتاب کے بِنیات میں اتحاد ہے اس لئے بیانِ خلاف واقعہ ہے۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ اصطلاح حقل میں مسمی زُبر کو کہتے ہیں۔ اور اسم بِنیات کو۔ اور اسم حروف۔ حرفِ ملفوظ کا نام ہے۔ جیسے ب کا اسم حرفِ باب ہے اور ا کا اسم حرفِ (الف) پس استاد فیضی کا مقصود اسماء سے اسماء حروفِ آفتاب ہے یعنی ہر ایک کا بِنیات۔ مثلاً حروفِ آفتاب ۵ ہیں۔ الف۔ فا۔ تا۔ الف۔ با۔ ان پانچوں حروفِ ملفوظی کے زُبر کو تو چوہڑو جس کا نام مسمی ہے۔ اور بِنیات محسوب کرو جس کو اسم بھی کہتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ پانچوں حروف کے بِنیات کو اسم کہنا صحیح ہے۔ پس بِنیات اسماء حروفِ آفتاب (الف۔ ا۔ ا۔ الف) کے مجموعی عدد ۲۲ مساوی ہیں ناصیہ اکبر یعنی زُبر لفظ اکبر کے۔ بدین وجہ کہ بِنیات کا مراد اسماء ہے اور ہر حرف کے

ملفوظ کو اسم حرف بھی کہتے ہیں۔ اس مصرع آخرین رعایت لفظی یہی ہے اور بدنیچہ کہ آفتاب کو سعد اکبر بھی کہتے ہیں۔ اکبر کے ساتھ اس کی نسبت بڑی لطف خیز ہے حاصل یہ ہے کہ جس طرح سعد اکبر یعنی آفتاب کے بیانات کا مقابلہ اکبر کے زبر سے ہوتا ہے اسی طرح آفتاب کی ذات میں جو نور ہے وہ اکبر کے صرف ناصیہ میں موجود ہے (۳) جمل وسیط | وسیط زبان عربی کا لفظ ہے بمعنی متوسط۔ اصطلاح جمل میں جمل سیط اور بیانات دونوں مترادف ہیں۔ اسم حرف سے پہلے حرف کو چھوڑ کر باقی حرف کے اعداد کا نام بیانات ہے۔ مثلاً حرف (ا) کا اسم ملفوظ (الف) ہے اور لفظ الف سے پہلا حرف چھوڑ کر ل اور ف کے اعداد کا مجموعہ (۱۱۰) بیانات ہے اور یہ اسم بھی کہتے ہیں۔ صاحب منتخب اللغات بذیل لفظ زبر فرماتے ہیں کہ زبر بضم تین حرف اول اسماء کبریٰ ست و سوائے آن حرف کہ در ملفوظ می آید بینیہ است ان کے طریق بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اسم ملفوظ حرف کے دوسرے یا دوسرے اور تیسرے حرف کا نام بینیہ ہے۔ برخلاف اس کے صاحب غیاث اللغات کا قول کہ کہ بیانات نوعی از حساب اعداد حروف ایحد ست و آن چنان باشد کہ اسم ہر حرف باعتبار تلفظ گیرند یعنی حروف دو حرفی را دو حرف گرفتہ جزو اول را کہ مسمی است ترک کنند و جزو ثانی کہ الف ست باقی ماند از آن یک عدد مراد باشد و ہم چنین از حروف سہ حرفی حرف اول را ترک کردہ دو حرف کہ باقی ماند اعداد آہستہ را بگیرند (الخ) صاحب معدن الجواہر نے بھی بیانات کو جمل و سہ کا مرادف کہا ہے یعنی آپ کو بالمعنی صاحب غیاث کی رائے سے اتفاق ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اہل جمل نے جمل وسیط کو جمل اوسط بھی کہا ہے۔ جمل کبیر کے ضمن میں ہم ایک

نقشہ بالا کی خانہ پُری ہم نے عربی حروف کے تلفظ کے لحاظ سے کی ہے۔ اور ان ۲ حروف کی نسبت فارسی تلفظ بھی وہی ہے اور فارسی میں سوائے حروف مندرجہ نقشہ نہ کور پا۔ چیم۔ ژا۔ گاف۔ کاجمل وسیط یا بئیات وہی ہوگا جو کہ باچیم زا۔ کاف کے ذیل میں لکھا گیا ہے۔

لیکن جب زبان اردو میں حمل وسیط یا بئیات پر عمل کیا جاوے تو حروف ذیل کابئیات نقشہ بالا کے خلاف ہوگا اس لئے کہ ۷ احروف کا تلفظ اردو میں خلاف عربی و فارسی ہے اور صرف انہیں حروف کو نقشہ ذیل کے ذریعہ سے دکھلایا گیا ہے۔

ب یا پ	ت یا ٹ	ث	ج	ح	خ	ر یا رٹ
بے۔ پے	تے۔ ٹے	ٹے	چے	حے	خے	رے۔ رٹے
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
ز یا ژ	ط	ظ	ف	ہ	ی	
زے۔ ژے	طوے	ظوے	فے	ہے	یے	
۱۰	۱۶	۱۶	۱۰	۱۰	۱۰	

بعض محققین کا خیال ہے کہ ان ۷ احروف کا حمل وسیط یا بئیات اردو زبان میں حقیقت لفظ کے لحاظ سے ہوگا مثلاً اگر لفظ (قدر) جو زبان عربی کا لفظ ہے اردو میں استعمال ہوا ہو تو (را) کابئیات بقاعدہ عربی (۱) ہوگا نہ بقاعدہ اردو (۱۰) اسی طرح اگر لفظ (چیم) کا استعمال اردو میں ہوا ہو تو (چیم) کابئیات بقاعدہ فارسی جو عربی کے مطابق ہے (۵۰) ہوگا نہ بقاعدہ اردو (۱۰)۔ اکثر اہل فن نے اس نزاکت کی جانب توجہ ہی نہیں فرمائی بعض نے اس لئے اس بحث کو چھوڑ دیا کہ اس فن کو زبان اردو میں

لانا ہی پس نہ نہیں فرمایا۔ بعض نے اس کو سکوت اختیار فرمایا کہ اونکی تالیف اگرچہ ہندوستان میں شائع ہوئی لیکن زبان فارسی میں تھی انہوں نے ضرورت زبان اردو کا خیال ہی نہیں کیا۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ ہر گاہ اس فن کا رواج زبان اردو میں ہو چکا ہے تو ہماری رائے یہ ہے کہ حرف کا تلفظ خواہ وہ حرف زبان عربی کا ہو یا فارسی کا۔ ہماری اردو زبان میں جس طرح ہوتا ہوا اسی کے اعتبار سے بیانات تجویز ہونا چاہیئے۔ مانا کہ (ث) عربی زبان کا لفظ ہے اور عربی تلفظ میں اس کو (ثا) کہتے ہیں اور فارسیوں نے بھی اس کو (ثا) کہا ہے لیکن جب اردو زبان میں اس کا تلفظ (ثے) ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم اس کا جمل وسیط یا بیئات بمحاطہ تلفظ عربی و فارسی (ا) یں اور بمحاطہ تلفظ اردو (ا۰) نہ لیں۔ بعض متاخرین کا یہ خیال ہے کہ صرف (ط) (ڈ) (ظ) کے متعلق یہ عمل رہے اس لئے کہ (ط) (ڈ) (ظ) زبان اردو کے خاص حروف ہیں اور باقی حروف میں قاعدہ عربی و فارسی کی پابندی کی جاوے۔ ہم کو اس آخوالہ ذکر کردہ سے بھی اختلاف ہے اس لئے کہ (ط) (ڈ) (ظ) اگرچہ اردو کے خاص حروف ہیں جو فارسی اور عربی میں نہیں ہیں۔ لیکن (ت) اور (ر) یا اور اکثر حروف کی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ زبان اردو کے حروف نہیں ہیں اصول ایک اختیار کرنا چاہیئے۔

(۴) جمل کبیر | بقول صاحب معدن الجواہر جمل کبیر مجموعہ ہے جمل صغیر اور جمل وسیط کا اور مراد ہے زبر و بیئات کا۔ یعنی ہر حرف کے اسم ملفوظی کے کل اعداد و حروف کو اہل جمل نے جمل کبیر سے نامزد کیا ہے اور اس کو جمل کبیر کہا اس لئے درست ہے

کہ یہ شامل ہے صغیر و وسیط پر۔ ہم جمل اصغر کے بیان میں کہہ آئے ہیں کہ اہل جمل نے جمل کبیر کی تعریف وہ بیان کی تھی جو جمل اصغر پر گزری لیکن شائقین فن جمل خود اس بات کا تصفیہ فرما سکتے ہیں کہ تعریف کے لحاظ سے کس قسم کے لئے کوں نام مناسب ہے۔ بعض محققین نے تعریف قدیمہ کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ قسم حقیقت جمل کبیر ہے۔ بعض نے اس کو صرف زبر و بیئات کہا ہے اور بعض نے جمل جامع صغیر و وسیط اسکا نام رکھا ہے لیکن جب کہ تعریفات ہمارے روبرو ہیں تو ہم کو پرانی لکیر کے فقیر بن کر غلطی کی پیروی کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

جن حضرات نے جمل اصغر کا نام جمل کبیر رکھا ہے انہوں نے اس پر غور نہیں فرمایا کہ بے گاہ خود انہوں نے زبر کو جمل صغیر اور بیئات کو جمل وسیط کہا ہے تو پہر جامع زبر و بیئات کا نام ہی آخر کچھ ہونا چاہیے یا نہیں جس اصول نے اون کو اس پر مجبور کیا کہ زبر کو جمل صغیر کہیں اور بیئات کا جمل وسیط نام رکھیں وہی اصول ہم کو مجبور کرتا ہے کہ (جامع زبر و بیئات) کا نام جمل کبیر رکھا جاوے اور وہی اس کا مقتضی تھا کہ ہم قسم اول کو جمل اصغر سے موسوم کریں۔ اس لئے کہ قسم اول کا درجہ باعتبار قلت اعداد جمل صغیر سے بھی کم ہے۔

نقشہ ذیل ہم ہر یہ ناظرین کرتے ہیں جس کا میرانی خانہ حامل اعداد جمل

کبیر ہے۔

الف		ب		ج		د		هـ		و		ز		ح		ط		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق		ك		ل		م		ن		ي		ر		س		ص		ض		ظ		ع		ف		ق	
-----	--	---	--	---	--	---	--	----	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--	---	--

جمل وسیط کے گزشتہ بیان میں ۷۱ حروف کے تلفظ اردو کی نسبت جو بحث
ہم نے کی ہے وہ درحقیقت جمل کبیر سے ہی متعلق ہے۔
ہماری رائے کے مطابق زبان اردو میں ۷۱ حروف کا جمل کبیر حسب نقش ذیل ہونا چاہئے

ب یا پ			ت یا ٹ			ث			ج		
بے یا پے			تے یا ٹے			ثے			چے		
ب	می	میزان	ت	می	میزان	ث	می	میزان	ج	می	میزان
۲	۱۰	۱۲	۴۰۰	۱۰	۴۱۰	۵۰۰	۱۰	۵۱۰	۳	۱۰	۱۳
ح			خ			ر یاڑ			ز یاڑ		
حے			خے			رے یاڑے			زے یاڑے		
ح	می	میزان	خ	می	میزان	ر	می	میزان	ز	می	میزان
۸	۱۰	۱۸	۶۰۰	۱۰	۶۱۰	۲۰۰	۱۰	۲۱۰	۷	۱۰	۱۷
ط			ظ			ف			ہ		
طوے			ظوے			فے			ہے		
ط	وے	میزان	ظ	وے	میزان	ف	می	میزان	ہ	می	میزان
۹	۱۰	۲۵	۹۰۰	۶	۹۱۰	۸۰	۱۰	۹۰	۵	۱۰	۱۵
						سی					
						بیے					
						سی					
						۳۰					

(۵) جمل اکبر لفظ کبیر کے مقابلہ میں لفظ اکبر خود اس قسم کے وجہ تسمیہ کی تعریف کر رہا ہے چونکہ اس قسم جمل میں ایک حرف کے اعداد زبر و میانیات یا جمل کبیر سے ہی تجاوز اور ترقی کرتے ہیں لہذا اہل فن نے اصطلاح جمل میں اس کا نام جمل اکبر رکھا۔ طلب علم عرب اس قسم کے موجد ہیں۔ اس طرح کہ ایک حرف کے عدد جمل کو زبان عربی میں لکھتے ہیں اور اس مکتوب کے اعداد کو اس حرف کا عدد قرار دیتے ہیں۔ مثلاً حرف (ا) کا عدد ایک ہے اور اس کو عربی میں احد کہتے ہیں اور احد کے عدد بقاعدہ جمل ۱۳ ہیں۔ تو الف کو مساوی ۱۳ کا قرار دیا جاتا ہے۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ جمل اکبر کی رو سے ہر ایک زبان میں ہر ایک حرف کے اعداد مختلف ہوں گے۔

نقشہ ذیل صرف زبان عربی اور فارسی اور اردو کی مثال ہے

نمبر	لفظ عدد زبان عربی	لفظ عدد زبان فارسی	لفظ عدد زبان اردو	نمبر
۱	احد	یک	ایک	۳۱
۲	اثان	دو	دو	۱۰
۳	ثلاثہ	—	تین	۴۰
۴	اربعہ	چار	چار	۲۰۴
۵	خمہ	پنج	پانچ	۵۶
۶	ستہ	شش	چھ	۸
۷	سبعہ	ہفت	سات	۴۶۱

ح	۸	ثمانية	۱۰۰۱	هشت	۷۰۵	آٹھ	۴۰۶
ط	۹	تسعة	۹۳۰	نہ	۵۵	نو	۵۶
ی	۱۰	عشرة	۹۷۰	دہ	۹	دس	۶۴
ک	۲۰	عشیرین	۹۳۰	بست	۴۶۲	بیس	۷۲
ل	۳۰	ثلاثین	۱۰۹۱	سی	۷۰	تیس	۸۷
م	۴۰	اربعین	۳۳۳	چهل	۳۸	چالیس	۱۰۴
ن	۵۰	خمسين	۷۹۰	پنجاہ	۶۱	پچاس	۶۶
س	۶۰	ستین	۵۲۰	شصت	۷۹۰	ساٹھ	۴۶۶
ع	۷۰	سبعین	۱۹۲	ہفتاد	۴۹۰	ستر	۶۶۰
ف	۸۰	ثمانین	۶۵۱	ہشتاد	۷۱۰	اٹھائی	۷۱
ص	۹۰	تسعين	۵۹۰	نود	۶۰	نوے	۶۶
ق	۱۰۰	مائة	۴۵۱	صد	۹۴	سو	۶۶
ر	۲۰۰	مائتين	۵۱۱	دو صد	۱۰۴	دو سو	۷۶
ش	۳۰۰	ثلاث مائة	۱۴۸۲	سے صد	۱۵۹	تین سو	۵۲۶
ت	۴۰۰	اربع مائة	۷۲۴	چار صد	۳۰۳	چار سو	۲۷۰
ث	۵۰۰	خمس مائة	۱۱۵۱	پنچ صد	۱۴۹	پان سو	۱۱۹
خ	۶۰۰	ستمائة	۹۱۱	شش صد	۶۹۴	چھ سو	۶۴
ذ	۷۰۰	سبع مائة	۵۸۳	مفتصد	۵۷۹	سات سو	۵۲۷
ض	۸۰۰	ثمان مائة	۱۰۴۲	ہشت صد	۷۹۹	آٹھ سو	۴۷۲

ظ	۹۰۰	تسعمائے	۹۸۱	نہصد	۱۳۹	نوسو	۱۲۲
غ	۱۰۰۰	الف	۱۱۱	ہزار	۲۱۳	ہزار	۲۱۳

جمل اکبر فارسی میں پانچصد کے عوض پانصد کے عدد لینا یا چارصد کے عوض چارصد کے عدد بطحاظ محاورہ زبان فارسی محسوب کرنا درست اور جائز ہے اور اس کی قسم کا تصرف ہر ایک زبان کے محاورہ کے لحاظ سے ہو سکتا ہے

فارسیوں نے جمل اکبر میں ایک نئی ایجاد کی ہے اور اس کو فن معمش مین اخل کیا ہے جیسا کہ مولانا جامی علیہ الرحمہ کا مغلے اسم طیب اس کی مثال ہے ومونہ (۵) نام یارم سہ حرف دان بے رنج پو ہر کیے در حساب پنجہ پنج پو لفظ طیب کو لیجیے جس میں ۳ حرف ہیں - ط - می - ب - (ط کے عدد نوین جس کو فارسی میں نہ کہتے ہیں اور نہ کے عدد (۵۵) ہیں بقاعدہ جمل اکبر - پہر (۱) کو لیجیے جس کے عدد (۱۱) ہیں دس کو فارسی میں کہتے ہیں اور دہ کے عدد مجموعی (۹) ہیں اور نو کو فارسی میں نہ کہتے ہیں اور نہ کے اعداد (۵۵) ہیں پہر (۲) کو لیجیے جس کے عدد (۲) ہیں اور دو کو فارسی میں دو ہی کہتے ہیں - اور لفظ دو کے عدد (۱۰) ہیں اور ۱۰ کو فارسی میں دہ کہتے ہیں اور لفظ دہ کے عدد (۹) ہیں اور نو کا فارسی ترجمہ نہ ہے اور لفظ نہ کے عدد (۵۵) ہیں ہر ایک حرف میں ایک ایک مرتبہ جمل اکبر کا بڑھتا گیا ہے - اور ہماری رائے میں اس عمل کو جمل اکبر مع الترفع کہنا چاہیے - اگر کوئی مورخ اس صنعت میں تاریخ کہے تو اس کو ضرور ہے کہ جمل اکبر مع الترفع کی صراحت کر دے ورنہ وہ تاریخ معشی کے دائرہ میں گہری رہے گی اور مورخ کا مقصد فوت ہوگا -

(۵) قواعد وضوابط جمل کا بیان

قاعدہ عام | استادان فن کا اس پر اتفاق ہے کہ حساب جمل مکتوب پر مبنی ہے نہ ملفوظ
میر غلام علی آزاد بلگرامی سب سے المرجان میں بضمن ترجمہ شیخ محمد حیات سندھ میں
فرماتے ہیں کہ قال جدی و ستادی مولانا السید عبد الجلیل بلگرامی فی بعض

رسائلہ المتعبر فی الجمل المکتوب لا الملفوظ مثل لفظہ اسد یا خد و غمہا سنا
و ستین باعتبار الہیئۃ المکتوبہ لو کان الاعتبار للملفوظ کان ینفی ان نحاسب

الالف التی تلفظ بعد اللام (الخ) یعنی کہا ہے میرے جد اور میرے استاد
(مولانا سید عبد الجلیل بلگرامی) نے اپنے بعض رسائل میں کہ معتبر فن جمل میں مکتوب
نہ ملفوظ۔ جیسا کہ اہل جمل لفظ اسد کی عدد باعتبار ہیئۃ مکتوبہ کے ۶۶ لیتے ہیں
اگر تلفظ کا اعتبار ہوتا تو الف کا عدد وہی محسوب ہوتا جو کہ لام کو بعد پڑا جائے (الخ)
آپ ہی نے صنعت تالیف کے بیان میں فرمایا ہے کہ بناء المورخین علی

الکتابۃ خلافاً لعلما العروض و اہل الدعوة فان بناہم علی التلفظ لان مدار

العروض علی الوزن و مدار الدعوة علی الذکر و کلاہما متعلقان بالنطق فہذہ لیس

مخاسبۃ فی الجمل و الفہا غیر محاسبۃ لکون الاولی مکتوبۃ غیر ملفوظۃ و الثانیۃ
بالعکس و علی ہذہ الضابطۃ بعد المشتد حراً و احداً (الخ) یعنی مورخین کی بنا

کتابت پر ہے خلاف علمائے عروض اور اہل دعوة کے پس بہ تحقیق علمائے عروض

اور اہل دعوة کی بنا تلفظ پر ہے۔ اس لئے کہ عروض کا مدار وزن پر ہے

اور دعوة کا مدار ذکر پر اور یہ دونوں نطق سے متعلق ہیں پس ہمزہ لفظ

اللہ کا حساب جمل میں داخل ہوتا ہے اور الف اللہ کا محسوب نہیں ہوتا کیونکہ ہمزہ

مذکور مکتوبی ہے اور غیر ملفوظ اور الف اس کے عکس میں اور اسی ضابطہ
حرف مشدّد ایک گنا جاتا ہے۔ انحر
پہر آپ ہی نے خزانہ عامرہ میں یضمن ترجمہ ناصر علی سرمنہدی فرمایا ہے
کہ اہل جمل کے نزدیک کتابت معتبر ہے نہ تلفظ اور یہ اہل عروض و اہل دعوت
کے خلاف ہے۔

نص الوفا فی الہورینی نے مطالع النصیریہ میں فرمایا ہے کہ حساب
الحروف بالجمل فی عمل التوایخ بالحروف علی حسب ما یتب (انتہی) یعنی عمل
توایخین حساب جمل حروف کا بلحاظ کتابت ہوتا ہے۔

صاحب معدن الجواہر محققین متذکرہ بالا کے حوالہ سے فرماتے ہیں
کہ حساب جمل میں حروف مکتوب کا معتبر ہونا متحقق ہو چکا پس لفظ مصطفیٰ کا آخر
حرف یاے حطی محسوب ہوگا اگرچہ یا نہیں پڑھی جاتی۔ اور لفظ صلوة میں واو
کے عدد لئے جاویں گے اگرچہ وہ تلفظ سے خارج ہے۔

مؤلف عرض کرتا ہے کہ جس زبان میں تاریخ لکھنا مقصود ہے اس کے
رسم الخط سے مورخ کو واقف ہو رہنا ضرور ہے ورنہ مورخ کی محنت غلطی سے
الخط کی وجہ سے ضائع جائے اور مادہ تاریخ کے غلط ہونے کا اندیشہ رہے گا
اگرچہ رسم الخط السنہ کے متعلق متعدد مختصر سے رسائل لکھے گئے ہیں لیکن
خاص کر اسی بیان کے حصہ آئندہ میں ہم کیقندر اس کو بھی بیان کریں گے
اگر کسی آیہ فرقانی سے مادہ حاصل کرنا مقصود ہو تو رسم الخط قرآنی
کی پابندی ہونی چاہیے اس لئے کہ عربی الفاظ کے عام رسم الخط کے مقابلہ

میں رسم الخط کلام پاک مخصوص ہے۔

قواعد خاص | ہم اس بیان میں مناسب خیال کرتے ہیں کہ اپنے سلسلہ بیان کو حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی کریں اور ہر ایک حرف کے ضمن میں رسم الخط زبان کی فارسی و اردو کے مختصر سے قواعد بھی بیان کرتے ہوئے چلیں۔ تاکہ یہ کتاب شائقین فن جمل کو رسائل رسم الخط سے بھی ایک حد تک مستغنی کر دیوے جس قدر قواعد خاص اس بیان میں لکھے جا دیں گے وہ تمام تراوسی اصول عام پر مبنی ہیں جو گزشتہ حصہ میں گزرا۔

(الف)

(۱) عربی اور فارسی زبان میں جو الف صدر کلمات میں واقع ہوتا ہے وہ حقیقت ہمزہ ہے۔ لیکن بدین وجہ کہ وہ کتابت میں الف کی شکل میں لکھا جاتا ہے اہل جمل کے پاس وہ الف ہی ہے اور اس کا عدد جمل ایک ہے جیسے۔ ابن۔ ام۔ امر داو۔ اسفندار۔ وغیرہ۔ اردو والے اس کے خلاف ہیں یعنی وہ ہمزہ صدر کلمات کو ہی الف ہی مانتے ہیں نہ ہمزہ۔ صاحب فرہنگ آصفیہ لفظ ہمزہ پر فرماتے ہیں کہ اردو میں ہمزہ وہ منحنی لکیر ہے جو لام الف کے بعد شکل (و) آتی ہے۔ پس الف کی نسبت ہمارے مقصد کے لئے صرف یہ کلیہ کافی ہے کہ کتابت حروف لفظ میں جو ہمزہ الف کی شکل پر لکھا جاتا ہے اعم ازینکہ وہ تعریفاً ہمزہ ہو یا الف لیکن باغراض جمل الہ سبحانہ جاوے گا اور اسکا ایک عدد محسوب ہوگا۔

(۲) قدیم رسم الخط میں الف مدودہ کو دو الفون کی شکل میں لکھنے کا دستور تھا فرہنگ جہانگیری وغیرہ میں اس طریقہ کی مثالیں اب تک موجود ہیں لیکن متاخرین

فارس نے اس طریقہ کو ترک کیا ہے اور اب الف پر ایک چھوٹا سا مد لکھ دیا جاتا ہے، اردو کے رسم الخط میں بھی یہی طریقہ ہے لیکن عربی والون نے اب تک دو الف لکھنے کا طرز جاری رکھا ہے تاہم دوسرا الف جو بعض مد ہوتا ہے وہ قد میں بہت چھوٹا لکھا جاتا ہے جیسے لفظ المنو کا دوسرا الف اگرچہ قرائت خود بتلا رہی ہے کہ دو الف کی وجہ سے مد کی آواز پیدا ہوتی ہے لیکن رسم الخط عربی نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے کہ حرف لفظ میں پہلا ہمزہ جو شکل الف ہے وہ ایک ہی ہے اور دوسرا چھوٹا الف کھڑا نہیں ہے جس سے اسی مد کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جو فارسیوں کی کتابت میں مروج ہے۔ پس ابن جمل کا اتفاق اسی پر ہے کہ لفظ المنو میں چھوٹا الف اس لئے محسوب نہ ہو گا کہ وہ کھڑا نہیں ہے۔

صاحب سحۃ المرجان نے درست فرمایا ہے کہ یَعْدُ الْمَشْدُ حَرْفًا وَاحِدًا کَالْمَشْدِ وَكَذَلِكَ الْهَمْزَةُ الْمُدَوْدَةُ كَالْمَنْ (انتہی) یعنی مشد ایک ہی شمار کیا جاتا ہے جیسا کہ لفظ مشد داوڑی حکم ہے ہمزہ مدودہ کے لئے جو لفظ المن میں ہے۔

صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ حرف ہمزہ در زبان عربی و فارسی و ترکی و ہندی ہر گاہ در صدر کلمہ پیش از الف واقع شود بکتابت در نیاید و علاتش در عربی و ترکی فتح راست بصورت الف خردک بالائے الف می نویسند مثل اَبَار و اَوَم و در فارسی و ہندی خطک کج عرضی کہ آنرا مد می نامند بالائے خنپن الف کہ آنرا مد وہ می گویند می نگارند مثل آباد و آزاد و آمدن و خنپن ہمزہ در حساب جمل محسوب نہ میشود کہ حرفے نباشد۔

صاحب فادہ تاریخی کا بھی یہی مذہب ہے اور کلام استادانِ فارس میں بھی

اسی قاعدہ پر عمل پایا گیا ہے جیسا کہ محترم کاشی نے شہزادہ روم کی آمد میں ایک تاریخ لکھی ہے جس میں الف مدودہ کا صرف ایک ہی عدد محسوب ہوا ہے۔ وہ ہذا

تاریخ آن قرآن طلبیدم ز عقل گفت	بوسید کا مجموعی جوان شاہ رار کا ب
تاریخ آن مقارنہ کردم سوال گفت	ماہ عجیب رسید بیا بوس آفتاب

سنجر طہرائی نے مسلم ہجری میں مدح شاہ جہانی میں ایک قصیدہ لکھا ہے جس کے ہر مصرع سے تاریخ نکالی ہے۔ اس قصیدہ میں بھی الف مدودہ کا عدد ایک ہی محسوب ہوا ہے۔ یہ مصرع اسی قصیدہ کا ہے (ع) زجود شاہ جہان بادشاہ ملک آراے (۱۰۰۰)

اس میں کچھ شک نہیں کہ متقدمین فارس میں اس کا رسم الخط دو الف کے ساتھ تھا جیسا کہ بعض فرہنگ ہائے فارس سے اس کی تصدیق ہوتی ہے اور غالباً انکا یہ طرز عربی رسم پر مبنی تھا جو اب تک قائم ہے لیکن جب متاخرین نے اس کو لپیٹا اور رسم الخط عربی کی حقیقت کی صراحت عربوں نے کر دی جس کا ذکر اوپر ہوا ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ کلمیہ عام اور قواعد کے برخلاف الف مدودہ کے عدد دو محسوب ہوں۔ صاحب مخلص تسلیم کو اصرار ہے کہ الف مدودہ کے عدد دو ہی محسوب ہوں اور مرزا محمد جعفر ارج نے اپنی تالیف ارغمان میں بھی انہیں کے ساتھ اتفاق فرمایا ہے اور سند میں کلیم مہدائی کی تاریخیں پیش ہوئی ہیں جن کی نقل ذیل میں لگئی ہے

بہر تاریخ قرآن کردم کلک تسلیم	مہد جمشید بسمہ منیر بلقیس آمد
-------------------------------	-------------------------------

دادایزد بہادشا و جہان	دولہ
خلفہ ہیمو نو گل شاہ داب	

چون بدین مژدہ آفتاب انداخت طبع دریافت سال تارخیش		افسر خویش بر ہوا چو جاب ز درقم آفتاب عالم تاب ۱۰۲۹ - ۱ = ۱۰۲۸
	والہ	
از جلوہ شاہان فرخ پئے فتح تاریخ فتوحات شہنشاہ جہان		داد از پے ہم ساقی دوران مئے فتح بنوشت کلمہ آمدہ فتح از پے فتح

ہم کہتے ہیں کہ کلیم مہدائی کا پایہ فن جمل میں کچھ ایسا بلند نہ تھا جس کی سبک ہم قاعدہ عام اور استادان فن اور ائمہ جمل کے قول کی خلاف ورزی کریں ائمہ جمل کی احتیاط اس درجہ میں تھی کہ وہ مختلف فیہ مسائل میں مذاہب مختلفہ کا ذکر کر کے یہ لکھتے تھے کہ خواہ اسپر عمل کرو یا اسپر لیکن اس خاص مسئلہ میں اون کی رائے قطعی ہے۔ اور استادان عجم نے بالاتفاق اسی کی پیروی کی ہے۔ صرف کلیم مہدائی کا کلام اس کلیہ عام کے خلاف عمل کرانے کے لئے کافی نہیں ہے۔

صاحب مخص تسلیم نے اپنی رائے کے خلاف عمل کرنے والے استاد کو کہتے کچھ برا بھلا کہا ہے اور سخت سست الفاظ میں اون کو یاد کیا ہے اور اسی کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ ہماری تاریخوں میں الف مدودہ کے دو عدد محسوب ہوئے ہیں ہم کو بہت افسوس ہے کہ لائق مؤلف نے یہ اچھا نہ کیا۔ ایسا طرز ایک نفل مؤلف کے شایان نہیں ہے کہ ایک ایسے مسئلہ میں جس میں بلند پایہ محققین کا اتفاق ہے زبان درازی کریں۔ آپ کی پیروی وہی لوگ کریں گے جن کو یہ طرز پسند ہے۔ ہمارا مذہب یہی ہے کہ الف مدودہ کا صرف ایک ہی عدد محسوب ہو۔

محشم کاشی اور سنجر طہرانی کے سوا جن کے کلام کی سند ہم نے اور پر لکھی جو

حسن ہروی نے بھی اپنے ایک قصیدہ تاریخی میں کئی جگہ الف مدودہ کا استعمال کیا جس کا صرف ایک ہی عدد لیا ہے۔ جیسے اس قصیدہ کے چند اشعار کو اسی بیان میں حرف ک کر ذیل میں نقل کیا ہے جن میں کئی جگہ الف مدودہ سے کام لیا گیا ہے معزز ناظرین اوسکو ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) جو ہمزہ کہ وسط کتابت میں شکل الف لکھا جاتا ہے جیسے (سأل) میں سین کے بعد۔ وہ بھی اہل جمل کے پاس الف ہے اگرچہ عربوں نے اس ہمزہ کا اظہار تکراراً سلیقہ کیا ہے کہ قاری کو اس کی اطلاع رہے کہ یہ الف نہیں ہے بلکہ ہمزہ ہے تاہم اہل جمل نے صورت کتابت کو معتبر خیال کر کے اس کو الف مانا ہے پس لفظ (سأل) کے اعداد (۹۱) محسوب ہوں گے۔ لفظ (سأل) میں فارسیوں نے حرف دوم کو الف ہی مانا ہے اسی طرح اردو میں بھی لفظ (چال) (ڈال) کا حرف دوم الف ہے۔ صاحب معدن الجواہر نے بھی اس کا ذکر فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ اگرچہ لفظ (حبیبند) حین اذا کا مخفف ہے اور حین اذا میں ہمزہ بشکل الف موجود ہے لیکن چونکہ حبیبند کی کتابت میں شکل الف متروک ہے لہذا اس کا ہمزہ محسوب نہ ہوگا۔ بلکہ ہمزہ کے بدلے یا کے عدد محسوب ہوں گے برخلاف اس کے سأل میں حرف دوم الف محسوب ہوگا اس لئے کہ رسم الخط نے اس کی صورت کتابت کا فیصلہ کر دیا، (۴) لفظ موسیٰ کا الف مقصورہ اگرچہ کتابت میں چوٹا سا قد لئے ہوئے موجود ہے لیکن وہ کتابت کے قاعدہ سے الف نہیں ہے اس لئے کہ کتابت میں اس کو حوٹا یا موجود ہے اور اشارۃ الف مختصر صرف ایک رسم الخط کی علامت ہے تاکہ قاری اس یا کو الف کی آواز میں پڑھے اور قاعدہ رسم الخط میں اس علامت کا ترک

بھی جائز ہے پس لفظ موسیٰ کے اعداد ۱۱۶ محسوب ہوں گے۔

صاحب سجدۃ المرجان نے بعض ضائع تائیخ لکھا ہے کہ الالف التی تکتب علی صورتہ الیارقعد یا رکضی و یحییٰ (انہی) یعنی جو الف یا کی صورت میں لکھا جاتا ہے وہ یا شمار ہوگا جیسے حصی و یحییٰ۔

(۵) رسم الخط عبری میں کبھی الف وسط کلمہ میں آتا ہے اور پڑھنے میں ظاہر ہوتا ہے اور اس کے وجود کی علامت کھڑے زبر کے ذریعہ سے کتابت میں بھی ہوتی ہے لیکن حروف مکتوبہ میں داخل نہیں سمجھا جاتا جیسے لفظ صلوة کا الف اور یہی کیفیت لفظ الہ اور اللہ اور حرمٰن اور استحق و لکن و ہذا کے الف کی ہے۔ اس کے متعلق اہل جمل کا یہی حکم ہے کہ رسم الخط کے تابع رہو۔ یعنی اگر کسی آیہ قرآنی سے تائیخ حاصل کرنا مقصود ہو تو رسم الخط قرآنی معتبر ہوگا یعنی حرمٰن میں الف محسوب نہ ہوگا اس لئے کہ وہ کتابت لفظ میں داخل نہیں ہے اور کھڑے زبر کے حکم میں یہی حکم لفظ الہ اور اللہ کے لئے ہے۔ اور یہی عمل لفظ استحق میں ہوگا۔ لیکن اوہذا میں رسم الخط عبری نے تصفیہ کر دیا ہے کہ لام لکن کے بعد کا الف اور نیز ہذا کے بعد کا الف۔ الف نہیں ہے بلکہ کھڑا زبر ہے۔ پس ان تمام الفاظ میں الف داخل حساب جمل نہ ہوگا۔ محققین جمل نے اس کے متعلق کافی صراحت کی ہے۔

لیکن جن الفاظ میں رسم الخط فارسی نے الف کو داخل لفظ کیا ہے اس کو حساب جمل میں محسوب کرنا فارسیوں کے لئے لازمی ہے جیسا لفظ سلیمان جسکی کتابت فارسی میں الف موجود ہے۔

حکیم کاشی نے جلوس شاجہان کی تائیخ میں ایسے الف کو محسوب نہیں فرمایا

اور ہماری رائے میں اون سے تسامح ہوا ہے اس لئے کہ اونہوں فرماؤدے تائیں
زبان فارسی میں لکھا اور رسم الخط کے خلاف عمل کیا۔ اگر رسائل رسم الخط فارسی
سے لفظ سلیمین میں صرف کھڑا زبر لکھنا جائز قرار پائے تو مورخہ کوئی اعتراض
نہ ہوگا۔

بادشاہ بحر و بر شاہ جہان	گزینہ چوں مہر تابان آمدہ
سال تائیں جلوسش گفت چرخ	دارت ملک سلیمین آمدہ

(نوٹ) اس تائیں میں بھی الف مدودہ کا عدد صرف ایک محسوب ہوا ہے
جس کا بیان گزر چکا ہے۔

اسی تقریب پر اسیر شوقی نے بھی تائیں کہی ہے جس سے ۳۰۰ کی تعین ہوئی تھی

بادشاہ جہان و شاہ جہان	خرم و شاد و کامران باشد
حکم اور حلالق و عالم	تاجہان بادور جہان باشد

باقریگیلانی نے تائیں جلوس بادشاہ عالم گیر میں عبارت ذیل کے ہر ایک
فقرہ سے تائیں نکالی ہے اور لفظ رحمن میں بقاعدہ رسم الخط فرقانی الف
کو ترک کیا ہے۔

آفتاب ملک احسان سایہ رحمن ۱۰۶۸ پناہ تاجوران عالم و عالمیان ۱۰۶۸

(نوٹ) اس تاریخی عبارت میں بھی الف مدودہ کا ایک ہی عدد محسوب
ہوا ہے جس کی بحث گزر چکی۔

مرزا بدیع نعیر آبادی نے تائیں قصر شاہ سلیمان میں الف لفظ سلیمان
کو حذف کیا ہے اور رسم الخط فرقانی کی پابندی کی ہے۔

چون شاہ سلیمان شہ اقبال بلند	شد بائی این سکن سبوت پیوند
۱۰۸۰	۱۰۸۰
از جشن و نشاط و کامگاری دائم	وروی جاے بادشہ دولتمند
۱۰۸۰	۱۰۸۰

ماری رے میں ان استادوں نے قاعدہ عام کی خلاف ورزی کی ہے اگر
ناکے اس کلام کی سند سے فارسی کے رسم الخط کو لفظ سلیمان کی نسبت رسم الخط
آئی کے مطابق تسلیم کیا جائے تو پہر کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا۔

مجتہد العصر مولانا ولد ارغل نے تاریخ وفات نواب آصف الدولہ میں
اکہڑے زبر کو الف محسوب فرمایا ہے۔

اماروٹ وریحان و جنت التمیم ۱۲۱۲ ہجری
مولانے الفاظ (ہینا) اور (جنت) دونوں میں اکہڑے زبر کو الف
روکیران کے عدد محسوب فرمائے ہیں۔ اور یہ اون کی بدیہی غلطی اور قاعدہ
کی خلاف ورزی ہے۔

۶) لفظ اطیعوا کا الف آخرہ اگرچہ پڑھنے میں داخل نہیں ہے لیکن بیوجہ
مستاب میں بلحاظ رسم الخط الف موجود ہے حسابِ اجل میں الف محسوب ہوگا
ی (اطیعوا) کے عدد ۹ شمار ہوں گے۔ مولانا مولوی عبدالباقی سطر وفات
ورخان شاہ جہان پوری کی تاریخ لہم دارالسلام عند ربہم بکا نوا یعلمون
۱۱۴) لکھی ہے اور موافق قاعدہ ہے۔ صاحبِ مخصّص تسلیم نے بھی اسکو تسلیم
مایا ہے اور اس میں استادانِ اجل کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(۷) اسی طرح الف وصل بعض وقت باوجودے کہ کتابت میں ہوتا ہے مگر قرا
 میں نہیں آتا یہ حساب جمل میں محسوب ہوتا ہے جیسا کہ (لا اللہ) کے عدد (۹۸) محسوب ہوتے ہیں۔

فارسی میں جو حمزہ وصل لفظ بودہ است کے وسط میں آتا ہے اس کو شکل
 اشکال ہیں۔ فارسیوں کا قول ہے کہ بعد ہائے ہوزچنین الف حذف نحو ہدست
 چنانچہ کردہ است و بودہ است اگرچہ اس کو کردست یا بودست پڑہیں لیکن
 کتابت میں ہ اور آ دونوں کو قائم رکھنا چاہیے۔ پس اسی قاعدہ کو لحاظ
 حساب جمل پابند کتابت رہے گا۔

پھر فارسیوں نے کہا ہے کہ بعد حرف با و حرف نون چنین الف حذف
 (۸) ز چشمش حال میخانہ خرسبت کہ ساقی ہچمے یاد در رکابست (۹)
 غیت ابر بہاران جستم گریان منست یک چین گل کردہ بر سر نوک مرکان منست
 اسی طرح فارسیوں نے الف بعد الف کو بھی حذف کرنے کا حکم دیا ہے
 جیسے (ع) عشق خانہ خراب مولد ماست

پس قاعدہ یہ ہے کہ قواعد فارسی نے جس الف کو کتابت میں حذف
 حکم دیا ہے وہ نہ کتابت میں قائم رہے گا اور نہ حساب جمل میں اور جس الف
 وصل کو قواعد فارسی نے کتابت میں قائم رکھا ہے وہ نہ کتابت سے حذف ہو سکا
 اور نہ حساب جمل سے۔ ہم نے اس موقع پر بعض قواعد فارسی کا ذکر تمثیل کیا کہ
 ہمارا یہ بیان قواعد فارسی کا جامع نہیں ہے اور نہ جامعیت کا موقع اور محل
 جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہ بطور تمثیل ہے۔

(۸) اسید طرح لفظ زید آکا الف تنوین حالت نصب میں داخل کتابت کو ہے لیکن بجز حالت وقف کے پڑا نہیں جاتا بعض شعرا نے حالت وقف میں بھی اس کو عروض شعر سے خارج رکھا ہے لیکن بدین وجہ کہ کتابت میں اس کا وجود ہے لہذا حساب جمل میں محسوب ہو گا۔

صاحب لمخص تسلیم فرماتے ہیں کہ فارسیوں نے بعض وقت اس کا قافہ نوں کے ساتھ باندھا ہے جیسا کہ مولوی معنویؒ نے (۵) موسیٰ دقیسؒ عن زمرنؒ بزم باید گفت قولاً لیتناؒ بڑ آپ فرماتے ہیں کہ ایسی حالت میں لفظ لیتناؒ کا الف نوں کی قائم مقامی چاہتا ہے۔ ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے اس لئے کہ قاعدہ جمل کتابت کی پابندی کا حکم دیتا ہے قرائت کو اس میں کچھ دخل نہیں ہے فارسی میں ایسا قافیہ درست ہے یا نہیں وہ دوسری بحث ہے جس کا یہ محل نہیں ہے۔ بہر حال لیتناؒ کا آخر حرف حساب جمل میں الف محسوب ہو گا اور اس کا ایک ہی عدد لیا جاوے گا۔

ارجح کہ متعلق ہم کو کسی قاعدہ خاص کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن صرف اس قدر عرض کر دینا مناسب خیال کرتے ہیں کہ رسم الخط فارسی میں وہ بے عربی جو بمعانی مختلفہ متعلیٰ ہوتی ہے یا بے زائدہ جو ابتدائی الفاظ میں واقع ہوتی ہے بخصوصیت الفاظ زبان فارسی غیر افعال میں کبھی لفظ کے ساتھ متصل لکھی جاتی ہے اور کبھی منفصل اور بصورت ثانی اظہار حرکت فتح کو لئے اس کے لئے مختفی بڑھائی جاتی ہے۔

جیسے بسرو بتن جس کو رسم الخط نے اجازت دی ہے کہ لفظ سرو تن سے بے کو جدا بھی لکھہ سکتے ہیں مثلاً بہ سرو بتن محققین رسم الخط نے قواعد مذکورہ کے ذریعہ سے یہ بات نہیں دکھلائی ہے کہ کن الفاظ میں بے کا متصل لکھنا ضرور ہے اور کن حالات میں جدا لکھنا لازم ہے۔ بلکہ کاتبین کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ الفاظ عبرانی کے سوا جو فارسی میں مستعمل ہوں الفاظ زبان فارسی میں جو غیر افعال ہوں چاہیں بے کو حروف لفظ کے ساتھ ملا کر لکھیں یا بے مخفی کے ساتھ جدا۔

صورت آخرہ میں جمل کا قاعدہ عام اس کا متقاضی ہے کہ لمحاظ کتابت ایسی بے کے عدولے مخفی کے ساتھ (۷) محسوب ہوں محققین فن کی رائے یہ ہے کہ ہا مخفی کا عدولہ محسوب نہ ہونا چاہیے۔ اور اس کلمہ مستکرہ قاعدہ عام کے قائم رہنے کے لئے مورخین کا فرض ہے کہ ہمیشہ اس قسم کی بے کو متصل بہ لفظ لکھا کریں اور منفصل لکھنے کا قصد ہی نہ کریں گو کہ رسم الخط نے اس کی اجازت دی ہو۔

اگر اس ہدایت کی پابندی نہ ہوگی تو مادہ تاریخ خطرہ میں رہے گا۔ یعنی اگر (بسر یا بفرق) کو مورخ نے (بہ سرو بہ فرق) لکھ کر بے کے عدولے مخفی کے ساتھ محسوب کیا ہو تو ممکن ہے کہ نقل نویسی میں کہیں بے کا اتصال لفظ سرو بہ فرق کے ساتھ واقع ہو اور عدولے مخفی کے پانچ عدولے کا گہٹا مادہ تاریخ کو برباد کرے۔ اس لئے محتاط طریقہ یہی ہے کہ فن جمل کے اغراض کے لحاظ سے بے کو ملا کر لکھیں۔

صاحب مخلص تسلیم فرماتے ہیں کہ اکثر مردم این عصر بے موحده البصوت

(بہ) می نویسند و عددش ہفت می گیرند این ہفت مشتاق ہفت ہشت است کہ بر زبونی فکر و عاجزی طبیعت آنها دلیل قومی دارد کہ در کلام اساتذہ ہای موحده باشند

ہاں یاد رہے کہ ہم نہ اس درشت بیانی کو پسند کرتے ہیں اور نہ مطلق الغائی کو قواعد فن سے کام لینا چاہیے۔ اور عقل سلیم ہی اس تصفیہ کے لئے موجود ہے کہ استادوں نے جو کچھ کہا ہے وہ کن خوبیوں پر مبنی ہے۔

شعراے عجم کا بھی یہی مذہب ہے۔ ملاحتشم کاشی نے جلوس شاہ اسماعیل میں ایک رباعی لکھی ہے جس کے آخر شعر میں باے موحہ کو متصل لکھ کر صرف دو عدد دہین

در ہر نقشِ دلا بہ از اہل جان	دانند بلاف مہر شاہ اسماعیل
۹۸۴	۹۸۴

حضرت استاد می معنی دکنی اپنے رسالہ مناظرہ معنی میں فرماتے ہیں کہ جانے کہ کتابت صورت کلمہ بہ نہاید و بر خوانندہ نوعی دشواری در نظر کردن آید۔

می نویسد چون بہ بیند و نمی نویسد چون ببیند و جائیکہ چنین نیست متصل گویند چون بخور و بین و بخدا اگر کسی برائے پر کردن اعداد تالیخ چنین نویسد بخور بہ بین۔ بہ خدا۔ و برائے کم کردن اعداد چنین نویسد۔ ببیند۔ خلاف رسم الخط باشد و نزد مورخان محققین ناجائز۔

ہم اس کو نقل کرنے کے بعد اس قدر اضافہ ضرور کریں گے کہ صاحبان رسم الخط نے اس باے موحہ کے متصل یا منفصل لکھنے کا کوئی تصفیہ نہیں کیا ہے یہی وجہ ہے کہ محتاط محققین جبل نے اس کی نسبت و فیصلہ کیا ہے جس کو ہم نے اوپر لکھا۔ اگر رسم الخط میں بطور کلیہ کے کوئی قاعدہ بیان ہوتا یا اس قاعدہ رسم الخط کی کوئی سند ملتا آتی جس سے ہم اس وقت تک محروم ہیں تو آسانی کی سزا ہم اُس کی پیروی کر سکتے۔ اس لئے کہ اعداد جبل کا دار و مدار رسم الخط پر ہے۔

ت

تاء عربی رسم الخط کے لحاظ سے دو اشکال میں لکھی جاتی ہے۔

(۱) دراز جیسے (ت) جس کا نام عربی میں تاء مبرسوطہ ہے۔ اور اردو میں لائہی تے

(۲) دوسری گول جیسے (ة) اس کو عربیوں نے تاء مدورہ مبروطہ کہا ہے اور

اردو والوں نے گول تے سے نامزد کیا ہے۔ اور چھوٹی تے ہی۔

عربی میں بعض خاص مقامات پر تاء مبرسوطہ مستعمل ہے۔

(۱) جس لفظ میں تاء اصلی ہو جیسے بیت وغیرہ اسی کے ضمن میں چند خاص الفاظ

ہیں جن کی تے تاء اصلی کے حکم میں داخل کی گئی ہے۔ جیسے۔ لات۔ منات۔ ذات

بنت۔ اخت۔ کیت۔ فیت۔ لیت۔ وغیرہ۔

(۲) جس لفظ میں تاء جمع مونث سالم ہو جیسے حرکات۔ سکنا۔ جہات وغیرہ

(۳) جس لفظ میں تاء علامت تانیث فاعل ہو جو فعل میں آتی ہو جیسے فعلت۔

(۴) جس لفظ میں تاء ضمیر ہو جو فعل ماضی سے مخصوص ہے جیسے۔ فعلت

فعلت۔ فعلت۔

ان کے سوا جو تاء تانیث اسم میں واقع ہو عموماً گول لکھی جاتی ہے جیسے

ملاحۃ۔ ملاحۃ۔ حفاظۃ۔ وغیرہ۔

جب کبھی تاء مدورہ حالت وقف میں ہو۔ تو اس کی کتابت سرنقطنوں کا

حذف کرنا جائز ہے جس کی صورت مثل اے ہوز کے رہ جاتی ہے اور قرأت میں

بھی (ہے) کی آواز۔ پس دراز تے یعنی تاء مبرسوطہ کے عدد تو اہل جمل کے پاس

بالاتفاق ۴۰۰ ہیں لیکن تاء مبروطہ کے اعداد میں اختلاف ہے اور اسی اختلاف

۱) وجہ سے ۳ مذہب قائم ہو چکے ہیں۔

(۱) عموماً گول تے کے عدد مثل دراز تے کے ۴۰۰ محسوب کرتے ہیں۔

(۲) عموماً گول تے کو (بے) قرار دیکر اس کے پانچ عدد لیتے ہیں۔

(۳) گول تے کے عدد حالت وقف میں پانچ لیتے ہیں اور غیر وقف میں ۴۰۰۔

نمبر (۱) کا قول ہے کہ اہل جمل کا قاعدہ عام کتابت اور رسم الخط پر مبنی

ہے اور رسم الخط مبنی بر حقیقت ہے۔ صاحبان رسم الخط نے اسے مربوط یا مدور

کے لئے گول شکل دو نقطوں کے ساتھ قرار دی ہے اور اس شکل مدور کا نام قری

ہے پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم اس کو (تے) ماننے کے بعد اس کے عدد ۴۰۰

محسوب نہ کریں۔ اگر حالت وقف میں اس کے نقطوں کا حذف کرنا جائز ہو اور

اور نقطوں کے حذف ہونے کے بعد اس کی صورت (ہے) سے مشابہ ہو جاتی ہو

اور وقف کی وجہ سے قرأت میں اس سے (ہے) ہی کی آواز نکلے تو اس اعتبار

عمل سے اس کی حقیقت زائل نہیں ہوتی۔ اگر نحو میں نے اپنی اصطلاح میں اس کو با

تائید سے موسوم کیا ہو تو اون کا صرف اصطلاحی عمل اس کی حقیقت کو باطل

نہیں کرتا پس اسے مدور کے عدد ہر حالت میں ۴۰۰ محسوب ہونے چاہئیں

نمبر ۲ اس کے خلاف ہیں اون کی رائے میں گول تے بلحاظ صورت

کتابت (ہے) ہے۔ اور بدین وجہ کہ جمل کے قاعدہ عام نے مکتوب کو معتبر مانا

لہذا ان کی رائے میں گول تے کے عدد مثل (ہے) کے پانچ محسوب ہونے چاہئیں

اس لئے کہ کتابت میں اس کی شکل مثل ہے کے ہے اعم ازین کہ وہ حالت وقف

میں ہو یا غیر وقف میں اون کا قول ہے کہ ہر گاہ نحو میں نے گول تے کو با تائید

سے نامزد کیا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہو کہ اس کے عدد ۱۰۰ محسوب کی جائے
 نمبر ۳ کہتے ہیں کہ گول تے غیر حالت وقف میں - بلاشبہ تے ہے
 اس لئے کہ اس کی صورت خاص لفظوں کے ساتھ تے ہی کے نام سے موضوع ہے
 اور قرأت میں اس کی آواز سے بھی تے ہی کا وجود ثابت ہے پس کوئی وجہ نہیں
 ہے کہ اس کے عدد ۱۰۰ محسوب نہ ہوں البتہ حالت وقف میں اس کا عدد پانچ
 محسوب ہونا چاہیئے اس لئے کہ کتابت سے نقطے ہی حذف ہو جاتے ہیں اور قرأت
 میں آواز بھی بدل جاتی ہے اور اس کی شکل اور ہے کی شکل میں کوئی فرق بھی باقی
 نہیں رہتا اور نحو میں نے اس کو ہے ہی سے تعبیر کیا ہے لہذا کوئی وجہ نہیں ہے
 کہ ہم اس کے عدد ۱۰۰ محسوب کریں -

صاحب سچۃ المرجان نے بعض ترجمہ شیخ محمد سندھی - مدنی بحوالہ کتاب عقد

الجواہر للشریف محمد بن ابی بکر الشلی الباعلی فرمایا ہے کہ فاذا اتفق اللفظ والرقم

فذلك واضح وان اختلفا كخزفة و طلحة التلغظ بالتار والرسم بالهـ ارفقيل

المعتبر المرسوم دون الملفوظ وقيل الاعتبار باللفظ لا بالرسم - قال الشریف

عبد اللہ المدبر الیمینی - القول الاول المعمول علیہ والثانی نادر -

یعنی جب تلفظ اور رسم الخط میں اتفاق ہو تو کوئی جھگڑا ہی نہیں ہے لیکن

اگر دونوں میں اختلاف ہو جیسے لفظ (ہمزہ) اور (طلحہ) جس کا تلفظ تے کے ساتھ

ہے اور کتابت ہے کے ساتھ تو اس حالت میں بعض نے کہا ہے کہ کتابت معتبر ہے

بر خلاف قرأت کے اور بعض نے کہا ہے کہ لفظ معتبر ہے نہ رسم الخط - اور شریف

عبد اللہ مدبر الیمینی نے قول اول کو معتبر کہا ہے اور قول دوم کو نادر -

اکثر اہل تحقیق نے ان اقوال کو بیان کرتے ہوئے اپنی رائے سے سکوت اختیار کیا ہے اور بعض انہیں اقوال کو اپنا دستور العمل قرار دیتے ہیں۔

پھر غلام علی آزاد بگرامی جی نے بعض رسائل عبد الجلیل بگرامی سے نقل

کیا ہے کہ تار التانیث التي تكتب على صورة الهاء ياخذون عنها خمسة

لا اربع مائة اعتباراً للصورة الخطية ولا مشاحة في الاصطلاح وللحريري

في المقامات خطبة غير منقوطة وقعت فيها مساورة الاعلال ومصادمة

المال والال فاعتبر التار الفوقانية في القريتين غير منقوطة مع انها ليست

في الحالة الوقفية وتلفظ منقوطة لانها ترسم على صورة الهاء وهي عاطلة

عن النقطة۔ ثم تار التانیث اذا لم تكتب على صورة الهاء تكون على صلبها

ويؤخذ عنها اربع مائة مثلاً اذا احق بالمساورة والمصادمة ضمير ويقال

مساورة ومصادمة (الخ) یعنی وہ تارے تانیث جو (ھے) کی شکل میں لکھی

جاتی ہے اہل جمل اس کے پانچ عدد دیتے ہیں نہ چار سو۔ اور یہ عمل صورت خط

کے اعتبار سے ہے۔ اور نہیں گرفت ہے قرار داد میں

اور مقامات حریری میں ایک خطبہ غیر منقوطة ہے جس میں الفاظ مسأرة

الاعلال ومصادمة المال والال واقع ہوئے ہیں۔ پس ان دونوں الفاظ میں

صاحب حریری نے تارے فوقانیہ کو بدون نقطوں کے استعمال کیا ہے باوجود

اس کے کہ حالت وقف میں نہیں ہے اور باوجود کے کہ نقطوں کے ساتھ پڑھی

جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ (تے) (ھے) کی شکل میں لکھی جاتی ہے

اور (ھے) نقطوں سے خالی ہے۔ پس تار التانیث جب صورت (لا) پر

نہ لکھی جائے تو اپنی اصلیت پر رہے گی اور اس کے عدد چار سو محسوب ہوں گے
مثلاً جب کہ لفظ مساورۃ اور مصادمتہ کے ساتھ ضمیر لاحق ہو اور کہا جائے مساورۃ
ومصادمتہ۔ (الخ)

پہر آوازوں نے صنعت تباہی کے ذیل میں لکھا ہے کہ و تارة التانیث التی علی
صورة الباء وان لم تکن فی الحالة الوقفیة تعد ہا کخمرة وطلحة (انتہی) یعنی تا
تانیث جو کہ (ہے) کی صورت میں لکھی جاتی ہے اگرچہ وہ حالت وقف میں نہ ہو
تاہم (ہے) شمار کی جاوے گی جیسے حمزة وطلحة۔

اس سے ظاہر ہے کہ علامہ بکری می مذہب دوم کے پیرو ہیں۔
صاحب معدن الجواہر نے نصر مورینی مصری کی تالیف مطالع النصیر
حوالہ سے فرمایا ہے کہ اما النقط فارة یجب عنہ خوف البس فی مثل ہا التانیث

نحو ماتہ فانہا اذالم تنقط ہا و ہا رہا البس فی بعض التارکیب لفظہا ہا مضافاً
للتضمیر و تارة یجوز فیہا الامران اذالم یخف للبس۔ و تارة یمنع لفظہا

اذا وقعت فی جمیع اوقافیة علی الباء لکنہ وان کانوا لایعدونہا
روایا کما سبق ذاک مفصلاً فی فصلہا فہی اذن علی ثلاثہ اقسام ومع

کو نہا تنقط وجوباً او جوازاً فقد عد ہا الحری من المہمل فی خطبة المقامة
(۳۸) السمرقندیۃ نظراً لصورۃ الخیطۃ تبعاً للوقف علیہا لما تقدم غیر

مرة ان منی کتابتہ الحرف الاخیر علی تقدیر الوقف حتی انہم حسبوا
فی العد بجمستہ فی ابیات التواریخ المعمولۃ بحرف الجمل وجرئی علی ہذا

استاذنا البکری فی شرحہ للورد السمری حیث قال ان اسمہ تعالیٰ قوی

عدہ (۱۱۶) یوافق عد والقہوۃ وکنہ لک الخیر الرملی کتب فی آخر الفتاوی
 الخیرۃ انہ سئل عن الہاء المذکورۃ ہل تعد فی عمل التایخ المبنی علی الجملی
 بخمسۃ او ثماناً باربع مائۃ فاجاب بمثل ما قلنا واطال القول فیہا بحلب
 النصوص عن الحافظ سیوطی وعن ائمۃ القراءات وغیرہم ثم قال آخر
 ان ہذا بحسب الاصطلاح فلا مانع من العمل بجمل وقال فی النقایۃ الہاء
 تنقط الا عند الماد بار ومنہم الخیری (انہی) یعنی لیکن نقطے پس جب
 ہو جاتا ہے نقطون کا دینا جب کہ التباس کا خوف ہو جیسے لفظ (مائۃ)
 کی ہے تائیت پس اگر اسپر نقطہ نہ دیے جاویں تو وہ مشابہ ہو جائے گی
 لفظ (مار) سے جب کہ لفظ (مار) ضمیر کی طرف مضاف ہو۔ اور کہیں جائز ہوتا
 ہے نقطون کا دینا یا نہ دینا جب کہ التباس کا خوف نہ رہے۔ اور کہیں ممنوع
 ہو جاتا ہے نقطون کا دینا جب کہ واقع ہو (ھے) جمع یا قافیہ (ہے) ساکن
 میں۔ اگرچہ اس کو روے میں شمار نہ کریں۔ جیسا کہ ہم نے اس کا مفصل بیان
 اس کی متعلقہ فصل میں کیا ہے۔ پس اس حالت میں اس کی دو قسمیں ہوں گی۔
 اور باوجود اس کے کہ نقطون کا دینا جائز ہو یا واجب۔ حریری نے اُتیسویں
 مقامہ سمرقند یہ کے خطبہ میں (ھے) کا شمار حروف مبطلہ میں کیا ہے۔ اس نظر
 کہ (ھے) کی کتابی شکل تابع ہے حالت وقف کے۔ جیسا کہ چند بار گزریچکا ہے
 کہ حرف اخیر کی کتابت کا دار و مدار حالت وقف پر ہے۔ تا آن کہ ابن جمل
 نے ابیات تواریخ میں (ھے) کے عدد پانچ لئے ہیں۔ اور میرے استاد (بکری)
 نے اپنی شرح ورد السحری میں بھی ایسا ہی کیا ہے یعنی وہ فرماتے ہیں کہ تحقیق

اسم خداوند کریم (قوی) کے عدد ۱۱۶ مساوی ہیں لفظ (قبوہ) کے عدد کے اور اسطرح خیر الدین رملی نے آخر فتاویٰ خیر یہ میں لکھا ہے کہ اونسے ہر عدد کو کی نسبت پوچھا گیا کہ آیا (ہے) کے عدد پانچ حمل میں پانچ لیے جاتے ہیں یا اس کو (تے) قرار دیکر۔ چار سو محسوب ہوتے ہیں پس انہوں نے ہمارے قول مذکور کے مطابق جواب دیا اور اپنے قول پر تفصیل کے ساتھ حافظ سیوطی اور ائمہ قرائت وغیرہ کے اقوال سند میں پیش کئے۔ اور پھر آخر میں یہ کہا کہ ہمارا یہ قول اصطلاح کے لحاظ سے ہر دور نہ دونوں طور پر عمل ہو سکتا ہے۔ اور کہا مولف نقایہ نے یہ کہ ادیموں کے نزدیک جن میں سے حریری بھی ہے (ہے) پر نقطہ نہ دینے چاہئیں اور اب صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ ہر گاہ زبان عربی میں تے مدور متعل ہو تو اس کی دو شکلیں ہیں۔ اگر ضمائر متصلہ اور علامت ثانیث اس کے ساتھ ملحق ہوں تو اس کے عدد چار سو محسوب ہوں گے جیسے لفظ رحمۃ اور دوک میں۔ اور اگر ضمائر متصلہ اور علامت ثانیث اس کے ساتھ ملحق نہ ہو تو پھر اس کی دو صورتیں ہوں گی۔ ایک یہ کہ وسط ترکیب کلام میں اور فقرہ کے اندر واقع ہو جیسے جنت الفردوس اور رحمۃ اللہ میں تو ایسے تے مدور کے عدد پانچ لئے جاویں گے اور دوسرے یہ کہ آخر کلام میں واقع ہو اور حالت وقف میں رہے جیسے قسیم النار والجنۃ تو ایسے تے مدور کو (ہے) قرار دیکر اس کو عدد پانچ ہی محسوب ہونا ضرور ہے۔ اور اس کے برخلاف عمل ناجائز۔ اور جو لوگ اس آخرا لہ کر (تے) کے عدد چار سو لیتے ہیں ان کا عمل بعید از قیاس و صحت ہے۔ انتہی۔

ہم عرض کرتے ہیں کہ متقدمین کا خیال اس کے متعلق جیسا کچھ رہا ہو اسکی
 صراحت اور پر ہو چکی ہے اور ایک محقق کی شان یہ ہونی چاہیے کہ وہ صرف مرد
 پسندی یا قدیم لکیر کا پابند نہ ہو بلکہ اون تمام وجوہ پر جو اس بحث سے متعلق ہیں
 کافی غور کر کے اپنی رائے کا اظہار کرے۔ ہم اس عرض کی معافی چاہتے ہیں کہ ہم کو
 صرف مذہب دوم سے اتفاق نہیں ہے کہ جس تائے مدور کی آواز دینے کی مو او
 جسیر نقطے ہی موجود ہوں اور اس کے عدد بھی (۵) محسوب ہوں۔ اس میں شک
 نہیں کہ اتفاق سلف اسپر ہے کہ اسکو (۸) سمجھیں اور پانچ عدلیں۔ لیکن ہم متقدم
 ہیں کہ اسکو (۵) سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں ہے جب کہ واضعان رسم الخط نے
 اس کا نام بصورت کتابت مقامات خاص تائے مدور کہا ہے اور اس پر
 نقطے ہی دیئے ہیں اور قرأت میں بھی (تے) ہے۔ شکل (۱) اسے اس کا القبا
 نقطون کے جدا کرنے کے بعد ہوتا ہے۔ نقطون کے وجود میں اس کو (۷) کہنا
 ایسا ہے جیسا کہ نقطون کے وجود میں ہم ت کو ب یا ث اس بنیاد پر کہہ دیں کہ
 دونوں کی شکل ایک ہے۔ ہمنے اسپر ہی غور کر لیا ہے کہ رسم الخط میں (۷) کے
 اشکال دو ہیں (۱) یک چشمی (۷) جیسے (۵) اور دوسری دو چشمی (۷) جسیر
 (۷) اور الفاظ مرکبہ میں رسم الخط نے ہائے دو چشمی کی شکل میں ایک اور تغیر ہی
 کیا ہے جیسے لفظ (فلہذا) (فلہذا) ان دونوں میں دو چشمی (۷) ہی ہے
 لیکن رسم الخط میں خفیف سا فرق ہے۔ اور ایسا ہی خفیف فرق اکثر حروف کی کتابت
 مفردہ و مرکبہ میں ضرور واقع ہوتا ہے۔ پس تائے مدور کی نسبت جس کی وضع
 واضع رسم الخط نے ضرورت کتابت مقامات خاص عربی کے لئے کی ہے اور اس کے

نقطوں سے قطع نظر کر کے یہ کہہ دینا کہ (ہے) کی ایک قسم کے ساتھ مشابہ ہونی کی وجہ
ہم اس کو حقیقت (ہے) قرار دین ایسی بات ہوگی جیسے کوئی کہے کہ زید کے
چہرہ سے ناک نکال دینے سے اس کا حلیہ بعینہ بکر کا سا ہو جاتا ہے لہذا اسکو بکری
سمجھو۔ ہم اصطلاحی طور پر الف کو بے قرار دے سکتے ہیں لیکن جب اصطلاحی
ضرورت باقی نہ رہے تو ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔ مانا کہ جمل کے قاعدہ عام نے
اعداد کے باب میں مکتوب کو معتبر قرار دیا ہے اور ملفوظ سے کچھ سروکار نہیں کہا
ہے۔ لیکن اس کلمہ کا ہرگز یہ مقصد نہیں ہے کہ ت کے ایک نقطہ کو حکماً مٹا کر اس کو
ت سمجھیں۔ اگر نقطہ کی علامت خاص سے ہم قطع نظر کریں گے تو ت کو ب یا ث
سمجھ لینا کچھ مشکل نہ ہوگا۔ اور طوفان بے تمیزی پھیل جاوے گا۔

سب سے بڑی بات غور اور فیصلہ کے قابل یہ ہے کہ قاعدہ رسم الخط عبری
نامے تائید کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کو (ہے) سے بدل دو یا اس کو
(ہے) ہی سمجھو بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ اس (تے) کو مدور شکل میں لکھ کر اسپر دو نقطہ
رکھو جس کا نام اہل فن نے تے مدور یا تے مبروط رکھا ہے نہ ہا۔ اور اسی
وجہ خاص سے بڑی تے کو تے مسوط سے موسوم کیا۔ پس جب کہ ہم اسکو فی الحقیقت
(تے) مانتے ہیں اور (تے) پڑھتے ہیں تو نقطوں سے قطع نظر کر کے (ہے) سے
تعبیر کرنا صریح غلطی ہے۔ محققین سلف نے جہاں اپنی رائے اور اپنا مذہب بیان
کیا ہے وہاں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ ہمارا خیال صرف اصطلاحی ہے اور دوسری
شکل پر بھی عمل ہو سکتا ہے۔ پس تاخرین تحقیق پسند کو صرف ان کے اصطلاحی
عمل کا مرید ہو جانا اور نفس حقیقت کی دریافت اور غور سے کام نہ لینا فن جمل پر ختم ہوگا

اور اس کا دائرہ محدود رہ جاویگا۔ اگر آزاد بگرا می نے اپنی رائے کو سلف کی مشور
اول کے تابع رکھا تو اچھا کیا لیکن خزانہ عامرہ میں بعضین ترجمہ ناصر علی سرہندی
جعل حبیبہ ستواہ کے مادہ پر جو اعتراض فرمایا ہے ہم اس سے متفق نہیں ہیں
یہ مادہ محمد عاکف کا طبع غرا د ہے جس کو سرخوش نے کلمات الشعرا میں بدیل ترجمہ
میزرا قطب الدین مائل پسند کیا ہے۔ میرزاے موصوف کی رحلت کا سال ۱۱۰۱ھ
اس مادہ سے حاصل ہوتا ہے صنف نے تائے جنت کے ۴۰۰ عدد لئے ہیں۔
اور بقول آزاد یہ غلط ہے اس لئے کہ تائے جنت کے عدد آپ کے مذہب میں پانچ
ہیں ہم نہ صرف اس مادہ کو صحیح خیال کرتے ہیں بلکہ متقدمین کی رائے کو لحاظ
بھی کہ ان ہذا بحسب الاصطلاح فلا مانع من العمل بکلت جس کی تفصیل عبارت
اوپر نقل ہوئی ہے اس مادہ تائید کو صحیح مانتے ہیں۔

حیدر آباد میں بزمانہ وزارت اعظم سر سالار جنگ مختار الملک مغفور اس کا
محاکمہ ہوا تھا۔ ذکی مرحوم لکھنوی اور معنی مغفور دکنی میں تائے لفظ صلوة کے اعداد
جمل کی بحث تھی ذکی مرحوم کو تائے مدورہ کے اعداد پانچ لینے پر اصرار اور معنی
مغفور کو اس سے انکار تھا۔ استادان جبل سے استصواب ہوا۔

ہم نے اس فیصلہ کو پڑھا ہے جس کا لب باب استاد می مولوی حبیب ذکا
تخلص کے اس قطعہ میں موجود ہے۔

من برینم من برینم من برین	خان معنی انجی می گوید بجاست
در حضور حق توان گفتن دگھا	آخر لفظ صلوة البسۃ تاست
اب ہم اس فیصلہ سے صرف ان اقوال کا ذکر اس مقام پر کرتے ہیں	

جو موتیوں میں تو لٹنے کے قابل ہیں۔ الفصل علی مولوی سید شاہ محمد بطور حکم
 دہاتے ہیں کہ از قبیح کتب نحو واضح می شود کہ تائیت بر دو قسم است۔
 (۱) حقیقی ۲۱ لفظی۔ حقیقی آن کہ مقابل آن مذکر باشد از جنس حیوان
 مثلاً امرأة و ناقه و تائیت لفظی بجملاآت آن باشد کہ مقابل آن چنان نبود بلکه
 تائیت آن منسوب بلفظ بود بسبب وجود علامت تائیت در لفظ حقیقی
 مثل ظلمة و تقدیرا مثل عین چه تائے تائیت در آن مقدم است بر سبیل
 تصغیر و آن عینیت باشد و لفظ نفس نیز منظر مشترک آن و حقیقی ازین
 قبیل است و در حاشیہ عبد الرحمن در تحت قول التائیت فیہ اظہر
 مرقوم است کہ الحاصل آن التائیت فی الشمس لفظی حکما حیث اظہر التائیت
 فی بعض الافراد امی بعض افراد الطایر العیر بحقیقی حالتہ التصغیر کعبین و حکما
 مثل مضرب۔ چه حرف رات در حکم تائے تائیت است۔ مولانا جانی علیہ الرحمہ
 در فوائد ضمیمہ بہ تعلیل این معنی فرموده و لهذا لا اظہر التائیت فی التصغیر
 من المونث السامعۃ چون این مقدمہ نموده شد مایه دانست کہ لفظ صلوة
 داخل قسم اول است از اقسام ثلثہ تائیت لفظی کہ آزاد ران سجادہ تائیت
 بالذکر نیز گویند و وجود تائید در آن حقیقتاً تائیت است و ازین تعیر اشتباه
 بودن با و آخر لفظ صلوة وجبہ و غیرہ رفع شد درین صورت در حساب جمل
 از آخر حرف تائیت لفظی بعضی عدد و چهار صد شمار آید نہ بر عکس اگر
 گویند کہ در حالت وقف (تا) بہ (لا) تبدیل می شود گوئیم کہ وقف قطع نطق
 را گویند و آن بر تا و با بر دو درست باشد نہایت آن کہ در بعض مقام قطع نطق

برافضع باشد و در بعضی برافضع تحقیق این معنی از کتب نحو بایه جست چنانکه
 در متمم اجرومیه می نگارد اذ وقف علی ما فیہ تاء التانیث فان کانت ساکنه
 لم یغیر نحو قامت وان کانت متحرکه فان کانت فی جمع نحو المسلما قالافضع
 الوقف بالتاء و بعضهم بالباء وان کانت فی مفرد قالافضع بالباء نحو حرمه
 و سجرة و بعضهم یقف بالتاء (انتهی) و ازین عبارات صاف ظاهر میشود
 که حالت وقف را بجز تلفظ و کتابت اعتبار نیست - علاوه بر آن
 در قرآن مجید جل شانہ می فرماید که یا آدم اسکن انت و زوجک الجنة
 و کلامنا نهار غد ایت شش و جاه دیگر می فرماید و استعینوا بالصبر
 و الصلوة و انما نکسیرة الا علی الخاشعین (الخ) ضمیر با ملامت نیست
 که در آیت اول بطرف جنت و در آیت ثانی بطرف صلوة راجع گشته
 رفع او بام فاسده وجود را در آخر لفظ صلوة بوجه احسن می کند درینجا
 نکته ایست باریک که بر اهل بصیرت پوشیده است و آن اینکه در آیت
 اول بر افعه جنته وقف نیست در آیت ثانی بر لفظ صلوة وقف است
 با وجود آن علمای رسم الخط قرآنی در آخر هر دو نامه با لفظ نوشته اند
 می بایست که در اول نامه دراز و در ثانی نامه مدویره مل می نوشتند
 هر گاه صورت هر دو نامه مدویره مشترک است و اعتبار اصل راست و در
 اصل وجود تاء تانیث است و وقف امر اعتباری است ایند بر صورت
 مصرحه بالا اکتفا کرده اند و ارجاع ضمیر تانیث بطرف کلمه که آخرش
 با باشد از عرب مسموع نه شده و در کتب نجوم هم مندرج نه گشته -

عقبنی و استادى وجه الدین معنی می فرماید که قاعده ایجه برائے علم تکسیرست
و انقرراعدا حروف و تکسیر اصل باشد - اصحاب تکسیر کلمه اجمعون عدد
نامے دراز و مدثر را چار صد گیرند چنانکه از تصنیفات حضرت شاه محمد
عوث گویاری - صاحب جواب بر خمره - و حضرت شیخ ابو العباس مونی
رحمۃ اللہ علیہ با نظری برست - و حضرت سید علی محمد بن القادری رحمۃ
الہو بر عدد نامے الفاظ الہی و دیومیت و راقی و رحمتہ کہ در اسم دوم
یہ پنج و سہ رقم و شانزدہم از جمل و یک اتم باری لغای واقع است
چهار صد گرفته ثلثانی در باقی آن حساب پر کرده اند و حضرت
محمد بن علی ابن محمد ثانی شاه مہمندى در کتاب مصالح الہیات عدد یک
نقطہ نمائی کہ در صورت ثبوت اوضاع است چهار صد گرفته اند و پیوستہ
بہ اور بر آوردہ اند پس درین پنج کہ منبع دست چهار صد گرفتن چرا لازم نباشد
از گویند کہ در تکسیر مخفیان است و در تاریخ خلاف آن این سخن از درج
اعتبار است نقطہ -

آزاد بگایمی عدد نامے مدثر - پنج گرفت و پنج یک بایع از عدد
تخم در سند دعوت خود پیش نه کرد و چیز کہ از فواعد عرب پیش است
اجازت ہر دوے و ہر صورت ہا را محمول بر اصطلاح نحو بین می
گردانہ پس فراردا و اصطلاحی نفون بر اصلیت نہ پذیرد -

عمت خان عالی ہم پیردی ہمین مذہب کرد کہ تاریخ تولد فرزند پیر
حسن ابن میر علی شہیدی از (ع) قرۃ عین حسین ابن علی حاصل کرد

و در شمار اعداد این مصرع عدد تاسے مدوّر چار صد گرفته است -

آزاد بگرامی و در خزانہ عامرہ نے لکھا کہ شل در عقد الجواہر گوید کہ وقتے کہ رسم الخط و لفظ مختلف واقع شود مثل حصی و بجئی کہ و بطبق الف ست و در رسم یا - و مثل حمزہ و طلحہ کہ و بطبق تاسٹ و در رسم الخط - بعضی گویند معتبر مکتوب نہ مفقود و بعضی گویند معتبر لفظ است نہ اسم - قول اول معتبر عالیہ است و قول ثانی نادر -

آزاد بگرامی راست می گوید کہ مکتوب معتبر است نہ مفقود مثال حمزہ و طلحہ و قول شکی داخل کردہ است کہ ہمارا در رسم الخا حمزہ و طلحہ داخل کردہ - فی الحقیقت آن تاسے مدوّر ست نہ -

الحاصل ہماری ذاتی راہ اور ہمارا مدبب یہ ہے کہ تاسے مدوّر یا مدوّر کے عدد چار سو لئے جاوین خواہ وہ حالت وقف میں ہو یا نہ ہو - جو لوگ حالت وقف میں تاسے مدوّرہ کے عدد صرف پانچ لیتے ہیں ہم اوپر حرف ہین رکھتے - اور جس کا مدبب یہ ہے کہ حالت غیر وقف میں بھی اس کے عدد پانچ محسوب کرتے ہیں - ہم او ان سے اتفاق نہیں کرتے -

بعض متقدمین فن جمل نے اس کو اپنی معتبر کیا ہون میں ہاسے تائید سے موسوم کر کے اس کے پانچ عدد لئے ہیں ہم او ان کے اس عمل کو اصطلاحی عمل خیال کرتے ہیں اور وہ خود اس کے قائل ہیں اور خود او نہواں نے یہ فرمایا ہے کہ ہمارا عمل صرف اصطلاحی ہے اس کے خلاف دوسری

شکل پر ہی عمل ہو سکتا ہے ہم اون کی اس بے نفسی اور راستی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ صاحب افادہ نابھکی مذہب نمبر ۲ کے پیروہین۔ اور صاحب منہض تسلیم نے مذہب نمبر ۱ کو اختیار کیا ہے۔

اب ہم ذیل میں اون استادوں کو کلام سواستاد کرتے ہیں جو ہمارے ہم خیال ہیں محمد عاکف نامی ایک استاد فن جمل گزرے ہیں جنہوں نے تاریخ وفتا من القلوب الدین مائل کو جعل الجنتہ شواہ سے پیدا کیا ہے اور تاسے مدورہ کے ۳۰۰ عدد محسوب فرماتے ہیں۔ جس کا ذکر سرخوش نے اپنے تذکرہ میں کیا ہے افسوس ہے کہ غلام علی آزاد بلگرامی نے خزانہ عامہ میں اس پر اعتراض پہلو اختیار کیا۔ اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ معاملہ مذہب میں بے نصب نہ ہے۔ شیرخان مصنف مرآۃ النجیال نے اپنی کتاب کی تاریخ حسب ذیل لکھی ہے جس میں تاسے مدورہ کے ۳۰۰ عدد ہیں۔

داردار حسن معانی یک جہان حسن کمال

مگر تامل پردہ بردار در مرآۃ النجیال

بین بین را مکرر مرآۃ النجیال خواندہ ام

صورت تاریخ النجیال توں پورہ ذوق

مرآۃ النجیال کے عدد ۱۳۱۳ میں سے پردہ کے اعداد ۱۱۱ منہاجون کو مشہد مطلوب ۱۱۰۲ حاصل ہوا ہے۔

جناب مولوی فائق صاحب الشائے فائق ایک استاد فن جمل گزرے ہیں جنہوں نے کتاب خزینۃ الاصول کی تاریخ لکھی ہے جس میں تاسے مدورہ کے چار سو عدد شمار کئے ہیں۔

این نسخہ کہ گوہر قبول ست	تایخ خزینۃ الاصول ست ۲۵ ۱۲
ابنیں بزرگ نے مسجد نواب آصف الدولہ کی ایک تایخ لکھی ہے جس میں نامے مدور کے عدد ۴۰۰ لے ہیں۔	
فائق دوکانہ کرد بجراب اوادا	تایخ گفت خضر کہ قد قامت الصلوۃ
ناظم تبریزی نے حضرت معین الدین چشتی نورالدین قادری کی وفات کی تایخ حسب ذیل لکھی ہے جس میں نامے مدور کے عدد ۴۰۰ محسوب ہوئے ہیں۔	
سال نقل معین دین زنگبار	زبدۃ الصالحین گفت ملک
مولانا عبد الباسط امیٹھوی ایک فاضل اجل گزرے ہیں جو فن جبل میں اکمل تھے صاحب شخص تسلیم نے ان کے پایہ فن جبل کا ذکر فرمایا ہے اپنے اپنے جد و جدہ کی وفات کی تایخ حسب ذیل لکھی ہے جس میں نامے مدور کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہیں۔	
گفت امر خدا شر با احباب	اسکن انت وزوجک الحکمت
مولوی احمد حسین مراد آبادی نے جن کے پایہ علم اور معلومات جبل کی تعریف صاحب شخص تسلیم نے کی ہے جناب مظہر علی شاہ مغفرت پناہ کی وفات کی تایخ العاقبة للمتقين سے نکالی ہے اور نامے مدور کے ۴۰۰ عدد لے ہیں۔	
جناب مولانا شاہ عبدالغیر مغفور دہلوی نے بحق ملکۃ المقربین و عباد الصالحین برحمتک یا رحم الرحمن سے بشمار اعداد منقوطہ ۱۲۶۴ ہجری حاصل فرمایا ہے اور ملکۃ کی تے کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہیں۔	

سیر مہدی علی ذکی تخلص مراد آبادی نے جن کو اہل ہند نے امام الجمل کہا ہے ایک مسجد کی تاریخ میں تاسے مدور کے چار سو عدد محسوب کئے ہیں۔

شد جو آغاز طرح این مسجد	صورت کعبہ شد بدل منقوش
سال تاریخ ابتدا بنا	۴۴۴ قمریہ گفت سرش

صاحب لمخص تسلیم فرماتے ہیں کہ یہ تاریخ ذکی مرحوم کے دیوان میں طبع ہوئی ہے۔

بافرگیلانی متاخرین میں فن جمل کے امام مانے گئے ہیں آپ نے جلوس عالم گیر کے بیان میں مندرجہ ذیل تاریخی عبارت لکھی ہے جس میں تاسے مدور کے عدد چار سو محسوب فرمائے ہیں۔ الحمد للہ الرحمن البہیم الباقی المقصود ۱۰۹۸

والصلوة علی النبی اکمل الہادی المحمّد ۱۰۹۸۔

منتخب التواریخ مصنفہ مولانا عبد القادر بایونی اکبر شاہی میں امر اکبری سے ایک امیر ذی شان کی تجدید ایمان کی تاریخ لکھی ہے جس میں تاسے مدور کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہیں۔

لقد تاب شیخ عن المحو بہ	فتاریخہ صلیہ فی القویۃ
-------------------------	------------------------

محمد افضل سرخوش نے اپنے تذکرہ کلمات الشعراء میں اپنی والدہ کی طیت کا تاریخی مادہ فی حبستہ عالیہ سے (۱۰۵۴) حاصل فرمایا ہر اسمین بھی تاسے مدورہ کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہیں۔

اور اسی تذکرہ میں ایک اور اپنے عزیز کی رحلت کی تاریخ تخریج کے ساتھ وذل الجنۃ بلا حساب لکھی ہے یعنی وذل الجنۃ کے اعداد مجموعی (۱۱۱۸) سے

حساب کے (۱۷) عدد خارج کئے گئے ہیں جس سے سنہ مطلوب (۱۰۴۷) سال
ہوا ہے۔ اس تاریخ میں بھی تارے مدور کے عدد ۴۰۰ محسوب ہوئے ہیں۔
افضل العلماء قاضی ارتضا علی خان سرخوش مغفور گویا مونس ابوطیب
خان والاکا رحلت کی تاریخ العاقبة للمتقين سے حاصل کی ہے
اس میں بھی تارے مدور کے ۴۰۰ عدد شمار ہوئے ہیں۔

صاحب مفتاح التواریخ نے ایک مسجد واقع قصبہ سیلون کی تاریخ
لأن الصلوة معراج المؤمنين لکھی ہے جس سے اعداد ۱۱۷۹ ہجری حاصل
ہوتے ہیں اس میں تارے مدورہ کے عدد ۴۰۰ لئے گئے ہیں۔

دکنی میں قدم گاہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جو تاریخ کسی استاد
کی کندہ ہے اُس کا مادہ تاریخ یہ ہے قال محمد حبیب اللہ انما مدینة العلم
وعلق بابہا اس سے ۶۷۰ حاصل ہوتا ہے اور تارے مدورہ کے عدد ۴۰۰
محسوب ہیں۔

مولانا حسن نے تاریخ وصال شیخ علی احمد قدس سرہ العزیز میں مات
ووفی الحیلة سے ۷۷۰ حاصل فرمایا ہے جس میں تارے مدورہ کے ۴۰۰ عدد
شریک ہیں۔

شیخ امین بن حسن الحکولانی المدنی نے بھی ایک تاریخی قطعہ میں تارے مدورہ
کے چار سو عدد محسوب فرمائے ہیں۔

الہ اکبر کہذا تاریخ	نہل الحمی نشوة السکران ۱۲۹۳
---------------------	--------------------------------

شیخ کمال جندی کی وفات کی تاریخ سید کمال افندی نے لکھی ہے

جو ایہ جمل سے گزرے ہیں جس میں تائے مدوہ کے عدد ہم محسوب ہوئے ہیں

تاریخ و فاست شیخ کامل	پیدا است ز رحمۃ میں اللہ
-----------------------	--------------------------

صاحب محض تسلیم فرمائے ہیں کہ ہائے نقطہ دار کو میں نے اپنی تمام علم میں نہ دیکھا ہے اور نہ سنا۔ صنعت الایمال اور صنعت الاعجام سے کام لین تو فرمائیے کہ تائے مدوہ کو جسیہ و نقطے بطور علامت ناموجود ہیں مقطوعہ میں محسوب کرنا چاہیے یا نہ ملے میں۔ اسی سوال کا جواب بحث حقیقت کا قول فیصل ہوگا۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اصل اصطلاح نے تائے مدوہ کے نقطوں کو اڑا کر صنعت الایمال میں اس کو (ہے) مانا ہے جہاں دست تصرف دراز ہے وہاں کوئی بات مشکل ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ تائے مدوہ فارسی رسم الخط میں تائے دراز سے بدل گئے ہیں۔ اس کے عدد جمہور کے پاس بلا اختلاف ۴۰۰ ہیں جیسے حکمت فارسی میں حکمت لکھا جاتا ہے۔ اور دولت فارسی میں دولت۔ اس خاص باب میں مذاہب کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ فارسیوں نے حقہ کو بھی حقہ اور قطعہ کو بھی قطعہ کر لیا ایسی حالت میں فارسی رسم الخط کی رو سے تائے حقہ و قطعہ ہائے ہون ہو گئے ہیں جس کے عدد فارسی میں پانچ محسوب ہون گئے۔

آخر پر ہم کہتے ہیں کہ متقدمین کی رائے توکل مذاہب کے لئے حجت ہو سکتی ہے اس لئے کہ انہوں نے محض بے نفسی کے ساتھ اصل حقیقت کا اظہار کر دیا ہے اور لکھ دیا ہے کہ اسپر عمل کرو یا اسپر دونوں درست ہیں

لیکن آزاد اور پیروان آزاد کو جن کو مذہب روم پر اصرار ہے لازم تھا کہ کم سے کم متقدمین یا متاخرین کی کوئی ایک نظیر استعمال پیش کرتے در مالیکہ استعمالی سند ایک بھی نہیں پیش ہوئی۔ محمد عاکف کی ایک تاریخ پر صرف اعتراض کر دینا تو ان کے لئے کافی نہیں ہے اس لئے کہ وہ علانیہ مذہب اول کا پیرو ہیں۔ اور پیروان مذہب روم کا یہہ اعتراض ان تمام تاریخوں پر ہو سکتا ہے جن کو ہم مذہب اول کی سند میں بدیہ ناظرین کر چکے ہیں جنہیں متقدمین اور متاخرین دونوں کا کلام شریک ہے۔ تھے کے عدو نے گو یا شیعوہ و سنس کا جھگڑا قائم کر دیا ہے۔ صاحب شخص سلیم باوجود ہمیدہ ہونیکے جامہ سے باہر ہیں اور خود مذہب اول کے پیرو ہیں کہ پیروان مذہب روم پر خوب ہی سب و شتم کرتے ہیں ہماری رائے میں یہ طرز خوشنما نہیں ہے معقول جھٹین ہمارے سامنے ہیں بے نقب ابہ جبل کی آراء موجود۔ استعمال متقدمین و متاخرین کی سندیں حاضر۔ اہل بصیرت کو اختیار ہے کہ ان تمام چیزوں کے ملاحظہ کے بعد جس مذہب کو وہ چاہیں اختیار کریں آزاد بلگرامی کے مذہب اصرار اور تسلیم سہسوانی کی بہرہ و دونوں پر ہمارا اعتراض ہے۔

آغا سید علی شوستری نے لطیفہ کیا۔ فرمانے لگے کہ تھے مدور فسادے برپا کردہ است چار یاریان برعد و چار صد اصرار کنند آزاد بلگرامی نظر بر پنجتن دار کہ عددش را پنج مے شمار داما انصاف بالائے طاعت ست آتش رنج یا ہفت ہشت کا زبا یہ گرفت چون با معان نظر دلائل فریقین را می سنجم چار ناچار بر نیم کہ مذہب سوم خیر الامو اسطہاست۔ کہ از استادان فن با فرگیلائی ہم پیرو

آن ست وحق بجانب اوست۔ و اگر از سوم قطع نظر کرده در میان اول و دوم ترجیح جویم گوئیم کہ مرتبہ اول بر دوم فائق ست کہ مدور مافی البحث تا محرم لوط و منقوط ست نہ با من اسد التوفیق و بیدہ ازتہ التحقیق۔

آپ ہی نے سلسلہ ہجری میں مناظرہ معنی و ترکی پر حسب ذیل راے لکھی تھی۔ اطباق العلماء کافۃ علی اس التاء علامۃ التانیث لا الہا کا بن ہشام و ابن الحاجب و ابن مالک و ابن المناظم و ابن الانباری و ابن الجحیم و ابوبہالی ثم ان الاربع مائۃ ان ہی ہی۔ و خمسۃ ان ہی الہاء و ماثر ح المعنی الاثبات ذلک معنی ثابت و یثبت اسد الذین آمنوا بالقول الثابت یعنی اتفاق کیا تمام علما نے اس پر کہ تے علامت تانیث ہے نہ طے بیسے ابن ہشام اور ابن حاجب اور ابن مالک اور ابن مناظم اور ابن الانباری اور ابن جماعہ اور بہائی۔ پس تے کے عدد چار سو ہیں اگر وہ تے ہے۔ اور پانچ ہیں اگر وہ طے ہے۔ اور وہ جو شرح کی اسکی معنی نے اس امر کے اثبات کے واسطے و داسر واقعہ ہے اور ثابت رکھنا جو اسد تعالیٰ مومنین کو سچے قول پر۔

ا ز ث ت م ا ق

ان حروف کے اعداد و حمل میں کوئی بحث یا ایسا اختلاف نہیں ہے جس کو قواعد کے ذیل میں بیان کرنے کی ضرورت ہو۔ اور نہ رسم الخط کے متعلق کوئی خاص بات لائق بیان ہے۔

عربی۔ فارسی۔ اور اردو زبان میں حرف کاف جب ابتدا یا وسط یا آخر کلمہ میں واقع ہوتا ہے اور اپنے متصلہ دوسرے حرف ماقبل یا مابعد سے ملا ہوتا ہے تو اس کے اعداد میں کوئی بحث نہیں ہوتی جیسے۔

(عربی میں)	کلاب	کرم	علیک
(فارسی میں)	کوفتہ	چکش	سکاف
(اردو میں)	کترنا	رکابی	جھلک

لیکن فارسی میں جب کاف الفاء ماقبل و مابعد سے جدا گانہ لکھا جاتا ہے تو اظہار حرکت کے لئے اس کے ساتھ ہائے مخفی لکھتے ہیں جیسے (کہ گفت) اور بعض وقت آخر کلمہ میں بھی اس کے ساتھ ہائے مخفی لکھی جاتی ہے جیسے (چنانکہ) اور اردو میں بھی یہی عمل ہے جیسے (اس سے کہو کہ ٹہر جاے) یا (جبکہ) اہل حل نے لفظ کتابت ایسے کاف کے ساتھ (ھے) کے پانچ عدد محسوب کئے ہیں۔ صاحب مختصر سلیم کا بھی یہی مذہب ہے خواجہ حسین ہریر کے ایک قصیدہ تاریخی سے اس کے استعمال کی سند ملتی ہے جو مضمون جلوس اکبر شاہی ہے جو ۹۶۲ھ میں واقع ہوا۔ لاکھ شاعر نے اس کا التزام کیا ہے کہ پہلے مصرع سے پانچ جلوس نکلے اور دوسرے مصرع سے شہزادہ سلیم کا سنہ ولادت (۹۶۶)

شاد شد دلباکہ باز آسمان عدل داد	باز دنیا زندہ شد کرم مرایم بہار
۹۶۳	۹۶۶
تہ اکھد اپنے جاہ و جلال شہریار	گوہر محمد از محیط عدل آمد درگنار
۹۶۳	۹۶۶

مہنگوید کہ میرید کہ آن مہ پارہ را	کرنے زیب و جمال دہر سازم آشکارا
۹۶۳	۹۷۷
<p>(افادہ) لفظ پے کے مدد حالت اضافت میں ہی ۲۲ محسوب ہوتے ہیں بعض لوگ غلطی سے ۲۲ شمار کرتے ہیں اور یا پر حمزہ لکھ کر بشکل (پے) لکھتے ہیں از روے رسم الخط پے میں صرف ایک با ہے اور حالت اضافت میں یا پر صرف کسرہ زیادہ ہوتا ہے۔</p> <p>حضرت معنی کو ایسے کاف کے ۲۵ عدد میں اختلاف ہے۔ آپ نے مناظرہ معنی میں لکھا ہے کہ مرزا طہماسب قلی ترکی تخلص در سنہ ہجری قصیدہ یاری نوشتہ و در صد آن از عطیات شاہ جہان خلعت خاص جواہر با اسب و فیصلہ لک روپیہ نقد سر فرازی یافت و بمہ شعر بر بندرت و قدرت استادش معترف و از تتبع آن عاجز آمدند۔ عدد کاف را در مطلع و شعر ہفتم و پانزہم بست و سچ گرفت۔ و در شعر سوم و چہم و ہفتم بست بشمار آوردہ و موند۔</p>	
دین و لت کہ یارب جاودان باز وجود او	زین شد لم کل کل زلف و اور سبحان
۱۰۴۳ ہجری	۱۰۴۳ ہجری
زہر شاہ کو آئین کہ ماندہ یو قبائلش	بمیں عہد باز و لب وجود را سامان
۱۰۴۳ ہجری	۱۰۴۳ ہجری
نوحیش شہزادہ وصل آمد بجد اللہ	قیرن فر کہ ایزد باد عہد عاجز و ران
۱۰۴۳ ہجری	۱۰۴۳ ہجری
<p>طرفہ عجیب است کہ در یک قصیدہ یک بام و دو مہر اپسند کر دیں سین ہم دو مذہب است۔ فریغہ در کاف مستعلیق عدد با ہرگز نہ سے گیرد با بن دلیل کہ</p>	

اور از حرف مغرورست و مرکب نیست و وال برسمائے خودست و تکلیف است اشکال
 اربعہ مخترعہ خوشنویسان و عددش بست بست پس بست و پنج گرفتن خطا
 چنانکہ مرزا عبدالقادر بیدل و راجات نہ گاہ تہنیت کہ خدا کی عنایت نہ خان
 پسر خور و نواب شکر اللہ خان کہ ہر مصرعش ماوہ تاج ۱۱۰۱ دارد و شعرے کاف را
 بست عدد گرفته و ہو ہذا۔

وقت بست کہ از نوائے دلہا	ساز و دوران رسد ہارشا و
۱۱۰۱ ہجرے	۱۱۰۱ ہجرے

و سرآمد متاخرین یگانہ از من غلام مصطفیٰ سخن و قصیدہ تاریخی جمل
 یک مہی کہ ہر مصرع آن حامل تاج بست و یاروہ شعر کاف رابعہ بست اوڑہ
 (اہل کلام) ہم ہر عرض کرنے ہین کہ کاف کے اعداد میں بے شک دو مذہب میں
 خواجہ حسین بروی کے جس قصیدہ کے میں شعر کی نقل ہم نے کی ہے اسی قصیدہ میں
 خود آپ نے ایک شعر ذیل میں کاف کے عدد ۲۰۰ لئے من۔

کس نیار و ہدیہ زین باگردار کسی	ہر کہ دار و گویا چیز مکہ داری گویا
۹۶۳	۹۷۷

لیکن ہم اس اخلاف کو آئندہ مکے لئے باقی رکھا مناسب نہیں خیال کرتے
 اور آخر پر اس قدر عرض کرنے پر مجبور ہین کہ کاف کے متعلق ہم اپنی واجب
 التعظیم استاد کی رائے کے ساتھ متعلق نہیں ہین اس لئے کہ قانون زبان
 فارسی نے اس کاف کی نسبت جو کسی لفظ کے ساتھ ملا کر نہیں کہا جاتا، بلکہ جدا
 کہا جاتا ہے بوضاحت لکھ دیا ہے کہ اظہار حرکت کے لئے اسے محض اس کے ساتھ

شریک ہے پس اگر ہم چند خطوں کے لئے کاف کے اشکال مختلفہ سے اُس کی اس صورت (کہ) کو اصلی بھی قرار دیں تو اس کو جدا لکھنے کی حالت میں اظہار حرکت صرف اضافت کے ساتھ نہیں کر سکتے اس لئے کہ قواعد فارسی اس کے خلاف ہیں۔ صاحب تحقیق القوائین فرماتے ہیں کہ کاف نامزدی بابے بیان کسرہ بر چہارہ نوع آئندہ (۱) کاف بیان (۲) کاف تعیلیل (۳) کاف تشبیہ (۴) کاف تردید (۵) کاف شرط (۶) کاف عطف (۷) کاف مقولہ۔ (۸) کاف مفاعلات (۹) کاف استفہام (۱۰) کاف نفی (۱۱) کاف معنی کے (۱۲) کاف معنی بکہ (۱۳) کاف معنی ہم (۱۴) کاف معنی از۔ کسی قانون فارسی نے کسی کاف کی نسبت یہ نہیں کہا جو کہ وہ لفظ سوجدا بھی واقع ہوا اور بدون ہائے مخفی لکھا جائے۔ پس ایسی حالت میں ہم کسی ایسے کاف کے اعداد کو جس کو انہیں اقسام مذکورہ میں سے کسی ایک قسم میں شریک ہونے سے گزیر نہیں ہے باوجود وجود ۲۰ نہیں محسوب کر سکتے۔ جن مورخین نے قاعدہ عام کی خلاف ورزی کی ہر اوس کو ہم تسلیم کہیں گے کسی کا تسامح یا غلطی خلاف ورزی کلیتہ عام کے لئے سند نہیں ہو سکتی۔ شاہی انعام صرف مصنف کی محنت کا صلہ ہے ہم اس انعام کو فن جمل کی استاد کی سائٹیفیکٹ نہیں قرار دے سکتے۔ چون طہماسپ علی ترکی راتر کی تمام شدہ نابہ عبدالقادر بیدل جہر سد و کلام غلام مصطفیٰ سخن را کہ می پرسد کلہم مشاودن فی التسامح دنیا کا قاعدہ ہے کہ جب ایک بڑی پاپ کے شخص سے غلطی ہوتی ہے تو اوس کے چہرہ اوس غلطی سے سند لیتے ہیں۔ اور سچ یہ ہے کہ غلطی غلطی ہے وہ کسی اور کے لئے سند کا کام نہیں دے سکتی

ل

لفظ اللہ کے رسم الخط میں ال ل ہ چار حرف ہیں۔ اس کا اصل لفظ۔ الالہ تھا۔ قاعدہ عبری کے لحاظ سے تعیل جاری ہوئی یعنی الف دوم کی حرکت نقل کر کے ما قبل کو دی گئی اور ہمزہ کو گرا دیا اللہ ہوا۔ اب دو لام متحرک جمع ہوئے اول کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کیا اللہ ہوا۔ اس تعیل کے لحاظ سے لفظ اللہ کی کتابت لام مشدّد کے ساتھ مثل اللہ کے ہوئی تھی لیکن رسم الخط فرقانی نے باوجود اس کے دو نون لام کو کتابت میں قائم رکھا بنا علیہ حمل نے بالاتفاق اللہ کا عدد ۶۶ مانا ہے اور اس میں تشدید کے لحاظ سے ایک لام محسوب نہیں ہوا بلکہ کتابت رسم الخط کے لحاظ سے دو لام محسوب ہوئے اور جب لفظ اللہ پر ایک لام اور بڑھایا جائے تو اللہ میں بعض لام زیادہ کے بڑھانے کے لفظ اللہ سے صرف الف کم کر دیا جائے اور یہی رسم خط فرقانی ہے لہذا اہل حمل نے اللہ کے اعداد ۶۵ مانے ہیں۔ قیاس اس کا متفق تھا کہ جب اللہ کا عدد ۶۶ مانے گئے تھے تو اللہ کے اعداد ۹۵ ہون لیکن یہ قیاس اُس وقت درست ہوتا جب کہ رسم الخط قرآنی میں اللہ کی کتابت ۳ لام کے ساتھ للہ ہوئی۔ حساب حمل تابع رسم الخط ہے اور بس۔

اردو رسم الخط میں اللہ کا رسم الخط عبری کے خلاف ہے یعنی ۳ لام کے ساتھ للہ لکھا جاتا ہے لیکن اعداد میں وہی ۹۵ محسوب ہوتے ہیں چنانچہ قدر بلگرامی کی ایک تاریخ میں ایسا ہی عمل ہوا ہے۔

تاریخ کہ خدائی مرزا ساجد بیگ دہلوی طبعرا داسا دی قدر بلگرامی نور اللہ مرقدہ

جاکے رتق میں جو تم واہ میان ساجدنگ	بیاد لائے ہو وہاں گہر کی موٹی آبادی
اوسنو قدر سے یوں مصرع تاریخ نکاح	لکھنا محرمات کہ نہیں ساجد شامی
	۱۲۹۹ھ

ہمارا یہ خیال ہے کہ کم سوا و خطا ہوں نے جہاں یہ کی کنا ہوں میں اس کے مخط کو بگاڑا ہے اور ان کا دست نصف اس قدر واز ہے کہ فرنگ آصفیہ میں لفظ لہ کو تو جمل لکھ سے مطابق رسم الخط فرقائی لکھا ہے اور اس کے بیان ذیلی میں ایک جگہ پر خوشنویس نے اپنا کام بھی پورا کیا ہے۔

بعض اہل ہند کا یہ خیال ہے کہ لکھ کا رسم الخط اردو میں ۳ لام کے ساتھ ہے یعنی گواہ وہ ان خطاطوں کے طرف دار ہیں جنہوں نے ہر طرف اپنا دامن پھیلا رکھا ہے ہم جب رسم الخط فرقائی سے مقابلہ کر کے دیکھ لائے ہیں اور فرنگ آصفیہ کو نہیں کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ دونوں طرح جائز ہے۔ اگر ہم چند لفظ کے لئے اس کو تسلیم ہی کر لیں تو قدر بلکڑی کی تاریخ متذکرہ عنوان سے اس نکتہ کا فیصلہ نوضہ درموت ہے کہ اس بحث کا اثر اعداد پر کچھ نہ پڑنا چاہیے۔ یعنی لکھ عدد ۶۵ محسوب ہوں۔

م و ن

بعض الفاظ کی اٹال میں نون لکھا جاتا ہے اور ہم پڑا جاتا ہے جسے انبہ یا فارسی میں لفظ انبہ جس کو نون کے ساتھ لکھتے ہیں اور اس نون کو ہم مہربین بدین وجہ کہ جمل کا قاعدہ عام کتابت پر مبنی ہے لہذا لفظ کا اعتبار نہیں کیا جاتا اور اس قسم کے الفاظ میں نون ہی کر عدد محسوب ہوتے ہیں۔

نون م شکل پر لکھا جاتا ہے (۱) الف کے ساتھ جیسے نا (۲) ووسا
ہے مخفی کے ساتھ جیسے نہ (۳) قیسرا کے ساتھ جیسے نے ۔

ہم کو آتا اور آتے سے کچھ بحث نہیں ہے اس لئے کہ دونوں کا رسم الخط
معتق ہے اور مجاہد رسم الخط نا کے عدد ۵۵ اور نہ کے عدد ۵۵ اور نے کے عدد
۹۰ محسوب ہوں گے۔ تاہم نون نے کہا ہے کہ نون نفی افعال پر بغیر فصل ہی آتا

اور فصل کے ساتھ ہی ۔ جیسے قول سعدیؒ ہر کہ باہان نشیند نکل نہ بیند
اس مقام پر بیند کے ساتھ نون ملا کر لکھا جائے نہ ہوگا اسی طرح کلام حافظؒ
(س) گشتگو آئین درویشی نمود پاؤں نہ پاؤں ماجرا ہوا شتم پاؤں (نمود) میں

نون کو لفظ ابودا کے ساتھ ملا کر لکھا ہی جائے ہے اور جدا ہی جیسے نہ نو
الغرض افعال میں نو کہیں ایسا رسم الخط ہے اور کہیں ویسا لیکن اس میں
بدون فصل لکھا جائے ہی نہیں ہے بلکہ ہمیشہ فصل کے ساتھ لکھا جاوے گا

جیسے آن ۔ نہ این ۔ نہ برو ۔ نہ برین ۔ نہ ترا ۔ نہ جوان ست و
نہ چہ ۔ نہ تو و نہ من ۔ نہ چندان ۔ پس رسم الخط نے جن مقامات میں
نون نفی کو ہے مخفی کے ساتھ اور فعل واسم سے جدا لکھنے کا حکم دیا ہے

وہاں حرف نون کے ساتھ (ح) کے عدد وہی محسوب ہوں گے ۔ اور افعال میں
جہاں وصل یا فصل جائز ہے وہاں مادہ تاریخ میں فصل سے احتراز اولے
ہے اور وصل ہی سے کام لینا چاہیے ۔ مثلاً گفت اور نہ گفت دونوں

جائز ہیں تو مادہ تاریخ میں گفت لکھا چاہیے اور نہ گفت سے احتراز
کہ اگر مورخ نے بطحا جواز نون کو الگ لکھ کر اس کے ساتھ ہے مخفی کا

عدد با توطر کتابت کی صراحت ماؤہ کے ساتھ لازم ہوگی ورنہ ماؤہ کی صحت نقل نویسون کے قبضہ قدرت میں آجائے گی یہی وجہ ہے کہ محتاط اہل جمل نے حکم فرمایا ہے کہ ایسے نوں کو جس کا وصل و فصل جائز ہے وصل ہی کے ساتھ لکھا کرو اور ماؤہ میں صرف نوں کے پچاس عدد محسوب کرو جیسا کہ (ب) کر بیان ہیں بدایت ہوئی ہے۔

۹

ہم کو واؤ کے متعلق کچھ زیادہ عرض کرنا نہیں ہے۔ طریقہ رسم الخط میں جو واؤ شامل ہے اور پڑھتے ہیں مگر اس کے عدد و قاعدہ عام کے لحاظ سے محسوب ہوں گے مثلاً لفظ (اولئک) اور (اولی الامر) کا واؤ یا لفظ (عمرؤ) کا واؤ اگرچہ پڑھا جائے لیکن حساب جمل میں برابر محسوب ہوگا۔

اسی طرح زبان فارسی میں لفظ خراب و خوش کا واؤ اگرچہ نہیں پڑھا جاتا لیکن حساب جمل میں برابر محسوب ہوتا ہے۔

اسی طرح لفظ (داؤد) میں اگرچہ قرأت میں دو واؤ پڑتے جاتے ہیں لیکن عربوں کے کتابت میں صرف ایک واؤ لکھا جاتا ہے تو صرف اسی کے عدد محسوب ہوں گے۔

۵

صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ زبان فارسی میں دے محقق کا عدد حساب جمل میں برابر محسوب ہوگا جیسے لفظ خامہ و جامہ وک و غیرہ۔

محققین جمل نے اس کی صراحت کی ہے کہ جو عربی الفاظ فارسی میں متعلق ہیں

جنہیں عربی کی تائے مدور فارسی میں (ھے) ہو گئی ہے جیسے عابدۃ سے عابدہ اور دولۃ سے دولہ اور جمیلۃ سے جمیلہ۔ اس کے عد و فارسی میں پانچ ہی محسوب ہوں گے۔

جو اے مخفی کتابت سے ساقط ہو جاتی ہے جیسے جامہ سے جامہ اور خامہ سے خامہ اور نامہ سے نامہ اس کو خلاف قاعدہ رسم الخط خواہ مخواہ جدا لکھ کر اھے (محسوب کرنا جائز نہیں ہے۔ صاحب محض تسلیم نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

ہمزہ

ہر حصہ گزشتہ میں بھی اس کا ذکر کر آئے ہیں کہ ہمزہ نہ داخل حروف ہے اور نہ اس کے عد و محسوب ہوتے ہیں۔ اور جو الف بعون اور فارسیوں کے پاس ہمزہ سے موسوم اور داخل حروف ہے اس کو اہل جمل نے الف ہی کہا ہے جیسے لفظ اسلام کا پہلا حرف الف۔

اب اس خاص بیان میں ہم اس ہمزہ کے قواعد ہی عرض کرتے ہیں جو داخل حروف نہیں سمجھا جاتا اور کتابت میں سرعین کی شکل میں لکھ دیا جاتا ہے صاحب سبواۃ جان فرماتے ہیں کہ الہمزۃ ان کانت علی صورتہ الیفا تعد انفا کسأل وما حسن ما قبل (۵) قلبی علی قدک الممسوق الیفا طیر علی العنسن او مبر علی الالف پو وان کانت علی صورتہ الواو تعد واوا کسؤل او یاء تعد یاء کسئل والہمزۃ التي تجسی بعد الالف لا تعد کصحرا لانہا لیست لہا بعد الالف صورتہ من صور حروف الہجاء وانما تکتب

علامتها علی صورتہ سلیہ (انہی) یعنی اگر ہمزہ آور مجز الف کی شکل میں تواف
 شمار ہوگا جیسا لفظ سأل۔ کیا اچھا کہا گیا ہے (ترجمہ شعرا میرا قلب تیرے در
 قد پر بسبب افسوس و غم کے ایک پڑمہ ہے شاح پر یا ہمزہ الف پر۔
 اور اگر ہمزہ صورت و او میں تو شمار کیا جاوے گا و جیسا سؤل۔
 اور اگر ہمزہ صورت یا میں تو یا شمار کیا جاوے گا جیسے سؤل۔
 اور ہمزہ بعد الف کے آوے وہ کچھ شمار نہ کیا جائیگا جیسے صواء۔ یہ اس لئے
 کہ اس کے لئے الف کے بعد کوئی صورت۔ اشکال حروف بھی سے نہیں ہے
 اور جو این نسبت کر لکھی جاتی ہے اس کی علامت جو مٹی کی شکل پر۔

تفصیل یہ ہے کہ لفظ سأل یا سؤل یا سؤل میں الف اور واو اور یا
 ہمزہ کی شکل صرف اس بات کے الہاء کے لئے بنائی جاتی ہے کہ فارسی میں
 حرف کی حقیقت سے آگاہ رہے اور قرائت میں اس کا الہاء کرے۔
 لفظ جزیک میں چون کہ ہمزہ کو شکل یا لکھا گیا ہے اس لئے اس لفظ
 عد و شمول یا م محسوب ہوں گے یہی عمل اولئک میں ہوگا یعنی لفظ اولئک
 کے عد و ۹ شمار کے جاویں گے۔

فارسی میں لفظ کمالی اور رد وین۔ رانی۔ ہلالی کی نسبت جو حکم ہے یعنی دو یا
 محسوب ہوتے ہیں۔ یہی کیفیت حاکمیدن۔ رائیدن۔ کن ہے۔ فارسی رسم الخط میں
 ایسے ہمزہ کے عوض دونوں کو نقطے دیتے ہیں۔ حسین ہروی نے لفظ اپے کے
 ۱۲ عد و محسوب فرمایا ہے اس لئے کہ اپے میں صرف ایک یا ہے۔

عد الحمار ہے جاہ و جلال شہریار	گو ہر مجد از محیط عدل آمد در کنار
۹۶۳	۹۶۴

آقا طہاسب نے شہزادہ داراشکوہ کی تاریخ کد صدائی میں نقل میں یا محسوب کی ہے	
حسود بگوتے اور انجوسٹ مال طالع	مرید کلک اوباد اسعادت از بن وذل
۱۰۴۳	۱۰۴۳
تاریخ جلوس شاد اسمعیل از ملاحتشم کاشی حسین لفظ تمیز میں دو یا محسوب ہیں	
می کرد و چو سکہ حق صاحب تیرل	لفظے کہ عیار بودش از اصل خلیل
۹۸۳ھ	۹۸۳ھ
سکہ چور سانہ بمیز ملوک	فرق کہ وہ دادہ بشاہ اسمعیل
۹۸۳ھ	۹۸۳ھ

(نوٹ) رباعی بالا کے پہلے شعر کے دوسرے مصرعہ میں کان کر ۲۵ عدد محسوب ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی بحث ماضیہ کی سند ہے۔

لفظ ہوئی اور ہوئے کے اعدا میں مورخین ہند نے دو طرح پر عمل کیا بعض تو اس کے رسم الخط میں دو یا کو تسلیم کر کے ۳۱ عدد محسوب فرمائے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ صرف ۳۱ عدد محسوب ہونے چاہئیں اس لئے کہ اس کا مصدر (ہونا) ہے اور (ہونا کا ماضی مطلق) ہوا اور اسی کا مؤنث (ہوی) اور جمع مذکر (ہوے)۔ پس نہ دو یا کہنے کی ضرورت ہے اور نہ ۳۱ عدد شمار کرنے کی حاجت۔

ایک قیصر اگر وہ لفظ (ہوئی) میں مذہب اول کو پسند کرتا ہے اور لفظ (ہوے) میں مذہب دوم کا پیرو ہے۔

اور یہ سارا جگہ اس لئے قائم ہوا ہے کہ رسم الخط کے کسی رسالہ نے ان دونوں

الفاظ کے طالب کا تصفیہ نہیں کیا۔

اہل زبان سے موجود وہ الفاظ کی زبان تو مذہب دوم کی تائید کرتی ہے اور
اون کا فہم مذہب اول کا یہ ہے کہ یہی سطوحہ رسائل میں ان الفاظ کی کتابت
وید کے ساتھ پائی جاتی ہے اور جب کہیں اون سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہوتا ہے
تو وہ بصرہ احت فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ - ہ - و - ی - سے مرکب ہیں۔

- اختلاف صرف اہوائی (ہوئے) ہی میں نہیں ہے بلکہ اس کے
ماہل الفاظ (ہوائی) (ہوئے) اور (ہوئے) (ہوئے) وغیرہ میں ہیں۔

مولانا مولوی سید احمد، مولوی سلف فرنگ آصفیہ نے لفظ
اہوائی کا طالب وید کے ساتھ کتابت اور لفظ (ہوائی) میں یا بے بھول لکھ کر کہہ
اجداد دیاتے۔ اور (ہوائی) (ہوائی) اور (ہوائی) ان کتابت میں ہی دو باتیں
کہاں ہیں۔ یہ آپ نے لفظ (ہوائی) کتابت کہ یہ مرے کامرات ہے اور
ہوائی (ہوائی) کے آخر میں الف مد و د ہے تو یہ فرمایا ہے کہ یہ (ہوائی) کا ماضی
مطلق ہے۔ پس معلوم ہوا کہ (ہوائی) تو مصدر ہے اور (ہوائی) جو عرف عام میں
(ہوائی) سے مشہور ہے اس کا ماضی مطلق اور (ہوائی) اسی کا ماضی اور (ہوائی)
اسی کا جنم ہے۔

حضرت عیسیٰ جو امیہ میانی مغفور کے شاگرد تھے یہ ہیں فرماتے ہیں کہ
(ہوائی) (ہوائی) کا ماضی جوئے ساہیں نہیں اور نہ (ہوائی) ماضی کے معنوں میں
مستعمل ہے بلکہ (ہوائی) ماضی مطلق ہے (ہوائی) کا۔ اور (ہوائی) سے (ہوائی) (ہوائی)
صرت ایک یا کے ساتھ ہیں۔

ہمارے استادِ حجل جناب مولوی سید علی کامل لکھنوی نے بزمانہ قیامِ حیدرآباد ہم سے فرمایا تھا کہ (ہونا) کے مصدر سے ماضی مطلق (ہوا) بالفت مدودہ ہے جس کو محاورہ عام میں (ہوا) کہتے لگے۔ اسی طرح (چھوٹا) کا ماضی مطلق (چھوٹا) تھا جس کو ہم فی زمانہ (چھوٹا) کہتے ہیں۔ پس (ہوا) اور (چھوٹا) کا کوئی ہوائی اور (چھوٹا) ہے جس کو رسم الخط نے (ہوئی) اور (چھوٹی) کی شکل پر رواج دیا ہے حضرت کامل کے ارشاد کی تصدیق کتابتِ زمانہ حال سے ہوئی ہے جو عموماً رویا کے ساتھ پائی جاتی ہے اور (ہوا) اور (چھوٹا) کی نامید صاحبِ کتاب تصفیہ سے ہوئی ہے کہ آپ نے (ہونا) کے ماضی مطلق کو (ہوا) فرمایا ہے۔ الغرض ہماری تحقیق میں زبان کے مقابلہ میں کتابتِ زبان کا پتہ بہا رہی ہے اور اصولِ حجل کے لحاظ سے کتابتِ معتبر ہے نہ وراثت۔ پس ہم (ہوئی) اور (ہوئے) کی کتابت میں ناگزیر دو دو کو تسلیم کرتے ہیں اور اسی کا نتیجہ لازمی ہے کہ ان دونوں کے اعداد ۳۱ مانتے ہیں۔

استادی داغ مغفور سے ہم کو اس کے متعلق گفتگو کا موقع ملا تھا آپ نے فرمایا کہ دونوں جائز ہیں خواہ ان الفاظ کو ایک بار سے لکھو یا دو بار سے پہر فرمایا کہ ہم نے تو (ہوئی) کا رسم الخط اکثر دو بار سے دیکھا ہے اور (ہوئے) کی کتابت دونوں طرح پر۔ پہر آپ ہی نے فرمایا کہ ہم نے اپنی ایک تاریخ میں لفظ (ہوے) کے اعداد (۲۱) محسوب کئے ہیں لیکن آئندہ تاریخوں میں وہاں کے باب سے رہیں گے۔ وہو ہذا

داغ نے تاریخ اس کی یہ کہی	معتد صاحب ہوئے زیرِ خطاب
---------------------------	--------------------------

ہمارے استاد حمل قد بلگرامی نے ہم سے کہا کہ کیننگ کالج کی تاریخ میں ہم نے شعر اول میں لفظ ہوئے کا استعمال دویا کے ساتھ کیا ہے اور اس لفظ کے اعداد ۳ محسوب کئے ہیں۔

ہوئے میر عمارت یکدل کرمل خوش سمن	وال ذال و ہر صفائی خوب ہر ذوال و ہر ذین
۶۱۸۷۸	۶۱۸۷۸

فرمایا کہ بعض احباب نے ہم پر اعتراض کیا کہ کیا کہ ہوئے کے عدد ۲ محسوب ہوئے جائیں گے ۳ تو ہم نے ان کو یہ کہہ کر ماکت کیا کہ اگر آپ کی ایسی ہی خوشی ہو تو (جو تس) میں ایک یا بڑا دیکھیے چوتھی مولیٰ۔ پھر یہ فرمایا کہ بعض ناچکن ہمارے ایسی ہی ہیں جس میں لفظ (ہوئے) کے اعداد ۲ محسوب ہوئے ہیں جو

لبان آشکارا ندر کلبہ مصراع یا نخی	ہوئے کامل یہ علم اکاہ بارسی جوتہ سن
	۱۲۷۹ھ

مؤلف نے عرض کیا کہ اصول حمل کے لحاظ سے دو عملی ناخوشما ہے کہ سونہ ہونی چاہیے آپ نے فرمایا کہ بے شک۔ لیکن یہ امر تحقیق طلب ہے کہ صحیح رسم الخط ان الفاظ کا کیا ہے جس کے بعد اعداد ۲ مانع رسم الخط ہوں گے۔ پھر یہی فرمایا کہ کاتبین تو عموماً (ہوئی) کو دویا کے ساتھ لکھتے ہیں اور ہمارے قلم سے بھی بے ساختہ ایسی ہی کتابت ہو جاتی ہے۔ افسوس ہے کہ اصلیت حروف اب تک کسی نے روشنی نہیں ڈالی۔ بہر حال ہمارے لئے میں یہی صلاح دونگا کہ رسم الخط کے تابع رہو اور یہی حکم ہے اصول حمل کا۔

اس گفتگو کے بعد ہم ان دونوں الفاظ میں دویا کے پابند رہے اور ۳

محسوب کرنے لگے۔ اور آج تقریباً بیس سال کے بعد بھی ہماری تحقیق میں اب تک اسی کا پلہ بہاری ہے۔ مولانا سید علی کامل کے ارشاد اور صاحب فرنگ آصفیہ کے اسناد سے بھی ہم (ہوئی۔ ہوئی۔ چوئی۔ ہوئے۔ چوئے) میں دو پاک و جو دپاتے ہیں اور ۳۱ عدد محسوب کرنے پر مجبور ہیں۔ یعنی ہم مذہب اول کے پیرو ہیں۔

پیروان مذہب دوم اپنی تحقیق کے آپ۔ دوم وار میں اور اوان کے طرز عمل پر ہم کوئی حرف گیری نہیں کرتے اس لئے کہ انہوں نے ماضی مطلق (ہوا۔ ہوا۔ چھوا۔ پر ہوئی۔ ہوئی۔ چوئی۔ ہوئی۔ چوئی۔ ہوئے۔ چوئے) کی بنیاد قائم کر لی ہے لیکن ہم اس قدر ضرور عرض کریں گے کہ اوان کو اس کا پابند رہنا چاہیئے کہ کتابت بھی ایک ہی پاک کے ساتھ کریں اور یا پر ہمزہ نہ دیں۔

تیسرے گروہ کی نسبت البتہ ہم اس قدر کہنے پر مجبور ہیں کہ انکو کیونٹی اختیار کرنا چاہیئے۔ (ہوئی) میں مذہب اول کی پیروی کرنا اور (ہوئے) میں مذہب دوم کو ماننا۔ یک بام و دو ہوا کا مصداق ہے واقعات متذکرہ بالا کے پڑھنے کے بعد یا تو وہ اصلیت اور حقیقت لفظ کو تسلیم کر کے تابع رسم الخط جاریہ ہیں یا زباناں حال کی زبان کے بہرہ و رسم الخط کی تبدیل مذہب دوم کی پیروی فرمائیں۔

جناب امیر مینائی کی ایک تاریخ ہمکوملی ہے جس میں لفظ ہوئی کا استعمال مادہ تاریخ میں ہوا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مذہب دوم کے پیرو تھے

تاریخ صحت منشی امتیاز علی وزیر ریاست بہوپال

عمر خط نصیب مرے دستیکہ کو
لب پر امیر مصرع تاج آگیا

۳۲

جس آگیا ہر ایک صغیر و کبیر کو
اقبال شاد سے ہوئی صحت و زبر کو

۱۳۱۰ = ۱۲۷۸

زبان اردو کے رسم الخط کے متعلق جب کوئی رسالہ موجود دیکھتا ہے تو ہم فلمی اور
مطبوعہ رسائل سے کام لیتے ہیں جو لکھنؤ اور حوالہ لکھنؤ اور دلی اور مضائقہ
رانی سے شائع ہوئے ہیں۔ ان رسائل میں لفظ ہوائی اور ہوائے کا رسم الخط
دو یا کے ساتھ موجود ہے۔ اس کے مخالف بعض خطاطوں کو جب یہ سند ہم
خط ناگوار گزری اور ان کی توجہ ایک یا کے قائم رکھنے اور دوسری یا کے
مٹانے کی جانب رجوع ہوئی تو انہوں نے اس قدر تعصب سے کام لیا
کہ دو یا کی حقیقی ضرورت کے مقام پر بھی ایک یا پر قناعت کی۔ حضرت امیر
کا مشہور لغت آپ کی زندگی میں مکمل گدراؤں کے ساتھ طبع ہوا ہے اور ہمارا خیال
ہے کہ اس میں صحت الفاظ کا بڑا ہی خیال ملحوظ رہا ہے۔ اس لغت میں جہاں
کہیں الفاظ بینائی۔ آئی۔ کوئی۔ ہوائی۔ لکھائی۔ وغیرہ استعمال میں آئیں
جہاں ایک یا سے کام لیا گیا ہے اور ضرورت و وزن شعر کے لئے اسی ایک یا پر
ہمزد رکھ دیا گیا ہے۔ محاورہ لکھ لکھائی ہوئی پڑنا کو لکھ لکھائی ہوئی پڑنا
لکھ کر حجت کا یہ شعر سند میں پیش ہوا ہے یہی تعصب اپنی طبیعت اور یہ
ہے اسی ہوئی پڑ جیسے پڑتی ہے ہر اک کی آکھ لکھائی ہوئی پڑ ہم نے اس کی
شعر کوئی بطور طبعی طرز کتاب و مثال اصلاح رسم الخط پیش کیا ہے سارا لغت
اسی قسم کے لطائف سے بہرا ہوا ہے اب انصاف پسند اہل زبان خود دیوان

جرات کو ملاحظہ فرماوین جو اون کی زندگی میں طبع ہوا ہے حسین للچائی اور بون
 و ونون کے رسم الخط میں دو یاہین پس معاصرین کا یہ طرز خاص خاص کتابوں
 میں اصلاح زبان کے ساتھ اصلاح رسم الخط کا حکم رکھتا ہوا اور معاصرین
 اہل زبان اس کو پسند فرماتے ہوں اور صحیح مانتے ہوں تو ہماری رائے میں
 اون کو ایک یا کے عدد پر قناعت کرنا جائز ہے لیکن اصول قواعد حمل کو لحاظ
 سے ان کو براہ کرم ہمزہ سے بھی دستکش ہونا چاہیے اس لئے کہ اگر ہمزہ اصل
 کتابت رہے گا تو وہ بزبان حال یکا رائے گا کہ (آئی ہوئی) کو دو یا کے
 ساتھ لکھو۔

استادان زبان کے اکثر اون دو وین کی سیر ہمیں کی ہے جو ان کی
 زندگی میں چپ چکے ہیں اور بعض کا چہا پہ انہیں کی خاص نگہانی ہوئی ہے
 کھل ایسے دو وین میں۔ جیائی۔ بوائی۔ آئی۔ کوئی۔ للچائی۔ وغیرہ میں
 روئے کی کتابت ہمزہ کے ساتھ موجود ہے بعض معاصرین فرمانے ہیں کہ پرانی
 اردو کا رسم الخط ایسا ہی تھا اور جب روز بروز اس کی اصلاح ہوتی گئی
 اور زمانہ حال کی زبان میں بہت سے تغیرات ہو چکے ہیں تو اب رسم الخط قییم
 کو متروک خیال کرنا چاہیے۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ جو حکم بہت خوب۔

لیکن زبان اردو کے ساتھ رسم الخط کی ایسی اصلاح کے لئے جس میں اصلی حرف
 جٹ ہو چکے ہیں اور قواعد بدیہی کے برخلاف عمل ہوا ہے آخر کوئی نہ کوئی
 دلیل بھی ہونی چاہیے (چاہیے) کو ایک کر ساتھ (چاہے) لکھنا اور سپریمہ دینے کا
 نام اگر اصلاح رسم الخط ہے تو ہماری رائے میں اس اصلاح سے رسم الخط

کا خون ہوا ہے جس شعر میں (کوئی) کو اظہارِ ہمزہ کے ساتھ پڑھنے کے بغیر جو قاف
 نہیں رہتی اوس میں ناگزیر ہمزہ کو قائم رکھنا اور منظرِ ہمزہ کو ترک کر کے ایک
 یا سے کام لینا ہماری سمجھ میں بالکل نہیں آتا کہ کس بنیاد پر ہے۔ کم سے کم اگر
 انہیں استادانِ مصلح کا کوئی رسالہ رسم الخط اس اصلاح کے لئے سند ہو تا تو
 رسمِ واری کا بار اُن کے سر ہو تا۔ رسالہ اصلاح رسم الخط قدیم نہ ارد اور ایسی
 فاش غلطی کے نشانی طامست بنے کے لئے بے زبان کاتبِ راض ہیں۔ پہر اصلاح
 رسم الخط کا دعویٰ کرنا چسبی دارد۔

ہوئی اور ہوئے میں تو کہنے کے لئے یہ گنجائش ہے کہ ہوا سے ہوی اور ہو
 بنا لیا گیا۔ مگر جب کہ (لجائی کا ماخذ (لجایا) ہے تو پہر اس کو ایک یا (اللجائی)
 لکھ کر ہمزہ سے کام نہ لانا اور منظرِ ہمزہ کی ضرورت نہ ماننا کیسی انوکھی بات ہے
 اب ہم اس بحث کو اسی پر ختم کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ نہ داعِ مغفیرین
 نہ امیرِ مرحوم اور نہ قدر و کمال اگر وہ ہوتے تو اس بحث کا تصفیہ انہیں کے
 ہاتھوں ہو تا۔ ہم شائقینِ فنِ خط کی خدمت میں صرف اس قدر عرض کرتے ہیں
 کہ وہ ضرورتِ خط کے لئے اس طوفان کے دھوکے میں نہ آئیں۔ جہاں کہیں انکو
 ایسے الفاظ میں یا پر وجودِ ہمزہ کا اطمینان ہو وہ اس کو بغرض اظہارِ ہمزہ دویا
 سے لکھیں۔ کہہ لیجائی اور آئی اور کوئی اور اُن کے مائل الفاظ میں ایک
 یا سے کام نہ لیں اور اصلاحِ جدیدہ رسم الخط پر فاتحِ پڑیں۔ ہوئی اور ہوئے۔
 چھوئی اور چھوئے اور ہوئے کی نسبت اگر اُن کو دلی کے اہل لغت پر
 بہرہ رسد ہوا اور ہمارے ان کے ساتھ اتفاق تو ان الفاظ میں بھی دویا داخل کتابت

کہن اور دونوں کے عددِ محسوب فرمائیں والا اور کو مذہب دوم کے اختیار کرنے میں آزادی ہے۔ لیکن مذہب دوم کو جدید مسائل کی کتابت کے بہرہ و سہ پر الفاظِ لہجائی و آئی و کوئی سے متعلق نہ سمجھیں و ما علینا الا البلاغ لکھنؤ کے نامی ناول نگار مولوی عبدالعلیم شرر سے قریب قریب کل ہند و سنان واقف ہے حیدرآباد کی خوش قسمتی سے آپ آجکل ناظم تعلیمات کے مددگار ہیں۔ جب ہم نے اس بحث میں آپ سے استصواب کیا تو آپ نے مہربانی آمیز جواب سے ہلکے شکر گزار فرمایا جس کو ہم بحسنہ دہل میں نقل کر رہے ہیں (ہو آ۔ مولیٰ۔ ہوئے۔ کا تلفظ واو سے نہیں ہے بلکہ ہمزہ سے ہے۔

اور اظہار میں ہمزہ کا قیام ہے کہ اپنی حرکت کے مناسب حرف علت کی صورت میں لکھا جاتا ہے اس لئے بجائے (ہوے) کے (ہوئے) لکھنا صحیح ہے۔ اور تالیف میں دو حرف یا محسوب ہوئے چاہئیں۔

ہماری رائے میں حضرت شرر کی یہ تحریر مختصر مفید کا حکم رکھتی ہے اور اس سے بھی مذہب اول کی تائید ہوتی ہے۔ قدام کے کلام بلاغت نظام سے بھی اسی کی تصدیق ہوتی ہے۔ امیر خسرو دہلوی کا ایک قطعہ ہلکے یاد ہے جس کو ہم ذیل میں عرض کرتے ہیں۔ اس سے بھی رسم الخط مافی البحت پر کسی قدر روشنی پڑتی ہے۔

دیدیم بلب آب زن ہندوئے	زنتم جہاتے کنار جوئے
آواز برآورد کہ در در موئے	گفتم کہ ببائے سرسویت چہ بود
یادگار ان غالب مرحوم سے حضرت تابان دہلوی اور سائل دہلوی	

بقیہ حیات میں حضرت تابان کا ایک مطلع ہے کہ (۱۵) وصل کی شب وہ
سیٹھے میں پرے جلتے ہیں پڑ چوہاں مولیٰ ہیں کہ چوہے سے سر کر جاتے ہیں
حضرت سائل فرماتے ہیں۔ (۱۵)

مرنے کی میرے اسکو سنا کر خیر کوئی	اتما بھی مہرے ابو سلسلی مری ہوئی
الفٹ میں اتنی جیاہیے خاطر کو کب معلیٰ	ہم جس کو جانیے ہواش تا جو اسکو کوئی

اب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہیں اور یہ وان مذہب دوم کی توفیق کے
لئے دعا خیر۔

ہمزہ بعد الف کی نسبت یہ امر فیصل شدہ ہے کہ وہ کوئی چیز نہیں ہے
اس کا کوئی مد و محسوب نہ ہوگا اور یہی حکم ہمزہ بعد واو کی نسبت ہر جیسے
لفظ (ضورہ) جس کے مد و ترک ہمزہ ۱۱ محسوب ہوتے ہیں۔ اس لئے
کہ ہمزہ بعد واو مثل ہمزہ بعد الف ہے۔ اسی طرح (وضورہ) کے مد و
ترک ہمزہ ۱۱ لئے جائیں گے۔ یہی کیفیت جزو ۱۱ و ۱۲ کی ہے
جس میں ہمزہ حساب جمل سے خارج رہتا ہے۔

ہمزہ بعد الف کی نسبت بعض مفاخرین نے ایک مد و محسوب لیا
جس کا ذکر صاحب سنجہ الہ جان نے فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ وہ بعضہم
تاریخ وفاتہ علماء امتی کا نبیاہنی اسرائیل) و ہمزہ عماء و ہمزہ
انبیاء محسوبان فی التاریخ (متنبی) یعنی بعض نے کسی عالم کی وفات
کی تاریخ (حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علماء امتی کا نبیاہنی
اسرائیل۔ میں پائی ہے۔ اور الفاظ علماء اور انبیاء دونوں میں ہمزہ محسوب

ہوا ہے۔ اس موقع پر آزاد بگرامی نے مویج کے نام سے سکوت فرمایا ہے لیکن چونکہ وہ تاریخ شیخ الہند عبدالحق محدث دہلوی کی وفات کے متعلق کہی گئی ہے تو معلوم ہو چکا کہ اس کے مصنف و مؤرخ متاخرین سے کوئی بزرگ ہیں۔ اور اسی طرح آزاد بگرامی نے احوال عبدالحلیل بگرامی میں فرمایا ہے

کہ ملازم السلطان فرخ سیر و قلعی بیابان عنایتاً ماکان لہ من و طر و نظم جلوسہ تواریخ الاسباع الماربعۃ المذکورۃ والذی بالعرفۃ ہذا (۵)

قد تواتر فرخسیر ملک بند	دل من عوان القدر اعتد ار
فی قسطنطنیہ بحسن کلام	صمدی نور شہا من بشار

والہمزہ محسوبہ فی التاریخ لان الجلوس فی سنۃ اربع و عشرين و مائۃ و الف (انہی) یعنی (صاحب تذکرہ) ملازم ہوا فرخ سیر کا اور روا کیا اس کی عناوین کی برکتوں سے اپنے حواجج کو اولیٰ علیہ السلام کے جلوس کے لئے تاریخیں چارہا لوں میں جس میں سے عربی تاریخ یہ ہے (حوادیر لکھی گئی) اس تاریخ میں ہمزہ شمار کیا گیا ہے اس لئے کہ جلوس سنہ ایک ہزار ایک سو چوبیس میں ہے۔

اسی طرح نعمت خان عالی نے کامگار خان کی شادی کی تاریخ میں جو کہ ہے جو سنہ ایک ہزار نانوے ہجری میں واقع ہوئی تھی جس میں ہمزہ کا عدد محسوب ہوا ہے (۵) حرف مد اس ساخت مدغم پیر عقل انکا گفت نحو جائز کرد اینجا التفاد کین کو آزاد بگرامی نے اس تاریخ کی نسبت لکھا ہے کہ مادہ تاریخ میں ایک عدد کی

کمی ہونے کی وجہ سے شاعر نے تعمیم سے کام لیا ہے یعنی حرف مذکور جس سے الف مراد سے مادۃ تالیخ میں مدغم کیا ہے اور نیز لفظ التقاء کے ہمزہ مابعد الف کو بھی محسوب فرمایا ہے در حالیکہ ہمزہ کے عدد کا محسوب کرنا تالیخ گوین عرب کے مذہب کے خلاف ہے اس لئے کہ نہ وہ داخل حروف ہے اور نہ اس کے لئے کوئی عدد جمل۔

یہ آپ ہی نے خزائن عامرہ میں بضمین احوال کھنی کا شئی اس کی تالیخ موت کا ذکر کیا ہے یعنی (ع) احیا رتخن جو کہ دیکھنی جان دادہ اور فرمایا ہے کہ اس مادۃ تالیخ میں لفظ احیا کے الف آخر کے بعد کا ہمزہ حساب جمل سے خارج ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اکثر مورخان فارسی ہمزہ کا عدد دیتے ہیں اور بعض نہیں دیتے۔ اور مورخان عرب اکثر ایسے ہمزہ کو ترک کرتے ہیں اور بعض اس وقت محسوب کرنے میں جب کہ مادۃ تالیخ کسی آیت قرآنی یا حدیث میں پایا جاوے جیسا کہ عبد الجلیل بلگرامی نے تالیخ جلوس فتح سیر میں عمل کیا ہے۔ (جس کو ہم اوپر نقل کر چکے ہیں)

ہم اس موقع پر صرف اسی قدر بیان پر خاموش نہیں رہ سکتے اس لئے کہ یہ کتاب صرف بیان واقعات کے لئے نہیں ہے ہم ضرور عرض کریں گے کہ جن شعراء عرب نے ہمزہ بعد الف التقاء یا احیا کو حرف قرار دیکر اس کا عدد دیا ہے انہوں نے غلطی کی ہے۔ آزاد بلگرامی نے یہ شعراء قدیم عرب کی ان تاریخات کی نقل کی اور نہ ان کے نام گمنوائے محض تذکرۃ ان کے مذہب جمل کا ذکر کر دیا ہے اور موقع کے لحاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ

شعراے عرب یعنی مانی ذہنہ سنہین عبد الجلیل بگرامی کے لئے۔ اور یہ جو ارشاد ہوا ہے کہ مورخان عرب کے پاس آیت قرآنی اور حدیث نبوی سے ٹر ہوئے مادہ میں ایسا عمل بعض وقت جائز قرار پایا ہے اس کے متعلق ہی متقدمین کے کسی ایسے مادہ تا یصح کی سند نہیں پیش ہوئی تاکہ ہم اس سے اس بات کا اندازہ کر سکتے کہ مروج کا رتبہ فوق جمل میں کیسا ہے۔ ہمارے رویہ اس کے متعلق ہی جو کہجہ ہے وہ آزاد بگرامی کا تذکرہ اور عبد الجلیل بگرامی کی تائید ہے اور بس۔ اللہ اللہ خیر سلّا۔

پس ایسی حالت میں ہم ایک عام قاعدہ کے مقابلہ میں جس کی تصدیق محققین و متقدمین میں جمل کے اقوال متعدد سے ہوئی ہے۔ ایسے استثنائیں ہی کو جائز نہیں قرار دے سکتے۔ عبد الجلیل بگرامی کو صورت و وقت نے ایسے عمل نا جائز پر مجبور کیا ہوگا۔ یا تو جمل میں انہوں نے ایسے معلومات کو اسی حد تک پایا ہوگا۔ یا آپ سے تسامح ہوا ہوگا۔

ہم گزشتہ حصہ کے متعدد مقامات پر ان محققین کی عبارتوں کی نقل کر چکے ہیں جنہیں سے بعض نے حروف تہجی کے ذیل میں ہمزہ کا ذکر کیا ہے اور بعض نے ہمزہ کے عدد کے متعلق صاف صاف لکھ دیا ہے کہ ہمزہ کے لئے جمل میں کوئی عدد نہیں ہے۔ اور انہیں سے کسی نے یہ استثنائی جزیئہ نہیں بیان کیا کہ آیت قرآنی یا حدیث نبوی میں مادہ پایا جاوے تو بجز خلاف قاعدہ عام عمل کرنا جائز ہے۔ اور ان کا طرز بیان بتلا رہا ہے کہ وہ ایسے محتاط افراد تھے کہ اعداد نامے مدور کی بحث میں اختلاف اقوال کی کوئی نزاکت

اوہوں نے اپنے بیان میں نہیں اوشبار کہی پس ایسی حالت میں آرا بگڑامی کا
 صرف یہ نوادیا کہ مورخان عرب نے بر خلاف قاعدہ عام ایسا کیا ہے بدوں
 سند ہم نہیں مان سکتے۔ مان یہ ہو سکتا ہے کہ بعض مورخین زمانہ حال اپنے لئے
 عجلہ جلیل بگڑامی کی سند کو کافی نہال کریں لیکن جو ان کے لئے کہی ایسا مشہور
 نہیں رہ سکتے اس لئے کہ غلطی کی مثال کسی کے لئے سند کا کام نہیں ہو سکتی
 اب میں نعمت خان مال کی فارسی تاریخ جس میں اوہوں نے لفظ التقاضا
 میں حمزہ بعد الف آخر میں کو محسوب کیا ہے۔ وہ بھی فارسی مورخین کے لئے
 سند نہیں ہو سکتی اس لئے کہ زمانہ فارسی کے قاعدہ و رسم خط کے لحاظ سے
 ان کا عمل غلط ہے ایسی التقاضا سا کہیں اور احیاء تین درویش مکات
 زمانہ فارسی سے ہیں اور فارسی کا قاعدہ کہہ دیتے کہ اسے مکات میں جب
 حرف الف آخر کلمہ میں واقع ہو تو مضاف کے بعد اسے غلطی کا لازمہ رہا
 ہے نہ صاحب منتخب النعمود مالے ہیں کہ جانتے کہ در آخر الف واجبہ
 و ما قبل آن منسوج نور و محسن و و باشد و ما قبل آن منسوج نور و و آن را مضاف
 کہہ می باید کہ بے زائدہ میان مضاف و مضاف کہہ و آری بے زائدہ
 معنوں و ابرو و محبوب و این را در وقت خواندن ہمزہ بہت بدل کنند
 اس نعمت خان مال کے نسخہ تاریخ میں اگر بر خلاف قاعدہ و رسم خط فارسی
 کی ہے حمزہ آخر لفظ التقاضا کہ کتاب خط و رت تاریخ ترک موسیٰ بن جواد حمزہ
 کے و بر خلاف قاعدہ عام جمل محسوب ہوے ہوں تو کہا جائے گا کہ اس
 سخن نے فن جمل کی کمی معلومات کی وجہ سے تسامح کیا ہے۔ اور ایسا منکر لڑلہ

مصرع بمکولات و زری قاعدہ عام کے لئے سند نہیں ہو سکتا۔
 بافرگیلانی نے جلوس عالمگیر کے تاریخی بیان کے آغاز میں بضمین لغت
 قواعد فارسی کا لحاظ رکھا ہے اور (مجاہد دوسرا) میں بعد الف مجاہد کو
 محسوب فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجاہد دوسرا امام المتقین ۱۰۶۸
 کرم جہان مقبول الہ سید المرسلین ۱۰۶۸ (۱۵)

سماے حکم و سخا و رحمت سال و کمال	پہاہ تا جویان کا سماں نہ یہ زمان
۱۰۶۸	۱۰۶۸

اس شعر میں لفظ سما کے بعد یا مطابق قاعدہ ہے۔ صاحب لمخص تسلیم فرماتے
 ہیں کہ ہر گاہ کہ خدائی یا اولئک میں ہمزہ کے عوض یا محسوب کی جائے
 جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے تو ازا جاوے یا نہ جاوے گا ہمزہ بعد الف بھی سختی
 یک عدد رہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اولئک میں یا کی کتابت بغرض اظہار ہمزہ
 ہوئی ہے۔ اور رسال میں الف بھی بغرض اظہار ہمزہ ہے۔ اور رسول
 میں واو بھی اسی غرض سے ہے۔ یہاں پہلے نے اولئک میں یا اور رسال میں اے
 اور رسول میں واو محسوب کر کے کا حکم ہمزہ کی خاطر اور اس کی کسی مرتبت کی وجہ
 سے نہیں دیا بلکہ کتابت و رسم الخط کی وجہ سے جس میں سی۔ ا۔ و یو جو
 ہے۔ ہر گاہ کہ اسد ہی بیان میں یہاں طس ہو چکی ہے کہ ہمزہ کوئی مستقل حرف
 نہیں ہے تو یہاں نہ اس کے ہمزہ آ حرف کے لئے عدد کی سفارش بے موقع اور غیر
 موافق ہے۔ قواعد اس کی قبولیت کے مانع ہیں امید ہے کہ آپ معاف فرمادیں
 صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے کہ الفاظ دیوانہ یا بیگانہ کا ہمزہ

ہمزہ بعد الف کا حکم کہ کتاب ہے یعنی لمحاظ رسم الخط اس کو حروف لفظ میں چھپا کر
 ہمیں ہے اور نذران کے لئے حروف نکات یعنی الف - واو - ی - سر کوئی حرف
 موجود ہے۔ قواعد فارسی کی رو سے لفظ دیوانہ یا بیگانہ کا اصل لفظ دیوانی
 یا بیگانہ تھا لیکن جب کہ قاعدہ نے رسم الخط سے دو یا کو حذف کر کے اس کے
 عوض صرف (ھے) کو قائم کر دیا ہے تو اب حساب جمل میں ہر دو سے قاعدہ عام کو
 رسم الخط کی پابندی لازم ہے پس دیوانہ کے اعداد ۷۶ - اور بیگانہ کے اعداد
 ۸۳ محسوب ہوں گے اور ہمزہ کا کوئی عدد نہ لیا جاوے گا۔

ی

جن الفاظ عربی کے آخرین ہائے اور فارسیوں نے اوس کو الف سے بدل دیا
 جیسے تمہی - ماجری - جس کو فارسیوں نے تمہ اور ماجر کر لیا ہے اس کو حرف
 آخر کے عدد عربی میں لمحاظ کتابت یا رسم محسوب ہونا گئے۔ اور فارسی میں لمحاظ
 کتابت الف - ایک -

صاحب محض شہید نے حسب التیسیر کی ایک تاریخ پر اعتراض فرمایا ہے
 اور وہ تاریخ یہ ہے۔

بستہ القصب تھیں سال اسکا کیا میں نے	میرزا غیب اللہ غیب اللہ بیکو بایا کی
نایاب مصحح تاریخ مطبوع طابع ہر	جب کہیں گے تو شیخ اردو سے معلوم کی
	۲۹۵

آپ فرماتے ہیں کہ درین قطعہ غایب افزا و بویدا و اما و نہیب
 آشکارست۔ معلوم یہاں محض لوجہ تاریخ و درقوائی الف قاعدہ عربی جارح

کردن بیجا ست (انتہی)

افسوس ہے کہ لائق مؤلف نے غور سے کام نہیں لیا اردو سے علی کی یا گور باندانان اردو سے بہ تبدیل الف حائر نہیں رکھا۔ پس بیچارہ مروج نے اگر لفظ صحیح کو استعمال کیا تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا اس نے یا کو غلط و رت تاریخ نہیں قائم رکھا ہے بلکہ بضرورت صحت لفظ و رسم الخط قائم رکھا ہے۔ جو غلطی اس مادہ میں ہے وہ اور ہے یعنی موضح لفظ اگلی میں صرف ایک یا کو محسوس فرمایا ہے تسلیم سہولتی کے عالم میں اس پر غور نہیں فرمایا۔

لائق مؤلف فرماتے ہیں کہ سوے و روے و سوے و توے و ہمیں قیاس و مجموعے و گوے و دو با ست۔ ہم کہتے ہیں کہ اس موقع پر آیت شائع ہوا ہے۔ دو یا محسوب ہوئے کی ضرورت اس وقت ہوگی جب کہ ہم دلجموعے کو دلجموعے میں یا گوے کو گوئے یا نوے کو توئے یا سوے کو موئے ہم اس قاعدے کو ہمزہ کے ذیل میں بیان کرتے ہیں اور درحقیقت اس کا اصلی مقام وہی ہے۔ لائق مؤلف نے چون کہ الفاظ سوے۔ روے۔ سوے۔ توے۔ دلجموعے۔ گوے۔ کے رسم الخط کو بدون ہمزہ لکھا ہے اور ایسے یا کے مد و۔ ایسے کا حکم دیا ہے اور خواہ مخواہ حرف یا کے ذیل میں اس کا ذکر فرمایا ہے لہذا دفع غلط فہمی کے لئے اس موقع پر ہم نے راحت کر دی

حروف مشدّدہ

حرف مشدّد کی نسبت قاعدہ عام کے ذیل میں بھی ایک اجمالی بیان گزر رہا

اور آزاد بلگرامی نے سجدۃ المرجان میں بعض بیان صنعت تالیف لکھا ہے کہ
بعد المشد و حرفاً واحداً کالمشد و کذلک الهمزة المدودة کما من (انہی)
یعنی شمار کیا جاتا ہے حرف مشد و ایک حرف جیسا لفظ مشد و اور اس طرح
ہمزہ مدودہ جیسا لفظ آمس۔

ہمزہ امن کی بحث ہم نے بعض حرف الف کی ہے اس موقع پر اس کی
ضرورت نہیں ہے۔ حرف مشد و کی نسبت صاحب معدن الجواہر نے بھی حضرت
کے ساتھ لکھا ہے کہ حساب جمل میں تشدید کوئی چیز نہیں ہے چونکہ جمل کا فائدہ
عام کتابت پر منی ہے اور تشدید کی وجہ سے کتابت میں کوئی گمراہی نہیں واقع
ہوئی لہذا جمل نے حرف مشد و کو ایک ہی حرف قرار دیا ہے اور جہاں کتابت میں
مشد و کے دو حرف لکھے جاتے ہیں جیسے اللہ وہاں یہ سمجھنا چاہیے کہ لام اول
و حقیقت قراءت میں داخل نہیں ہے بلکہ لام دوم مشد و ہی سے قراءت کا کام
لیا جاتا ہے اور اس خاص قسم الخط کا بیان حرف ل پر گزر چکا ہے۔

صاحب مختصر نسیم نے اس کلمہ کو تسلیم فرمایا ہے کہ اگر کوئی مورخ
الفاظ مشد و کے مکرر شمار سے مادہ تالیف حاصل کرے تو یہ یک قسم کی صنعت
ہو سکتی ہے جیسا کہ آج کی ایک تالیف ہے۔ و موبدا۔

تعمیر مسجد۔ چو امیر علی نمود	تالیف سال حتم و فرمود زاید ہے
ہجرتی ست بامشد و تفصیلی بظابط	بر چاہہ ہادی شہ ہ تیار مسجد ہے

آپ نے اس مادہ تالیف سے جو فی الحقیقت سنہ معلی کا مادہ ہے تشدید

یہ لفظ تیار سے دوا محسوب کر کے شعلہ جبری بھی پیدا کیا ہے اور عمل غلط کا نام صنعت رکھنا چاہئے اور یہ گویا اس بات کی ہدایت ہے کہ قواعد جمل کی خلاف ورزی کرنے والے صنایع کا لقب پادین۔ اگر ایسی آزاد ہی عطا کر دی جائے اور غلطی کو صنعت کہہ دیا جائے تو سارا قاعدہ خاک میں بجا لینگا۔ ایک مادہ سے دو مادوں کا حاصل کرنا بے شک ایک صنعت ہے جس کا نام صنعت ذوات یا بخین ہے اور ہم نے اس کا ذکر بجا خود کیا ہے اور وہ صنعت اُس وقت قرار پاسکتی ہے جب کہ قواعد جمل کی پابندی کے ساتھ وہ خوبی حاصل ہو جو اس صنعت کی تعریف ہے اگر ہمارے مشفق کو اپنی تاریخ بجا اور برقرار رکھنے کے لئے کوئی خاص نام ہی درکار ہے تو ہم اس کا نام صنعت مصنوعی رکھتے ہیں جس سے بچنا اس کی عین تعریف ہے۔

دوسرا باب عمل عینسی فرغ جمل کے متعلق

پہلی فصل تاریخ کے متعلق

(۱) تاریخ کی تعریف

کسی چیز کے وقت کے پیدا کرنے کو اہل لغت تاریخ کہتے ہیں اور اصطلاح میں ایک علم کا نام ہے جس میں واقعات عام یا خاص کا ذکر کریں۔

صاحب غیبات اللغات فرماتے ہیں کہ تاریخ در اصطلاح عبارتست از

تعیین کردن مدت از ابتداء امر عظیم و قدیم و مشہور تا ظہور امر ثانی کہ

عقب اوست تاکہ دریافت شود بزمانہ آئندہ و دیگر ظہور این امر ثانی بطریق

نسبت بعد مدت امر قدیم مشہور اول -

صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ تاریخ نام صنعتی ست از صنایع
علم بدیع داین عبارات ست از آن کہ تکلم بیان کند سال ہجری یا سال قمری
برائے وقوع امرے بلفظے یا فقرہ یا مصرعے یا زیادہ از ان کہ اعداد و ش
بحسب حساب جمل موافق سال مذکور باشند -

صاحب سبحۃ المرجان کا قول ہے کہ ومنہا مختصۃ بالعرب کا استخدام
امضمہ حسن التخصیص التاریخ علی قاعدہ الجمل وغیرہ (انہی) یعنی اور بعض
اولئین سے عرب کے ساتھ مختص صہن جیسے صنعت استخدام ضمیر جو تخلص
اور تاریخ لقاعدہ جمل وغیرہ -

آپ ہی نے تحریر ان ہند میں فرمایا ہے کہ فقیر صنایع عربی و ہندی
لاحظہ کر دم سے قسم برآمد بعض مشترک در عرب و ہندی مثل ایہام و حسن التعلیل
الخ و بعض مختص بعرب مثل استخدام مضمہ و حسن التخلص یعنی گریز قصیدہ
تاریخ بقاعدہ جمل وغیرہ و بعض مختص بہ ہند -

پھر آپ ہی نے سبحۃ المرجان میں لکھا ہے کہ التاریخ ہو عبارة عن ان سین
المتکلم عما ہجریا لوفی نوع حادثۃ بقاعدہ الجمل و ہو عروۃ لایدی الاولاد بار
و لعبۃ فی محافل الظرفار و العجب اہم قصہ واعن اوار حقہ حیث ما دخلوہ
فی سلک ازواج البدیع و لم یظلم احد من اصحاب البدیعات النبی طاعتہا
و ہو حرقن ہذا الک اما اذ بار الفرس نقہ قصو احقہ و ذکر وہ فی الواع البدیع
الفارسی (انہی) - یعنی تاریخ عبارت ہے اس سے کہ متکلم سال ہجری کسی

حادثہ کے وقوع کا فن جمل کے قاعدہ سے بیان کیے اور صنعت ایک دستاویز ہے اور یوں کے باتہ میں اور ایک کہلو نامے طریقوں کی مغللوں میں اور تعجب اس کا ہے کہ مولفین عرب نے اس صنعت کا حق ادا کرنے میں کوتاہی کی ہر مین وجہ کہ اس کو اقسام مفت بدیع میں ذکر نہیں کیا اور نہ اصحاب بدیع اس سے جو مہر ہی لفظ سے گزرے ہیں کسی نے اسکو نظر کیا مالا لکہ صنعت ذکر کرنے کے قابل ہے۔ لیکن فارس کے ادبوں نے اسکا حق ادا کیا ہے اور فارسی کے مفت بدیع کے اقسام میں اس کو بھی جگہ دی ہے۔

صاحب ہفت قدیم کا قول ہے کہ تاریخ عبارت ست ازان کہ جہت حدوث واقعہ لفظ ہر صغے باز یاد نہ کہ بحسب حروف کہلو یا اسکو حساب جمل موافق تاریخ سال ہجری آن باشد تاریخ آن کلمہ استہی صاحب منتخب اللغات نے لفظ تاریخ پر صرف اس قدر لکھا ہے کہ وقت غیرے یہ یاد آمدن باشد و اس۔

بہر گشت میں کہ لفظ تاریخ کے اصطلاحی معنوں میں اہل لغت نے کوئی نام نہیں کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اون کو اس فن پر عبور کامل ضرور تھا اور تعجب اس کا ہے کہ جن مصنفین فن جمل نے اس کا ذکر کسی قدر تفصیل کے ساتھ کیا ہے اونہوں نے بھی تعریف اصطلاحی لفظ تاریخ پر نوجہ مبذول نہیں کی۔ اگرچہ اس موقع تعریف اصطلاحی کو افراد تاریخ پر حادی نہ رکھیں گے تو خود ہکوا اقسام تاریخ کے بیان کرتے وقت مشکلات کا سامنا ہو گا یعنی بعض اقسام تاریخ کے ذیل سے نکل جاویں گے۔ پس جمل کی واقفیت عامہ نے ہکوا سپر مجبور کیا ہو کہ ہم

لفظ نایج کی اصطلاحی تعریف حسب ذیل کریں۔

- (۱) نایج اس حرف یا الفاظ کا نام جو جن کو اعداد حروف سے مشتق ہو حاصل ہو۔ یا
(۲) بعض اوقات الفاظ سے امور نازل واضح ہوں۔

(۱) - مطلوب - یا

(۲) - مطلوب - مع نایج و ماہ - یا

(۳) - مطلوب - مع نایج و ماہ و روز - یا

(۴) - مطلوب - مع نایج و ماہ و روز و وقت -

تعریف کے حصہ اول کا تعلق فن جمل سے ہے۔ اور حصہ دوم جمل سے متعلق
تعریف کے حصہ اول کی تفسیر کا یہ بعض قدیم تصانیف سے ملتا ہے لیکن
اس بارے کے متوجہ اس کے پابند رہتے کہ حرف یا الفاظ نایج بلحاظ واقعہ
مطلوب النایج نہ اسے یا معنی دار تجویز کریں۔

بعض مفسرین نے جن میں اس کو کہا ہے کہ با معنی اور متعلق بوقتہ الفاظ میں
نایج، اعداد حروف ایک سے پیدا کرنا چاہتا ہے اس کو نایج کی ایک ہی تفسیر
مفسرین میں خال خال اور وہی ایسے گزرے ہیں جن کے نامت بعض نایجی حصہ
مفسرین میں جیسے آوری جس نے ایک مکان کی تعمیر کی نایج ظہر کی تھی۔

اے موار سپہر لا جو رد	۱۴۶	۱۴۶	۱۴۶
کو در نزد روح نقوش حکام	۱۴۶	۱۴۶	۱۴۶
۱۴۶	۱۴۶	۱۴۶	۱۴۶

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ عجم میں بھی ابتدا ابتدا میں ازل سے تاریخیں لکھی جاتی تھیں

اس تاریخ کو اگر محاسن تاریخ کے لحاظ سے دیکھا جاوے تو نہایت اولیٰ و جلیلی تاریخ ہے لیکن محض بے معنی الفاظ کے مقابلہ میں بہت اچھی ہے۔ حافظ شیرازی بعض تاریخین البتہ کسی قدر شبیک میں۔ اگرچہ اون میں بھی دو باتیں جمع ہیں جن کو اس زمانہ نے محاسن تاریخ میں داخل کیا ہے۔ پہلا وہ ہیں تاریخوں کے حافظ شیرازی علیہ الرحمہ کی یہ تاریخ بھی مشہور ہے۔

کشف حقیق منہل اودان دانگ	سال تاریخ و دانش طلب از چہمت حق
--------------------------	---------------------------------

بعض متقدمین ہجری اور سابقین عہد نے البتہ اس طریقہ میں یہ حواصیر اپنی پیدا کی کہ وہ اس مقصد کو بعض دارالعلوم میں حاصل کرنے لگے جس سے۔ تاریخ کی روش دو بالا ہو گئی۔

بعض اہل لغت نے تاریخ کی تعریف میں سہ ہجری کی جو تخصیص بیان کی کہ ہماری اسے میں وہ بھی غیر موقوف ہے اس لئے کہ تاریخ کو ہر اہل لغت و لغت میں سہ ہجری سے نہیں ہر جلی مورخین اس سہ ہجری یا مہدی میں تاریخ لکھی ہو۔ ماسوائے ان دونوں کے سوا سہ نور و نور غیر مہدی میں کام لیا ہوا اولیٰ ہندو اپنے ملک کے مروجہ سنہ کی لحاظ سے مختلف سند میں تاریخیں لکھی مگر سیدھا نوئے پاس سہ ہجری یا محمدی کی ترجیح یا مہود کے لئے سہ سمت یا اور کسی سہ کی فضیلت اسی طرح پارسیوں کے لئے سہ نور و زکی اہمیت یہ تمام ایسی چیزیں ہیں جن کا از تعریف لفظ تاریخ یہ نہیں ہو سکتا ہم نے سید خلد کا خاص بیان اس کتاب کے خاتمہ کے لئے اٹھا رکھا ہے اور اس موقع پر اسی قدر بیان پر اکتفا کرتے ہیں کہ ہماری تحقیق میں سہ ہجری کی تخصیص کو تعریف لفظ تاریخ میں داخل کرنا غلطی ہے۔

اب بھی یہ بات کو تاریخ داخل صنائع و بدائع ہے یا نہیں۔ اس کے متعلق ہم
صرف قدر دانان اساتذہ کبارس باآراء و جگہرامی کے تعجب اور صاحب معدن الجہر
کے اقبال کے پیروندوں کے دیکھنا یہ ہے کہ بعارض عرب نے اس کے متعلق کیا کہا کہ
صاحب سخن المرحان نے اپنی حد علم تک فرمادیا ہے کہ اوہو عرب نے تاریخ
کو بدائع میں گھونپ دیا۔ جس کا آپ کو تعجب ہے اور منہکو اس لئے تعجب نہیں کہ
تاریخ کی تعریف سے خود منہکو اطمینان ہو چکا ہے کہ اس میں کوئی ایسی ندرت نہیں ہے
جس کی روت تاریخ کو بدائع و صنائع میں داخل کریں۔ جب واضح جمل نوں ایک
حرف کے لئے اس کا عدد مقرر کر دیا تو ان حروف کے مجموعہ سے ایک سنہ کا
حاصل کرنا کون سی ندرت ہے۔ ہر گاہ کہ ما سے عرب اس مجموعہ حروف کو معنی دار
الفاظ میں مرتب کرنے کے یہی مادہ ہے۔ ہے تو وہ تاریخی لئے معنی جملہ یا لفظ کو داخل
بدائع و صنائع کیوں کرتے۔ متقدمین فارس نے ان حروف سے معنی دار لفظ پیدا
کرنے میں اہستہ اپنی روشنی بصیرت سے کام لیا ہے لیکن اس میں ہی کوئی جدت
یا ندرت نہیں ہے۔ جس کے علاوہ سے ہم تاریخ کو یک خاص قسم کی صنعت مابین
عربوں اور فارسیوں نے جس قدر قسم صنائع کی تعریف بیان فرمائی ہو اسی سے
اکثر صنائع کا استعمال صنایع مورخین اپنی تاریخوں میں کیا کرتے ہیں جس کے علاوہ سے ہم
صنائع تاریخ کا ایک خاص بیان اسی نفس میں قائم کیا ہے۔ پس ہمارے راجحین
کوئی ایسی قوس وجہ نہیں ہے جس سے نفس تاریخ کو داخل اقسام بدائع کیا جا۔
بدائع کے لغوی معنی نوپیدا شدہ کے ہیں۔ ہر گاہ واضح جمل نے فن جمل کو ان و
خاص ضرورتوں کے لئے وضع کیا جن کا بیان اس کتاب کے باب اول میں

گز چکا ہے تو تاج کی معنوی قسم اسی پہلی غایت میں داخل ہے اور کوئی تا اس
پیدا نہیں ہوئی۔ قدما عرب سے جو لوگ کام سے کام رکھتے تھے وہ مجموعہ عرب
سے تاج کا مقصد حاصل کر لیتے تھے اور اپنے قیمتی وقت کو تلاش لفظ معنی
دار میں نہیں صرف کرتے تھے یا یوں سمجھو کہ وہ اس کو ایک بیکار کام خیال کرتے
تھے یا علم کی کمی نے مجبور کر دی راستہ دکھلایا ہو اور پہر علم نے اسی کو اصل
مقصد کے لئے کافی سمجھ لیا ہو۔ فارسی جٹا عوں نے اگر معنی دار الفاظ کا التزام
کیا اور پہل الفاظ پر اس کو ترجیح دی تو ان کی اس تلاش خراش کو دل
کے خوش کر لینے کے لئے کہنچ تان کر داخل صنائع کر لیا۔ بنا اور بات ہے۔ لیکن
اس سے فاضل بلگرامی کا وہ مقصد نہیں حاصل ہو سکتا کہ تاج کو خواہ مخواہ ہم
اقسام بدائع سے ایک قسم قرار دے لیں اس لئے کہ فاضل موصوف کی بیان
فرمائی ہوئی تعریف میں الفاظ تاج کا معنی دار ہونا شرط نہیں ہے اور اصل
اصطلاح نے لفظ یا الفاظ معنی دار کی قید لگائی ہے۔ پس ہماری رائے میں
نفس تاج داخل صنائع نہیں ہے۔ بلکہ قدما عرب کے اس عمل پر ذرا تعجب نہیں
ہے کہ انہوں نے تاج کو داخل بدائع کیوں نہیں کیا۔ جن کو اس سے اختلاف
ہے وہ اپنی تخیل کے آپ زامہ دار ہیں اور بدین وجہ کہ یہ صرف اعتبار محبت
ہے ہم اس کے متعلق اس سے زیادہ خامہ فرسائی کرنا (ع) عزم منزل بدل
محو تماشا و راہ ہونا نہیں چاہتے شائقین فن کو ادن کی بصیرت بڑھانے
کے لئے اسی قدر کافی ہے جس قدر ہم نے بیان کیا۔

واضح ہو کہ جس حرف یا لفظ یا الفاظ کے اعداد جمل سرسہ حاصل

ہوتا ہے اس کو اصل جمل نے مادہ تاج سے موسوم کیا ہے، ورحمن الفاظ سہ سال
مطلوب صورتی طور پر حاصل ہوا ہے اُمیر، مذہ کا اطلاق نہیں کیا جاتا بلکہ اسکا
نام صورتی تاج ہے اور اس کو فن جمل سے کوئی واسطہ نہیں۔ تاج کے
اقسام باعتبارات مختلفہ مختلف ہیں جن کو ہم اسی کے مفصل بیان میں ہدیہ لایا
کرتے ہیں۔

(۳) تاج کے اقسام

بیان عام اقسام تاج کے یاں میں بعض تحقیق فن جمل نے مختصر سے کی
یا ہے اور بعض نے اپنی اپنی مبالغہات انہیں کہی، بیشی کی ہے۔
صاحب معدن الجواہر کی رائے میں تاج کی صورت میں قسمیں ہیں۔
(۱) صورتی (۲) معدنی (۳) صورتی و معدنی۔ جس نے تاج قسم بیان کیے قلمیہ
مخبر کو یہی قسم تاج میں شمار کیا ہے۔ اور بعض نے بعض صنائع تاج کو اصل
اقسام کیا ہے۔ بعض حضرات نے قسم جمل کو بھی اقسام تاج قرار دیا ہے۔
ہماری رائے میں مختلف اعتبارات سے تاج کے مختلف اقسام ہیں اور
صنائع تاج کو اقسام سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ اس لئے کہ جن صنائع تاج کا ذکر
ہم اسی فصل کے آئندہ بیان میں کریں گے وہ ہر ایک قسم تاج میں آسکتے ہیں۔
اور اقسام جمل کو اقسام تاج میں مادہ یا تو عام کو خاص کر دیا ہے کیونکہ تاج
کے مجموعی اقسام۔ قسم جمل سے ہر ایک قسم میں داخل ہو سکتے ہیں۔
عرض ہم نے اقسام تاج کو مختلف اعتبارات سے ذیل میں عرض کیا ہر ایک
شائع فن کو اقسام کی حقیقت اچھی طرح پر معلوم ہو سکے۔

(الف باعتبار حقیقت) باعتبار حقیقت تاریخ کی تین قسم ہیں (۱) صورتی (۲) معنوی (۳) صورتی و معنوی۔ صاحبان جمل کو ان اقسام ثلاثہ سے اتفاق ہے۔ بعض محققین نے ایک چوتھی قسم تعمیہ کے نام سے بیان کیا ہے اور ہم اس کو تمام قسم سے متعلق خیال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس کو ان اقسام ثلاثہ سے خارج رکھا ہے اور آگے چل کر اس کے مقام پر اس کو بدیہ ناظرین کریں گے۔

صورتی زبان عربی کا لفظ ہے معنی منسوب بصورت یعنی ظاہر اہل جمل نے اس لفظ یا ان الفاظ کو تاریخ صورتی کہتے ہیں جس سے مسئلہ مطلوب معلوم ہو۔ محققین نے اگرچہ اس قسم کو من وجہ اسامہ تاریخ میں داخل رکھا ہے لیکن الحقیقت اس کو حمل سے کچھ متعلق نہیں ہے۔

اس کی مثال رباعی ذیل سے ظاہر ہے جس کو صاحب بحث فہم نے ذکر کیا ہے

سلطان تیمور مثل اوستا ہ نمود	در مقصد و مسمی و نہ آید ہ وجود
در مقصد و نہ خدا ویت کرد و خروج	در مقصد و نہ گفت کرد و عالم پرورد

اس طرح سعدی علیہ الرحمہ نے کتاب گلستان کی تاریخ سے صورتی لکھی ہے

وہاں مدت کہ باز وقت خوش بود	در ہجرت شش صد و ہجاء و شش بود
-----------------------------	-------------------------------

اب یہ کہتے ہیں کہ قسم صورتی میں وہ الفاظ بھی داخل ہیں جن سے مسئلہ مطلوب کے ساتھ تاریخ و مہینہ یا روز۔ یا تاریخ و مہینہ و روز مینون ظاہر ہو جس کی ایک مثال حسب ذیل ہے۔

چون بخت سلطنت بہت آن تاہ فرس	بسم شوال بود بہت صد یوم الخمس
------------------------------	-------------------------------

اگرچہ ہماری تعریف کا حصہ آخرین اس تعریف قسم صورتی سے زائد ہے

جس پر حمل کا اتفاق ہے یعنی اہل حمل نے صوری کی تعریف صرف اسی قد بیان کی ہے جس کو ہم نے آغاز بیان میں عرض کیا ہے لیکن ہماری رائے میں حصہ اخیر تعریف کے لحاظ سے جو بعض تعریف ہمارے بیان میں گزرا مثیل آخر اند کر کو بھی تایخ صوری میں داخل سمجھنا چاہئے۔

الف کی دوسری قسم۔ تایخ معنوی ہے۔ معنوی یہی زبان عربی کا لفظ جس کے معنی منسوب بہ معنی لگے ہیں پس اہل حمل نے تایخ معنوی اوس حرف یا لفظ یا الفاظ کا نام رکھا ہے جن کے اعداد حمل کے مجموعہ سے سہ مطوب حاصل ہو تایخ ذیل اس کی مثال ہے

(المؤلفہ)

امی واقف قانون عدالت افسوس	دی ابراہام وکالت افسوس
دیشی حق رفتی وگفتسم تایخ	مقصود علی فودہ حلت افسوس

الف کی تیسری قسم۔ (صوری و معنوی) ہے۔ یہ جامع ہے ہر دو قسم اول الذکر کی یعنی جس تایخ کے الفاظ سے حرف سہ مطوب ظاہر ہو یا سنہ کے ساتھ۔ تایخ دماہ۔ یا۔ تایخ دماہ وروز۔ یا۔ صرف تایخ دماہ۔ یا۔ صرف تایخ دماہ وروز۔ اور اعداد و حروف۔ یہ سب سے بھی وہی سنہ حاصل ہو تو ایسی تایخ صوری و معنوی کہلاوے گی۔ صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے کہ اس قسم کو بعض اہل حمل نے منع التصنع بھی کہا جناب مولانا محمد حسن علی شاہ ناطل قدس سرہ کے لوح مرزا مبارک پر جو حیدر آباد میں

واقع ہے مولوی عبد القادر ناظمی ظاہر تخلص کی کہی ہوئی ایک تاریخ کندہ ہے جو صورت اول قسم ہذا کی اعلیٰ مثال ہے۔

(نمبر ۱)

چون عاشق ذات قل مولد احد	شد و اصل۔ ب لم یلد لم یولد
این صوری و معنویت نایخ وصال	مبتدا و چهار و یکیزا و دوصد

مندرجہ ذیل مثال میں الفاظ سند کے ساتھ ماہ و تاریخ و روز بھی موجود ہے کسی استاد فن نے شاعر میں لکھا ہے۔

(نمبر ۲)

ہفت ہفت سال تاریخ وفات بادشا	ہفتہ شعبان و ہفتہ پانزدہ یوم جمعہ
------------------------------	-----------------------------------

نمبر ۳ مولف الکتاب

محمد زمان خاں علی نژاد	سر شام چون مہر گردون ہفت
و لا فکر سال شہادت نمود	فلک ہفتم ماہ ذی حج بگفت

مولف حقیر کے فرزند (غازی الدین احمد) کی تاریخ ولادت اسناد میں تفصیل منقول ہے فرمائی تھی۔

(نمبر ۴)

نایخ ولادتس رستم زاد افضل	شب شنبہ بیستم جمادے الاولی
---------------------------	----------------------------

اس تاریخ میں شب کے الفاظ بھی داخل ماڈہ تاریخ میں۔ اور محققین نے کہا ہے کہ ساعت اور دقیقہ بھی داخل ہو تو ایک قسم کا حسن ہے۔

حسامی نے ظہیر الدین بابر بادشاہ کی ولادت میں یہ تاریخ کہی ہے۔

(نمبر ۵)

چون در شش محرم ز آستان کزیم
تایخ مولد شش هم آمد شش محرم

جب بابر بادشاہ نے دہلی کو فتح کیا تو کسی استاد نے اس کی تایخ لکھی۔

(نمبر ۶)

مست در پالی است ایران جو ساد
شاد غازی بابر عالی نسب
وقت در روز و سال و تایخ خط
صحیح بود و جمع و بیست و چوب

نوٹ: اس تایخ کے مادیں عطف بود ہی شامل مولد ایسا شمول غیر مستحق ہے
عبدالمدین اکبر بادشاہ کی ولادت کی تایخ کسی استاد نے لکھی ہے۔

(نمبر ۷)

مد الحسنہ کہ آمد بود جو و
آستان کہ از کون و مکان مستحق است
ماد شایستہ کہ از شایستہ جہان
اکبر شش نام جلالش الحب مست
سال روز و سال میلاد
نسب کاتیب و بیچ و چوب مست

نوٹ: اس تایخ کے مادیں و او عطف و اصل ہیں ہے۔ صاحب معدن
الخواص بطریق قافہ نو مائے ہیں کہ تواریخوں کی زبان میں پانچویں مرتبہ کہو
ہیں۔ فصاحت ایران کے لفظ جو کہ اس تعامل میں فاعل کے ساتھ کیا ہے جو ترجمہ
ہے فاس کا۔

صاحب زلف تکریم نے لکھا ہے کہ خواجہ حسن انصاری نے خواجہ عبداللہ
حرار کے گنبہ کی تایخ تصویب و تصحیح کی ہے و ہونہ۔

(نمبر ۸)

<p>ساخت این عالی بنابر ریٹ شک پست چوان گوئے زمین زیر فلک سال تجارت نہ صد و پنجاہ و یک ۹۵۱</p>	<p>خسرو عالی گہر عبد العزیز ہست نہ طاق فلک و جنب او معنوی لفظی بود نامایح آن</p>
<p>(نوٹ) اس تاریخ کے والد میں الفاظ سال ہجرت شریک ہیں جو محاسن تاریخ کے تعارف اور سن و جو غیر صحیح ہیں۔</p> <p>عبد العزیز بداولی نے کتاب منتخب التواریخ میں بعض تذکرہ ہمایون و شہ لکھا ہے کہ فرخ پور شاہ میں بادشاہ سلامت کابل سے راہی ہو کر عازم ہند ہوئے اور یہ اس کی تاریخ ہے۔</p> <p>(نمبر ۹)</p>	
<p>گور سبقت بردار شاہان مشین بے شک سال تاریخ توجہ نہ صد و شست و یک ۹۶۱</p>	<p>خسرو نامی احمدیوں میں بون شاہان بر فرخ بنہ از کابل عازم کرد شد</p>
<p>راوی وہ اس تاریخ میں عہد شہت سہ ماہہ کے سا لکھا گیا ہے۔ فارسی میں لفظ شہت سا لکھا گیا ہے۔ یہاں عربی الفاظ میں لکھا گیا ہے۔ لکھنے لکے۔</p> <p>تاریخ نویں کے مورخ فیضی اکبر آبادی ہیں جو غزالی شہیدی کی وفات پر لکھی گئی ہے۔</p> <p>(نمبر ۱۰)</p>	
<p>ہمد از طبع خدا داد نوشت سہ صد و ہشتاد نوشت ۹۸۰</p>	<p>قد وہ العظم غزالی کہ سخن عقل تاریخ و فاش بہ و طور</p>
<p>(نوٹ) اس تاریخ میں لفظ سہ کے عد وہی شامل ہیں اور یہ قابل اعتراض ہے</p>	

یا توصیف نہ صد و شتاد سے تاریخ مکمل موتی یا سالم مصرع سے۔ صورت اول مستحسن تھی لیکن یہ ہرگز درست نہیں ہے کہ لفظ سنہ تو داخل اعداد ہوا لفظ نوشت خارج۔ سوچ اگرچہ بڑے پایہ کے محقق گزرے ہیں لیکن غالباً فتن جمل کی کسی معلومات کی وجہ سے ان سے تسامح ہوا ہے۔

ہم نے اس قسم کے ذیل میں متعدد نظائر کا تذکرہ کر دے وجہ نہیں کیا ہے۔ طباع مورخین اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ ہر ایک تاریخ میں ایک ایک خاص بات ہے اور ہرین وجہ کہ بعض تاریخین اسناد ان فن کی ہیں ہم نے انکو بیہ ناظرین کیا ہے۔

تحققین فن کا اتفاق ہے کہ صوری معنوی تاریخوں میں ترجیح اُس تاریخ کو ہے جس میں ہراتی کا کوئی لفظ نہ ہو جیسے نظائر بالاسے تاریخ نمبر ۱۱۱۔ داو کا خط کو بہرانی نہیں کہہ سکتے اور اس کا ترک نا جائز نہیں ہے۔ سنہ یا سال کا لفظ اس وقت قابل اعتراض نہ ہو گا جب کہ مصرع میں داخل اور الفاظ بیانیہ ماڈہ سے متعلق نہ ہو۔ مثلاً تاریخ نمبر ۸ میں لفظ سال قابل اعتراض نہیں ہے اس لئے کہ سالم مصرع ماڈہ تاریخ ہے۔ اور تاریخ نمبر ۱۱ میں لفظ سنہ قابل اعتراض ہے اس لئے کہ اس کا تعلق لفظ نوشت سے ہو کر جو ماڈہ تاریخ سے خارج ہے۔

مہینہ کے عوض لفظ ماہ یا شہر اسی طرح آیام کے عوض لفظ روز یا یوم داخل ماڈہ ہو سکتا ہے۔

علیٰ ذائب یا صبح کے الفاظ کے ساتھ ان کے موزون اور مناسب الفاظ کا

استعمال بھی خوبی میں داخل ہے مثلاً اول شَب - با آخر شَب - یا شَب قدر
شَب برات - یا صبح عید وغیرہ

۱۔ باعتبار لفظاً باعتبار لفظ تائیح کے دو قسم ہیں - (۱) تائیح مفرد (۲) تائیح مرکب - تائیح مفرد وہ ہے جو کسی حرف کے بعد جمل سے حاصل ہو - اس قسم کی بعض تائیحیں صنائع تائیح کے استعمال سے حاصل ہوئی ہیں جیسا کہ ناسخ و ایک حکیم کی تائیح لکھی ہے -

کہا جاتا ہے کہ ایک حکیم پر شاہی عتاب ہوا جس کی نحواء الت تہی حکم شاہی صفا کر دی گئی - بد قسمتی نے اسی سال پیر اسکو عتاب کا نشانہ بنایا اور تنصیف نحواء کا حکم ہوا - اب حکیم جی ماصہ کے ماہوار دار رہ گئے - پھر اسی سال قسمت کی گردش نے تیسری مرتبہ اس کو زک دلائی اور پھر تنصیف ماہوار کی ضرر پائی - یعنی ماصہ ماہوار رہ گئی - ہنّاع مورخ نے اس کی تائیح کہی - (او ہو ہوا)

از حال حکیم ہشت برگیر	سہ مرتبہ نصف نصف کم کن
-----------------------	------------------------

حرف (ح) کے بعد جمل ۸ ہیں - اس کی تنصیف کیجئے تو (۴) ہونے لے پھر تنصیف کیجئے تو (۲) اور تنصیف دہلہ سوم میں داخل گیا - ان چاروں ہند سونگو ایک سطر میں لکھیے تو ۱۲۴۸ سنہ واقعہ کے ساوی ہیں -

ہم اس صنعت کو صنائع تائیح میں تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے - اس موقع پر تائیح مفرد کی تعریف میں اس قدر بیان کافی ہے -

اسی طرح ممکن ہے کہ اور سکین بھی تائیح مفرد کی پیدا ہوں - فرض کر دو کہ کسی کا نام غالب ہو اور اوس کی وفات تسلیم مجری میں واقع ہو اور مہنام کے

حرف کو سال وفات قرار دیا جائے۔ یا کسی کے نام سے حرف سال و آخر لیکر اس کے متعلق کسی واقعہ کی تاریخ قرار دی جائے۔

تاریخ مرگب وہ ہے جو ایک یا کئی الفاظ پر شامل ہو جسے میں ایسا لکھا جاتا ہے۔
محسن الملک مغفور کی تاریخ کسی شاعر نے ایک پیغمبر کو کہہ دیا ہے۔ یہ دو قطعوں سے مرگب ہے جن کے اعداد جمع سال وفات یعنی تیسرا سو گیس کے صدمہ ہیں۔
جمع نے ایک لڑکی کی ولادت کی تاریخ صدمہ سن بی بی ہے۔ اس سے اس کے نام کا
۱۳۲۴ میں اور یہی ولادت کا بھری سال قرار اور اس نام سے وہ نومبر ۱۳۲۴ میں
یہ تاریخ دو الفاظ سے مرگب ہے۔

(ج) اعتبار کلام | باعتبار کلام تاریخ کے دو قسم ہیں (۱) تاریخ منور (۲) تاریخ کلام
تاریخ منور وہ تاریخ ہے جو ایک یا کئی جملوں یا فقروں کی عبارت سے حاصل ہو جس کے
مثال اس کتاب کے دیا جا چکی وہ عبارت ہے جس کے ہر ایک لفظ سے اس کا سنہ
تاریخ پیدا ہے۔

تاریخ منجم وہ تاریخ ہے جو ایک مصرع یا جزو مصرع یا شعر یا سطر سے پیدا ہو
جیسے ناصر علی مرہند نے ایک مسجد کی تاریخ لکھی ہے جو سالم مصرع کی تاریخ ہے
(وہو ہذا)

آن خان غصنفر جگر دشمن کاہ	مسجد آراسا نقش بت کردہ شاہ
تاریخ بنائے او عقل سے گوید	ایک شد حسن مطلع بیت لڑ
جزو مصرع کی تاریخ نور الدین جہانگیر بادشاہ دہلی کی وفات کی تاریخ ہے جو لوح مزار پر کندہ ہے (وہو ہذا)	

پرو نایح و فاش جست کشفی	خرد گفنا جہانگیر از جہان رفت
سالم شعری سے نایح کی مثال ہماری نایح ذیل ہے۔ جو بتقریب عوہی	صاحب دہلی مولوی احمد حسین چیف سکرٹری و معتمد حضور پر نور سرکار
خطاب نواب و قاری ملک بہادر آئری سکرٹری علی گڑھ کالج کے	خطاب نوابی کی نایح میں سالم شعری میں ہم نے لکھی ہے۔
حاجب نائب التحقیق	مولانا بالنتوا
اس میں اس میں نے متبع کتاب کے وقت شریک کتاب کیا	رہا۔ مآثر نایح
مستقل۔ مآثر نایح	مستقل۔ مآثر نایح
مستقل۔ مآثر نایح	مستقل۔ مآثر نایح
مستقل۔ مآثر نایح	مستقل۔ مآثر نایح
مستقل۔ مآثر نایح	مستقل۔ مآثر نایح
مستقل۔ مآثر نایح	مستقل۔ مآثر نایح

یا کسی کو ذریعہ قبول آئیے تقبیہ کی ۳ قسم ہیں (۱) اگر مادہ نایج میں کمی ہو تو اسکی بہرہ ان کریں جس کا نام تذخلہ ہے (۲) یہ کہ اگر مادہ نایج میں اضافہ کوئی یا دلی ہو تو اسکو کم کریں جس کا نام تخرجہ ہے (۳) یہ کہ مادہ کی تکمیل عمل تخرجہ و تذخلہ دونوں سے کریں (الحاشیہ)۔ بعض اہل حمل نے کہا ہے کہ تقبیہ کی قسم اول کا نام تقبیہ داخلہ اور قسم دوم کو تقبیہ خارجی کہتے ہیں۔ اور یہ صرف لفظی اختلاف ہے تقبیہ فعلی کہیں یا تذخلہ۔ تقبیہ خارجی کہیں یا تخرجہ بہر حال دونوں اقسام میں تقبیہ کے۔ بعض کا قول ہے کہ اہل حمل نے تذخلہ کا خاص نام تقبیہ رکھا ہے تقبیہ کے لغوی معنی آراستہ کرنے اور ڈباپے اور عجیب چیز کے بنانے کے ہیں اگر تقبیہ اور تقبیہ کو معنی قریب قریب ایک ہیں۔ لیکن اہل حمل نے کسی مادہ نایج کی کمی کو شانے اور اس کے عیب یا نقص کو ڈباپے کا نام تقبیہ کہا ہے اس کا عکس تخرجہ ہے جس کی تعریف اوپر بیان ہو چکی ہے۔

بہر حال ہمارے اسے میں تقبیہ اور تقبیہ ایک ہیں تقبیہ کو تقبیہ کا مراد قرار دیکر اس کے ذیلی اقسام کا نام تذخلہ یا تخرجہ کہیں یا تقبیہ اور تخرجہ کو بنفسہ دو مستقل اصطلاح قرار دینے دونوں کا نتیجہ معنی ایک ہے صرف لفظی فرق ہے۔ اگرچہ ان الفاظ کی حقیقت کا پتہ کسی قدیم تصنیف سے نہیں ملتا لیکن عمل قدیم الایام سے عربی اور فارسی اور اردو شاعری میں بغض من نایج جاری ہے۔ ہم پہلے تذخلہ کا عمل ہیہ ناظرین کرتے ہیں کہ کن طریقوں سے جاری ہے۔

صاحب مخصر تسلیم کا قول ہے کہ تذخلہ اور تخرجہ میں الفاظ۔ سر۔ قرح۔ لب۔ تلج۔ اتول۔ ابتدا۔ بالآ۔ زبر۔ کے اشارہ سے اسوقت کام لیا جائیگا

جب کہ پہلے حرف کو شریک مادہ کرنا یا خارج کرنا مقصود ہو۔ اگر الفاظ سہ حرفی سے درمیانی حرف کا تعبیر کرنا چاہو تو۔ میان۔ جگر۔ قلب۔ روح۔ جان۔ سینہ۔ کمر۔ ناف۔ سے۔ اشارہ کر سکتے ہیں۔ اور حرف آخر کا تعبیر مطلوب ہو تو پا۔ دامن۔ انتہا۔ زیرین۔ آخر۔ غایت۔ نہایت۔ کے اشارہ سے کام لے سکتے ہیں۔ اور اسی قیاس پر کلمہ پنج حرفی میں حرف دوم کو۔ دوش۔ گلو۔ کشف۔ سے تعبیر کر سکتے ہیں اور حرف چہارم کو۔ ران۔ زانو۔ سیاق۔ ہم کہتے ہیں کہ صرف تسمیہ حرفی میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے اور تسمیہ لفظی سے متعلق نہیں ہے۔ تسمیہ حرفی و لفظی کا فرق ناظرین کو اون مثالوں سے خود بخود معلوم ہو جاوے گا جو اسی بیان میں آگے آویں گی۔

لیکن تسمیہ حرفی میں ہی ان اشاروں کا انحصار لازمی نہیں ہوا اس لئے کہ لو راشاروں سے ہی استادوں نے کام لیا ہے جو لطیف ثابت ہوئے ہیں جیسے چشم بد دور کا تسمیہ خارجی نمٹیل نمبر ۱۲ میں ہے جو ذیل میں آنے والی ہے بہر حال لطافت شرط ہے ورنہ تسمیہ بے لطافت بیچ ہے۔ اور باوجود لطافت تسمیہ کو غیر تسمیہ پر ترجیح نہیں الابدالات خاص جیسے کہ نمٹیل ۱ و ۲ و ۸ و ۹ و ۱۰۔ وغیرہ۔

اشارہ سرکاتہ علیہ ایسا ہونا چاہیے جیسے سرارات۔ اور اشارہ رخ

اس طرح ہو جیسے رخ انور سے عیاں ہے تارخ۔

اشارہ لب۔ جیسے لب عالم سے یہ دعا نکل۔ اس ترکیب میں ایک

عمل تو یہ ہو سکتا ہے کہ لب عالم سے (ع) کا تہ خلع ہو۔ اور دوسرا عمل

اس سے زیادہ لطیف یہ ہے کہ اب عالم کے سالم اعداد سے دعا کے اعداد خارج کر کے باقی ماندہ عدد ماؤذ تاج کی تکمیل میں محسوب کریں۔ تب کو غرض زبان یا نوک زبان کا اشارہ وہی سخن ہو۔

اشارہ تاج ابسا لطیف ہو جیسا کہ تاج تخیل ۱۱ میں بھی اگر اس تاج میں تاج پر نور سے پ کے عدد غرض تہ غلہ لین تو ایسا تہ غلہ لطیف ہوگا۔ اگرچہ موعج نے اس تاج میں تاج پر نور کے سالم اعداد کو یکایک ہم نے اشاروں کی صراحت مرید بغرض تفہیم کی ہے اور روشن خیال موزعین کے لئے اسی قدر اشارہ کافی ہے۔

لائق مصنف کی آخری رائے سے ہم متعلق نہیں ہیں یعنی الفاظ پنج حرفی میں حرف اول و چہارم کے لئے جو اشارے بیان ہوئے ہیں ان کی مثال ہماری نظر سے نہیں گزری اور نہ توں معاً میں حرف دوم کو روشنی بکھو کتف۔ کہا گیا ہے اور نہ حرف چہارم سے۔ آن۔ زانو۔ تاق۔ مراد لی گئی ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ ابسا تعبیر دل چاہی نہیں ہوگا۔

تاج گولی میں مل نہ خلد سخن نہیں ہو۔ و بچہ پوری کی حالت میں کیا جاتا ہے۔ اگرچہ بعض اشارہ ان نمونے اس کو نہایت لطافت کے ساتھ استعمال کیا ہے تاہم تاج متقل کو اسپر ترجیح ہے۔ اس لئے کہ ماؤذ غیر مستقل غیر کا محتاج ہو جاتا ہے۔ ہم ذیل میں ایک لطیف تعبیر کی مثال پیش کرتے ہیں جس کو خود ہم نے ملک معظم تہذیب و تمدن کے جشن تاج پوشی میں لکھا ہے۔ اور یہ ایک مکمل قصیدہ کا انتخاب ہے۔

(ممبر ۱)

جب تک نخل میں مویہوں کی خلقت قائم	نخل اقبال شہنشاہ رہے سر سبز دمام
صنعت تعبیه جب تک فن تاریخ میں ہے	تاج پر نور کو مویہ فرق شہنشاہ یہ قیام
(فرق شہنشاہ کے اعداد ۱۰۴۰ پر (تاج پر نور) کے اعداد ۸۶۲ بڑھانے سے تاجپوشی کا سنہ حاصل ہوتا ہے جو ۱۹۰۲ عیسوی ہے۔	
اسی طرح ایک موت کی تاریخ میں ہم نے تعبیه داخل کیا ہے۔ اور مثبتہ تاریخ کا انتخاب حسب ذیل ہے۔	

(ممبر ۲)

تاریخ اور تعبیه گوید سرورش عجب	خیر الف مضمون شہ انبیا رسد
روح الامین گفت کہ بگرم تیش	خیر النسا بدرگہ جل و علا رسد
(نوٹ) خیر النسا۔ نواب غلام غوث خان بہادر والی کرناٹک کی بی بی تہین جن کی وفات اسلام آباد میں واقع ہوئی تھی۔ جس کی یہ تاریخ ہے۔	
بعض مورخین نے مصع سالم میں تاریخ لکھی ہے اور صرف ایک حرف یا لفظ سے تعبیه کیا ہے۔ ملاحظہ ہوں تاریخ ذیل۔	

(ممبر ۳ تاریخ کتاب اشارات معینش)

خوش آمد بے خوشام چون اشارات	مذہب برادیش صد دل و جان
خرد با چشم معینش گفت سالش	پسند خاطر معنی پسندان
اس تاریخ میں مورخ نے چشم معینش یعنی ب کے دو عدد دس تک ختم	

کیا ہے جس کو تاریخی مصرع کے ۱۲۶۳ کے ساتھ ملائیے ۱۲۶۵ عدد حاصل ہوتے ہیں اور یہی سند تالیف کتاب ہے۔
کسی شاعر نے تاریخ کہی ہے

(نمبر ۴)

بصدق دل	نو شتم مصرع سال	سارگ باد این جشن عروسی
۲۲۸		$1030 + 228 = 1258$ اھ

الفاظ صدق دل کے ۲۲۸ عدد مصرع تاریخ میں شریک کرنے سے سند مطلوب ۱۲۵۸ حاصل ہوتا ہے۔

مندرجہ ذیل تاریخ عربی کا ذکر آزا دہلگرامی نے سجدۃ الجان میں نظم ترجمہ مولانا احمد القیسری فرمایا ہے جس میں ایک نئی قسم کا تذخلہ ہے۔

(نمبر ۵)

صار فکری مستعیناً واحداً	واقفنی تاریخ	فتح قریب
--------------------------	--------------	----------

یہ مادہ تاریخ امیر تیمور کی فتح الہند کا ہے جو سنہ ہجری میں واقع ہوئی شاعر نے فتح قریب میں ۸۰۰ عدد پائے اور ایک کی کمی کو واحد سے پورا کیا۔ اور یہاں لفظ واحد سے شاعر کا مقصد صرف ایک عدد ہے اور اس قسم کا تذخلہ حسن میں داخل ہے بادی النظر میں ایسا تذخلہ لفظ واحد کے کامل اعداد سے سمجھا جاوے گا۔ جب کہ مورخ نے صرف معنی سے تذخلہ کیا ہے تو اس کا اشارہ مصرع اول میں ضرور تھا۔

مندرجہ ذیل تاریخ میں تذخلہ ایک نئے ڈھنگ پر ہوا ہے۔

(نمبر ۶)

<p>عطائے باغ از محبوب سبحان $۱۲۸۱ = ۱ + ۱۲۸۰$</p>	<p>سفینہ از لب افضل شمیم <u>۱</u></p>
<p>لب افضل سے الف مراد ہے۔ سوئخ نے ایک کی کمی کو بذریعہ تذخلہ پورا کیا ہے مایح ذیل میں تذخلہ کی ایک جدا نشان ہے (نمبر ۷)</p>	
<p>آگفا سب گشت بندگان عالی $۱۲۶۴ = ۴ + ۱۲۶۰$</p>	<p>با جان از لب سروش سال مایح</p>
<p>یہ نواب کرناٹک کی تعریف سب گشت کی مایح ہے جو افضل شعرا شیعہ بن سخن خان راقم معطور نے لکھی تھی۔ جان از لب یعنی ادب کے عدو سے مادہ کی بہرہ گیری ہوتی ہے۔ ہم نے تذخلہ کی متعدد دستیلیں محض اس غرض سے پیش کیں کہ ہر ایک میں تذخلہ کا رنگ جدا ہے۔ شاکھن میں ان کے ملاحظہ سے رافع ہو جاوین گز۔ تذخلہ کس کس ڈھنگ سے کیا جاتا ہے۔ اب ہم ذیل میں تخریج کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔ استادان فن کا قول کہ کہ غریب تہنیت کی تواریخ میں تخریج سے ہرگز کام نہ لینا چاہئے۔ اس لئے کہ تخریج غیر محمود مانا گیا ہے۔ خوشی کے موقع پر غیر محمود طریقہ کا استعمال ماننا سب سے کسی استاد نے مایح ذیل میں کیا اچھا تخریج کیا ہے۔ (نمبر ۸)</p>	
<p>قد خرج الروح عن المرصی ۱۲۳۶</p>	<p>ارخ آگاہ من التورخ</p>

یہ تاریخ ایک بزرگ کی رحلت۔ لکھی گئی ہے جن کا نام (مہ تفسی) تھا۔ مرقی کے عد
۱۳۵۰ ہیں۔ اور رحلت ۱۳۵۱ میں واقع ہوئی تھی لہذا مورخ نے روح کے
عد ۲۱۲ سے تخریج کیا اور بے شک ایسا نحوہ لطیف ہے۔

اسی طریقہ پر ہم نے فارسی میں ایک تاریخ لکھی ہے

(نمبر ۹)

گفتہ تاریخ اور دان	جان از بدن علام حیدر
--------------------	----------------------

بدن علام حیدر کے اعداد جمل ۱۳۴۹ ہیں اور ان کی موت ۱۳۵۱ ہجری میں
واقع ہوئی تھی لہذا ہم نے لفظ جان کے ۴۰۰ عدد کا نحوہ کہا
تاریخ مسدودہ ذیل میں تخریج کی ایک دوسری شکل ہے

(نمبر ۱۰)

کمند گر یہ حلاق بن آدم	ملائک آدم کیسے روئے۔ احمد خان
------------------------	-------------------------------

یہ تاریخ احمد خان بکاش کی وفات کی ہے جو ۱۳۵۱ ہجری میں واقع ہوئی
وفات احمد خان کے عد ۱۱۹۱ تھے۔ لائن مورخ نے لفظ آدم کے ۶۰۰ عدد کا
تخریج ہو بصورتی کے ساتھ کیا ہے۔

اسی طرح مذکورہ تاریخ انبیاء مولفہ ضیہ خان لودھی کی تاریخ انبیاء ہے
نحوہ کے ساتھ لکھی ہے۔

(نمبر ۱۱)

این چین زار کیہ آقا انجیائش گفتمند	دار و احسن معانی یک جہان رنگ کمال
صورت تاریخ انجائش توان بے پردہ	گر نامل پرودہ پر دار و زمر آقا انجیائش

مرآة الخیال کے اعداد ۱۴۱۴ میں جن میں سے لطافت پسند مویخ فی پرہ کے
۲۱۱ عدد کا تخریج کیا ہے جس کے بعد ۱۱۰۲ عدد بیچ رہتے ہیں جو مساوی ہیں
سنہ تالیف کتاب کے۔

حضرت اقم مغفور استاد مؤلف نے ایک حوض کی نایح لکھی ہے جس میں
تخریج کی نئی صورت ہے۔ (رہو ہذا)
(نمبر ۱۲)

چوتھا گرید در حسانہ باغ	پانی بچم دین خوشما حوض آب
سلسلہ چشمہ بدو در اقم گفت	بے چشمہ چون چشمہ آفتاب

مصراع نایحی کے اعداد ۱۲۶۱ سے جن میں سے مویخ نے چشمہ بد یعنی ب
کے دو عدد کا تخریج کیا ہے جس سے ۱۲۵۹ عدد باقی رہ جاتے ہیں جو سنہ
تعمیر کے مساوی ہیں۔

مندرجہ ذیل نایح میں تخریج کی ایک نئی شکل ہے۔ یہ بھی حضرت اقم
کی نایح ہے۔ (نمبر ۱۳)

بین شہ قنارہ میہ ممتاز	چون رہی جاوہ فاشد
بے پائے شکیب ساش لیل	ممتاز بہشتیان ہدا شد

ممتاز بہشتیان کے عدد ۱۲۵۶ میں اور موت ۳۵۵۶ ہجری میں واقع ہوئی تھی
لہذا شاعر نے بے شکیب یعنی ب کے دو عدد سے تخریج کیا۔

صاحب بغت فلزم نے ایک نایح کا ذکر کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی رحلت مبارک پر کسی عجبی نے لکھی ہے۔ اس کا تخریج بھی پسندیدہ

ہے۔ وہ ہوتا	(نمبر ۱۲)
سال الفش خورد نمک گفت	از محمد زمانہ خانی سد
<p>زمانہ کے عدد ۱۰۳ ہیں اور محمد کے عدد ۹۲۔ پس ۱۰۳ سے ۹۲ کا طرح کر لیجیے ۱۱ باقی رہ جائے ہیں اور یہی سال چوبیس ہے رحلت مبارک کا۔ شائقین فن حمل کو اپنی نصیحت بڑھانے کے لئے نوحہ کی اس قدر مثالیں بہت کافی ہیں جو کہ میرے پیش کہیں اور وہ نوحہ اور نہ خدایہ محض کیجے جو نہ چڑھائے گا حکم رکبات سے جسے سر آہ یا سر درد سے کہا جاوے یا نہ عمر فاج کیا نوحہ ہو یا نعمہ ایسی لطافت کے ساتھ ہونا چاہئے جس سے ہمیشہ دوشمن پیدا ہوں۔ ایک عام معنی ملا لیا کہ نوحہ یا نہ ملد اور دوسرے خاص معنی بلحاظ علم یا نوحہ۔ اسی کی مثال شد مند کر دے کہ بعض ناریکیں ہیں۔</p>	
<p>اب ہم اہل من مہیہ کی قسم کی ہیں چند مثالیں پیش کرتے ہیں جن میں نہ عدد و نوحہ دونوں کا عمل ہوا ہے تاہم ذیل کے نصف نعمت خاں عالی میں</p>	
(نمبر ۱۱)	
معنی استع شاہ عالم گیر	رہیق ال طلست و عار الحق
این چنین گفت عقل خوش تقریر	سال ناری بخش از خورد حسن
ہر ش کردان میان نصیر	بواحسن داشت حاجی محمل
شاہ اورنگ زیب عالم گیر	جون ہرون رفت او بجائست
<p>یار محمل کے عدد ۸۲ ہیں جن میں سے بواحسن کو نہ ۱۵ کا طرح کرنا چاہیے۔ اور باقی ماندہ ۱۲۵ عدد کو مصرع ناریخ کے ۹۷۳ عدد میں داخل</p>	

کرنا چاہیئے مجموعہ ۱۰۹۸ ہو گا اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

والہ واعمالی نے اپنی تالیف تذکرۃ الشعراء کی تاریخ اسی طریقہ پر لکھی ہے
جو کہ سلسلہ ہجری میں لکھا گیا وہ ہوا ہذا

(نمبر ۱۶)

این تذکرہ چون طرف ذراے دل شد	تاریخش راز دل خود سائل شد
کفاز ریاض الشعراء رفت خزان	در وی چو بیمار سرزده داخل شد

ریاض الشعراء کے اعداد ۱۶۱۳ سے خزان کے اعداد ۹۵۸ کا تخریج کیا جائے تو
۹۵۵ بیچ رہتے ہیں یہاں اعداد غلط ہیں ۲۰۸ میں سے ہماذا الفاظ سرزدہ (ب) کے
۲ عدد کم کر کے باقی ماندہ ۲۰۹ کو ۹۵۵ میں داخل کریں تو ۱۱۶۱ عدد حاصل ہوگا
ہم کہتے ہیں کہ یہ عمل لطیف ہے۔ محاورہ و اماں زبان فارسی اس تاریخ کی داد و انگ
اسی قسم کی ایک تاریخ موت جیسے ہی لکھی ہے جس کو ذیل میں عرض کرتے ہیں
(نمبر ۱۷)

بنده سال ملت خیر النساء گشت	شد جگہ از جهان روزیکہ دنیا اگر گشت
-----------------------------	------------------------------------

خیر النساء بیگم کے عدد ۱۰۲۴ میں جنکو گلزار جهان کے ۳۶۲ میں بقا عدد داخل
شامل کرنے سے مجموعہ ۱۳۸۶ ہوتے ہیں جس میں سے دنیا کے عدد ۶۵ کو خارج
کرنے سے ۱۳۲۱ باقی رہتے ہیں اور یہی سنہ وفات ہے۔

اسی قسم کی ایک تاریخ بتقریب مسند نشینی والی سلطنت آصفیہ مولوی
عبد القادر نالعلی طابہر تخلص نے لکھی ہے جو ذیل میں عرض کی جاتی ہے۔

(نمبر ۱۸)

بعض اہل دولہ پور اور تحصیل کے	۱۰	۱۱	۱۲
۱۳	۱۴	۱۵	۱۶
۱۷	۱۸	۱۹	۲۰
۲۱	۲۲	۲۳	۲۴
۲۵	۲۶	۲۷	۲۸
۲۹	۳۰	۳۱	۳۲
۳۳	۳۴	۳۵	۳۶
۳۷	۳۸	۳۹	۴۰
۴۱	۴۲	۴۳	۴۴
۴۵	۴۶	۴۷	۴۸

بعض اہل دولہ پور اور تحصیل کے
 کردار اقبال پر جا رہے ہیں
 محکمہ کے عدوۂ میں ہیں جس سے افضل الدولہ کے عدوۂ ۹۸
 خارج کے عادیں تو ۱۰۰۰ ہوتے ہیں یہ ان اعداد باقیہ کو وضع چارم کے
 اعداد ۱۳۸ میں ٹرکب کریں تو مجموعہ ۱۰۰۰ ہوتا ہے اور یہی سال عیسوی طالعوت
 واضح ہو کہ اگر کسی بادشاہ یا راجہ میں تعمیر کی جھلک اٹھانے سے پہلے اور
 فی الحال وہ تعمیر ہو کہ کل اعداد مذکور سے تین حاصل ہوں تو اس راجہ کو
 غلط نہیں کہہ سکتے جیسا کہ مذکورہ معقول کی رحمت کی تاریخ میرزا فیصل حسین
 میر نے لکھی ہے۔

کفایت تاریخ و فائنس رقمہ اشک
 اس تاریخ کو جو ہر اسکے اعداد بالائی کی ساری خانہ کے دوسرے حصہ میں نقل کیا ہو
 صاحب محض تسلیم کرے جو اسے تاریخ پر محکمہ کر کے دیا ہے کہ یہ تاریخ غلط ہو
 اس لئے کہ تعمیر ہو کہ بہت کہ عقل سے دل کو خارج کرو اور سدرہ ہر جہل
 کو اور مہر سے دیکھو اور گویا کیا جاوے اور سادہ مصرعہ کے اعداد ہوسا
 نہ ہوں تو صرف ۱۰۰۰ حاصل ہوتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ تعمیر ہو کہ
 کا نقصان ہے۔ یہاں اسے میں محمد عتہ اس کی اصل سوس ہے لائق موع
 نے بہت چھی تاریخ لکھی ہے۔

بات یہ ہے کہ ہر ایک ترک کو اگر نہ خدا ورتخو کے خیال سر دیکھا جا
 تو کچھ نہ کچھ اشارہ اس میں پایا جاوے گا۔ مثلاً اگر کسی شاعر نے یہ مصرع لکھا

کہ (ع) مسرت سے کہی نایح میں نے : تو اس کو ہم اسپر مجبور نہیں کر سکتے کہ لفظ مسرت کے سالم عدد کو مادہ نایح میں خواہ مخواہ داخل کر دلیکن اگر فی نفسہ مادہ نایح میں اس قدر عدد کم ہیں اور موتخ نے لفظ مسرت سے تداخل کیا ہے تو کہا جاوے گا کہ تداخل طبعی ہے نایح متذکرہ بالا کی بالکل یہی شکل ہے اور حضرت تسلیم کا اعتراض و تحقیق ہٹ دہری سے کم نہیں جو اس لفظ کہ موتخ نے مصحح اول میں کوئی اشارہ موجود کا نہیں کیا ہے جس کے لحاظ سے مادہ کے مصحح میں خواہ مخواہ بدل کی کہاں کالئے کی ضرورت ہو۔ فافہم۔

۱۷۱ اعتبار نصیف | باعتبار تصنیف یہی نایح کی دو قسم ہیں (۱) نایح نصفہ موتخ۔ (۲) وہ نایح جو موتخ کی نصفہ نہ ہو۔ اور نایح کا سہرہ موتخ کے قائم کرے۔ ہم کو پہلی قسم کی تعریف بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف دوسری قسم کو یہ ملاحظہ کرتے ہیں۔

بہ۔ وہ نایح ہے جو کسی اور نام کے مشہور مصحح باضرا مثل یا حدیث شریف یا آب کلام اللہ پاک سے حاصل ہو۔ اگرچہ اس قسم کی نایح میں موتخ کو کلام پر مکتب کا حق حاصل نہیں ہے۔ لیکن بل جمل نے اس قسم کی نایحوں کو نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھا ہے اور عموداً عمل یہ رہا ہے کہ جس مصحح کی شہرت عام اس کے مصنف کے نام سے نہ ہو اس کے متعلق ذکر کر دینا چاہیے کہ فلان استاد کے کلام سے ہم نے نایح یہاں کی ہے۔ ضرب مثل یا حدیث پاک یا آیہ قرآنی کی نسبت اس نہ احت کی ضرورت نہیں ہے۔ اسنادان فن کا قول ہے کہ ایسے ماہروں میں خفیف سا لفظی تصرف اصل کلام کے مقابلہ میں باغراض تکمیل عدد

جائز ہے بشرطیکہ اس تعمیر کے بعد یہی سامع کا خیال سنتے ہی اصل کلام کی جانب رجوع ہو جائے۔

اب ہم ذیل میں ایسی چند ناریختیں بطور مثال بدینہ ناظرین کرتے ہیں۔
آزاد ملگرامی نے تذکرہ یہ مضامین لکھا ہے کہ نور جہان بیگم نے دم واپسین
میں ایسی موت کی ناریخت ایک مشہور شکل سے پیدا کی۔ وہ یوں ہے۔

نعم عاجزہ در تر خاک شد	فلک گفت حسن کم جہان پاک شد
------------------------	----------------------------

ہم نے ایک خاص واقعہ پر اس کی ناریخت اسے باد صبا ابن حمہ
اور وہ تست۔ سے لکھی تھی۔

کسی بزرگ نے ناریخت وہاں غازی الدین حیدر باد شاد لکھنؤ حسب ذیل
لکھی ہے۔

گشت ناریخت مصرع استاد	امی ب آید و کی خاک شد
-----------------------	-----------------------

کسی استاد نے (آیہ کریمہ) اور ملک بن الکلبین القوامیہ سے
۹۹۹ء میں ایک کوئے ناریخت لکھی ہے۔

اور ایک بزرگ کے وارثہ بنت پریم نے ان کی رحلت کی ناریخت (آیہ کریمہ)
جثات عدن یہ خلونہ (۱۲۸۳ء) میں کندہ دیکھی ہے۔

اسی طرح ایک مسجد کی ناریخت (آیہ کریمہ) بابا ابوالدین اسماعیل کھوارکھو او اجد
(۱۲۹۶ء) ہجری ہمارے مشاہدہ سے گزری ہے۔

علی ہذا حیدر آباد کی مسجد افضل گنج کی ناریخت (آیہ کریمہ)
رائٹر ملک بالصلوة واصطبر علیہا مین ہے۔

سیر عبد الرشید قومی صاحب درمہنگ رشیدی نے جلوس اور گٹ پ کی
تاریخ جو سنیہ بچوی میں واقع ہوا ایک آیت قرآنی سے حاصل کی ہے۔ اطیعوا اللہ
واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔

ایک بزرگ کی تاریخ موت (۱۱۹۵) حدیث نبوی عائشہ حمیدہ امات شہیدہ
سے پیدا کی گئی ہے۔ جیسا کہ صاحب مختصر نسیم نے ذکر کیا ہے۔

(۱) باعتبار بیان (۱) باعتبار طرز بیان تاریخ کی ۳ قسم ہیں (۱) بیان واقعی (۲) بیان
بدرجہ کنایہ یا استعارہ وغیرہ (۳) دعائیہ۔ قسم اول وہ تاریخ ہے جس میں کسی
تقریب یا واقعہ کا بیان بغیر کسی مبالغہ یا بہرتی کے صاف الفاظ میں کیا جائے
جیسے مندرجہ ذیل تاریخیں ہیں جنکو ہم نے لکھا ہے۔ یہ تاریخ ایک مرثیہ کا انتخاب

دو محسن وہ مہرہ یعلیٰ خان بہادر	ہوئے آج افسوس دنیا سے خصیت
کہی اس کی تاریخ منکر و لائے	قیامت ہوئی ہے مہدی کی جلت

یہ تاریخ فارسی بھی ایک تاریخی مرثیہ کا اقتباس ہے۔ ولہ

ثبت کن سال وفاتش بر سر لوح نزار	فاخر و دارا بقیہ گریہ سر سالار جنگ
---------------------------------	------------------------------------

تاریخ ذیل ایک ہمارے دوست کی تقریب شادی پر لکھی گئی ہے۔

لوسیان آج چڑھی ہل منڈھے	آرزو پوری ہوئی کبھیو حسین
عقد ہوئے ہی کہا باغ نئے	کتختہ ہو گئے الطاف حسین

تاریخ ذیل ایک تعمیر سے متعلق ہے۔ ولہ

ہمایون راجہ بہنگوان سنگہ ذمی مراتبے	بنا کی اک عمارت دل کشا دربارنا بہائین
دلائے عرض کی تاریخ منت بر محل سکی	بنا الکن محل پر نضا سرکار نا بہائین

تاریخ ذیل خود مہارے فرزند کی ولادت کی تاریخ ہے۔	
خداوند بکرمعت توان سخن گفتن	یکام خود رسد لطف عانت آرزو مند
بجوش غمراں مرحمت گوید و آساں	خدا ہے نیام داوہ جلالہ عند فرزند
ہم نے ایک قسم کی متعدد مثالیں صرف نوعیت مختلف کی وجہ سے پیش کیں تاکہ طالبان فن جمل کو بیان واقعی کا مطلب بھی طریقہ سمجھ میں آئے۔	
دوسری قسم بذریعہ کن یہ یا استعارہ وغیرہ اگرچہ اس قسم کی بعض نحوین میں کن یا استعارہ کی وجہ سے لطف سخن و وبالانہو جاتا ہے مگر اس کا درجہ بیان واقعی سے کہیں بڑھ نہیں سکتا۔ ہم اس کی کامل صراحت محاسن تاریخ کے بیان میں کریں گے اللہ واسد۔	
تواریخ ذیل اس قسم کی مثال ہیں۔	
سال ولادتش ز عطر دشمنیدہ ام	و آلا گوی کہ آہا یہ سنہ برآمدہ
کلفت زود خاطر سس گفت	بتے بہ ہر شام شمع مردہ
تاریخ لغت نون معنی گفتہ (شمل معنی) خوشیہ نون یافتہ با ماہ تمام	
ہم اس تاریخ معنی کو بیاں صنائع تاریخ میں حل کریں گے اللہ واسد۔	
قسم سوم (دعاۃ تاریخ) اسے وہ تاریخ مارتے جس میں واقعہ تاریخی کا اشارہ صرف دعا میں ہو۔ جس کی مثال ماڈو با سے ذیل سے واضح ہے۔	
کیا غروب کہیں میں نے رساقہ کی تاریخ	زیرہ کاوان مہر لکھتے ہو مبارک
جستہ سال ولادت رقم زند معنی	طلوع نیر برج خیرت ہماہوں بار
و آلا سال وفات اور رقم زند	خدا یا عاقبت محمود با و ا

(۳) محاسن تالیف کا بیان

محققین فنِ جمل نے تالیف کے محاسن کا ذکر کیا ہے اور شائقین فنِ جمل کو نصیحت کی ہے کہ ان کی توجہ اس پر مائل رہے کہ جس قدر ہو سکے محاسن تالیف کا لحاظ رکھیں۔ ہم ذیل میں محاسن تالیف کی تفصیل کرتے ہیں۔ ہماری اس کتاب کا یہ بیان درحقیقت ایک معیار ہے جس سے مورخ کے نتیجہ فکر کی خوبی اور منزلت دریافت ہو سکتی ہے۔ یعنی ایک تالیف جو ہمارے روبرو رکھی ہے اس کی نسبت ہم اس بیان کی مدد سے یہ بات معلوم کر سکتے ہیں کہ وہ کس پایہ کی تالیف ہے کتنے محاسن اس میں جمع ہیں۔

محاسن تالیف کے قرار دیا کا سہارا حقیقت متاخرین ہند کے مرہے۔ تصانیف و رسائل میں بہت کم اس کا ذکر ہوا ہے۔ ہمارے مرحوم استادوں کا صدقہ ہے کہ ہم ان سے واقف ہو کر آج اس کتاب میں اس کا ایک مستقل بیان قائم کر سکے۔ لیکن ہے کہ بعض محاسن مضرہ انہیں بزرگوں کی ایجاد ہو چکا کہ بعض محاسن کو متاخرین محققین نے قائم کیا ہے۔

شائقین فنِ جمل اس کو بے بنیاد سمجھ کر بے نوجہی نہ فرمادیں اور یہاں سے بحث نہ کریں بلکہ اپنی نازک خیالی کو ماقال پر محمول کریں (ع) شائع نیک ہر دوکان کہ بائبل۔ جب فہم سلیم ہرم کے ماننے کے قبل اس کے ہر ایک پہلو پر نظر ڈالنے اور نتیجہ اخذ کرنے کے لئے موجود ہے تو پہر محاسن سے قطع نظر کرنا گویا سہل انکاری کا عادی بنانا ہے۔

(الف) میرے استاد مولوی غلام حسین مغفور، بلگرامی المتخلص قد فرماتے تھے کہ

ماڈہ تاریخ مشہور پر منظوم کو ترجیح ہے۔ اگر کسی مخصوص عبارت یا آیہ قرآنی یا حدیث نبوی یا کسی مشہور مثل سے ماڈہ حاصل ہو تو حتی الوسع کوشش کرنا چاہیے کہ اسکو کسی نہ کسی بحر مطبوع کے قالب میں داخل کریں اور تبدیل ترکیب وغیرہ کے ساتھ اس خاص مقصد میں کامیابی حاصل کی جائے اور یہ درجہ لاجاری غیر مطبوع بحر بھی۔ بشرط فضیلت کہتی ہے لیکن تبدیل ترکیب میں اس بات کا لحاظ رہے کہ محاورہ اور زبان کے لطف میں فرق آئے نہ پائے۔

اس خاص مقصد کے لحاظ سے سوئچ کوفن عروض میں بھی کچھ نہ کچھ بات پیدا کرنا چاہیے اور ہماری رائے میں اس خاص ضرورت کے لئے زبان اردو میں استاد موصوف کی تالیف قواعد العروض بہت مفید اور جامع کتاب ہے جس کی سلاست بیان نہایت میراج الفہم ہے۔ ہاں استاد می مولانا مولوی محمد حسین خان شبیر بن سخن۔ راقم۔ کی تالیف میزان الاشعار۔ سے کام لینا چاہیے یہ کتاب آخراۃ کر اگرچہ زبان فارسی میں لکھی گئی ہے لیکن سلیس عبارت میں محققہ مفیدہ کا حکم رکھتی ہے۔

(ب) میرے استاد و شفیق۔ افضل شعرا شبیر بن سخن خان مولانا مولوی محمد حسین راقم تخلص میر مجلس مجلس مشاعر و نواب کرناٹ کی تاکید تھی کہ ماڈہ تاریخ منظوم حتی الوسع مصرع سالم میں لکھا جائے جس قدر استادان فن سے جھگڑا تھا اس کا اتفاق ہوا ہم نے ان سب کو اس کلیتہ سے اتفاق کرتے ہوئے پایا۔ غور کر کے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ ماڈہ جو مصرع سالم میں ہوا ان الفاظ خارج از ماڈہ سے متعارف ہوتا ہے جو تکمیل مصرع کے لئے ناگزیر لانے پڑتے ہیں۔ نیز اگر کوئی شخص

صرف مادہ کو لوح مزار پر کندہ کرانا چاہیے تو ایسا مصرع جو تا متر مادہ تاریخ کا حامل ہو کسی دوسرے مصرع کا محتاج نہیں ہوتا۔ جو مادہ مصرع سالم میں نہیں ہوتا اس کا شمار منظوم مادوں میں نہیں ہوتا جو خاص تاریخ کی پہلی قسم ہے۔

(ج) ہمارے استاد افضل العلما مولانا مولوی سید علی مغفور لکھنوی کا مکمل مجلس ارشاد ہر وقت ان کی مبارک تصویر کو ہماری آنکھوں کے روبرو رکھتا ہے کہ خاص تاریخ میں زیادہ خیال رکھا جاوے کہ مادہ تاریخ سے واقعہ زیر تاریخ اور اس کا شخص کا نام ظاہر ہو جس کے متعلق تاریخ لکھی گئی ہے اور بیان واقعہ اس محلی کے ساتھ ہو کہ مادہ تاریخ کسی صراحت مزید کا محتاج نہ ہو۔ اس کی مثال خود ہمارا مصرع ہے۔ (ع) فائز دار البقا گردید مر سالار جنگ (۱۳۰۰ ہجری)

آپ ہی کا قول ہے کہ مخبری کی حالت میں جزو نام ہی کافی ہے جیسی خود ہماری تاریخ ہے (ع) جہاں گزاشت بیچارہ جہانگیر (۱۶۵۹) بعض مواقع میں خصوصیات کے لحاظ سے جزو نام سالم نام پر تفصیل رکھتا ہے جیسے ہماری تاریخ (ع) قیامت ہوئی ہے مہدی کی رحلت (۱۳۲۵) اگر اس موقع پر سالم نام یعنی (مہدی علی) شریک مادہ ہوتا تو معنوی لطافت کم ہو جاتی۔

ہمارے استاد مغفور کا قول تھا کہ اسی کا نام اصطلاح حمل میں بیان واقعی کر اور بیان واقعی کو کل اقسام تاریخ پر ترجیح ہے اس لئے کہ بیان واقعی کا مادہ تاریخ جس میں واقعہ کی صراحت باظہار نام صاحب واقعہ ہوتی ہے۔ اُسی واقعہ کی مخصوص تاریخ ہوتی ہے برخلاف اول تا چون کے جن میں یہ پابندی نہ ہو۔ جن کو اُس کے مماثل اور واقعات سے بھی متعلق کر سکتے ہیں۔

مثلاً اگر کسی موقع پیدا دیر متوج نے یہ مادہ لکھا کہ گونی کہ آفتاب تیار آمدہ
یا کسی سا کھ موت پر لفظ "پہنچو" سے سند برآمد کیا تو ایسا مادہ بوجہ تعمیم
مضمون تفسیر و سا کھ محضہ سے خاص نہیں سمجھا جاسکتا اس لئے کہ ایک
سند کے متعدد تقاریب و لاد و یا سوا کھ موت میں انہیں مادوں کا استعمال
ہو سکتا ہے اس لئے کہ ان میں نام صاحب تفسیر و قاعدہ نہیں ہے اور یہ
مادے اور مضمون کے محتاج ہیں جن میں صاحب تفسیر کا نام یا قاعدہ کا
بیان کیا گیا ہو۔

لخص محققین میں کانوں ہے اور ممکنہ اس سے اتفاق ہے کہ دانشمندان
کے تقاریب عمل صحیح میں بیان واقعی سے کام لیتا کر کہ اوپر سے نفع ہر
مادہ تاریخ میں بصورت نام صرف و مادہ جانی جس میں ترقی عمل و مسائل یا
تربہ کا مضمون ہو۔ عمل صحت یزید کر کہ و۔

ایک شخص نے سچ کہا ہے کہ بیان واقعی میں صاحب قاعدہ نام صاحب تفسیر
کی نہایت کا لحاظ رکھا جائے۔ مثلاً کہ اصل صاحب کی دعوت کی تاریخ
ع تصوف علی نویدہ جلالت فسوس بہت صاف و عمدہ ہے جس میں
نام مرحوم اور واقعہ جلالت نہایت صاف مضمون میں بیان ہوا ہے۔

لیکن ایک دانشمند کی دعوت کی تاریخ ایسے الفاظ میں زیادہ قابل تعریف سمجھی جائے گی
مثلاً ایسے مواقع کے لئے ایسا مادہ زیادہ قابل تعریف ہوگا جس میں صحت یا اس کے
مماثل الفاظ ہوں۔ جیسا کہ ہم نے جواب میں اسکا مکتبہ فقہ و تاریخ حیدر آباد کے
لئے لکھا تھا بعض (ع) سیر گلزار جہانگیر یہ سر سالار جنگ۔ اس تاریخ کی نسبت

کہنے والے کہہ سکتے ہیں کہ اس میں بیان واقعی نہیں ہے اور ایک حد تک ان کا پہنچ کر
لیکن صاحب واقعہ کی منزلت کے حاملہ سے ان حل لے اس کو یہی بیان واقعی ہی
قرار دیا ہے۔

قدر بگڑامی کی اسے بھی کہ بیان واقعی میں الفاظ زائد سے بالکل پرہیز
کرنا چاہیے لیکن مولوی سید علی کامل اس کے مخالف تھے آپ فرماتے تھے کہ میں
صرف بہائی کے الفاظ کا مخالف ہوں صفات میں مناسب اور موزون الفاظ
کا بڑا ماحصو صاف عین اور ان کی تائیدوں میں بھی قابل اعتراض نہ ہوگا بلکہ غیر
دون الفاظ کے وہ تائید یہیں کہلے گی جس سے مروج لے ہمارے اس توجہ کو
حلدیے دیا ہے بلکہ ارفاق یار ملک بہت پسند فرمایا اور مخیر اہم کو
منع کیا کہ اس سے دوسرے اور تائید اسے دیا ہے گئے خورشید جاہ کے
نفاذ میں بہاؤ توجہ ہے اور ساتھ ہی فرمایا کہ دوسرے مادہ کی حوالی میں کچھ
کلام نہیں ہے۔ لیکن اگر چند اعتراضات اٹھائے ہیں ہوتے تو زیادہ پر اظہار ہوتا
حضرت کامل کا قول ہے کہ اگر صاحب واقعہ یا نقیب کا نام یا جزو نام
اسے زائد ہو اور سند جوئی کی ایسی نہ ہو کہ کہیں جاسکتی ہو جس میں نام یا جزو
نام کا نام لکھن ہو تو اس میں سند جوئی میں ترک نام یا جزو نام سے مناسب ہے
کہ سند جوئی کو ترک کر دو اور عیسوی اسنت یا وکسی سند میں تائید لکھو جس کے
عدا میں صاحب واقعہ کا نام یا جزو نام داخل ہو سکتا ہو۔

آپ ہی نے فرمایا ہے کہ اگر تائید تائید میں سالہ نام نہ آسکے اور جزو نام
موجود رہتی سے منعمل ہو سکے تو کم سے کم اس قدر کوشش کی جائے کہ الفاظ کا

مکمل ہوا جس سے اس کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ جس سے معاصرین فوراً پہچان جاویں کہ یہ تاج
مقدس شخص سے متعلق ہے۔ یا واقف لوگ عنوان تاج کی مدد سے مادہ کی خوبی دیکھ
کر سکیں۔ جیسا کہ مولف کتاب نے اپنے حیا نمونہ نواز خان کی رحلت پر دعائیہ تاج
کے ہی ہے۔ خدا یا بقیہ محمود باد۔ یا ست و داع کی رحلت کی تاریخ ہے۔
دوسرے دو دوایں کے لئے دل پر۔

۱۔ چارے سے زعفران، توبہ، صبح الملک، داغ، دھوی، اگرچہ فتنہ میں بڑے
یہ کے شخص۔ لئے اور وہ خود ہی ہر ایک تاریخ کی اصلاح کے وقت اس کا ذکر
فرمایا کرتے ہیں۔ سب سچاں اللہ زبان کے متعلق آپ کی اصلاح کا کیا کہن۔ آئے
ہمارے بعض ان مادہ ہست تاریخ کو کائنات کی مینڈک باجی کی ترکیب میں مبتلا
خبر دہ نہیں ہوئی تھی اور بہت فرمایا کرتے تھے کہ حسن کلام یہ ہے کہ مبتلا
بہت قریب ہو۔ ہمارے بعض تاریخ دانوں کی ترکیب آپ نے پٹ دی اور انکی
روح دو بار دہائی اور عقیدہ انکار کے آپ ہمیشہ مخالف رہے۔
آپ کی تاکید تھی کہ ہمارے والدین کا لکھا رکھا جائے اس سے کہ خوبان کا
درجہ سب پر مقدم ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ محمد مصطفیٰ نقصان زبان کی وجہ
خاک میں مل جاتے ہیں اور کہ درجہ کا مضمون میں خوبان کے ساتھ چلک ہوتا ہے۔
آپ ہی کا قول تھا کہ اگر کسی مرد میں زبان کی خوبی ہو اور صاحب واقعہ کا
نام نہ آئے تو ایسا مادہ اور مادہ پر فائق ہو گا جس میں صاحب واقعہ کا نام نہ ہو
مگر زبان کا لکھا رکھا گیا ہو۔

(۵) استادان فن حمل نے بالانعام کہا ہے کہ حسن تاریخ میں سب طرحی

یہ ہے کہ مادہ تایخ بدون تدخلہ و تخریج ہو۔ تاکہ صریح تاریخ کی کسی دوسری محتاج نہ رہے۔ بعض نے کہا ہے کہ صرف تایخ موت میں اعداد لفظ جان یا روح یا روح کا تخریج اعداد نام متونی سے سخن مانا گیا ہے اور البسی تایخ بے تخریج تاریخ محرم بہرانی گئی۔ جیسے (ع) قد خرج البروج عن المرقنسی ۱۲۵۰-۱۲۱۲=۱۲۳۶ حضرت کامل مغفور کا قول تھا کہ اگر متونی کے نام کے اعداد سال مطلوب سے بڑھے ہوں تو خود بخود اس کا فیصد ہو جاتا ہے کہ مادہ تایخ میں مرحوم کا نام داخل نہ ہو سکے گا اور اس مجبوری کی حالت میں مادہ تایخ کی بڑی خوبی فوت ہو جائے گی۔ پس اس قسم کے تخریج کے بغیر چارہ نہ ہو گا اور ایسا لطیف تخریج جیسا کہ مثال بالامین گزرا تایخ کو محاسن تایخ کی تعریف سے خارج نہ ہونے دے گا۔

(و) اسنادان فن حمل کا قول ہے کہ مادہ تایخ میں حتی الوسع بہرہ کی الفاظ آئے نہ پائین۔ مادہ کی تکمیل کے لئے مربوط الفاظ سے کام لینا چاہیے جو منشأ تایخ کے خلاف نہ ہوں اور مضمون سے مناسبت رکھتے ہوں۔ مثلاً موت کی تاریخ میں افسوس یا آہ یا جہالت اور اسی قسم کے الفاظ یا صاحب تقریب یا صاحب واقعات کے صفات۔ مثلاً اس مادہ میں ہار دیا ہے گئے خورشید جاہ دے کا لفظ بے محل نہیں ہے اور مناسب وقت بھی ہے اور غم کی حالت میں بولا جاتا ہے۔ اسی طرح اس مادہ فانی میں لفظ آب۔ سالابہ جنگ و آب جہاں فنا گزرتا ہے۔ لیکن جو مادہ بہرہ کی الفاظ سے پاک و صاف ہو اور کو ہر حالت میں اور مادہ پیر زجمع ہے۔ جیسے کتھا ہو گئے الطاف حسین

اس خاص باب میں حضرت کامل کی رائے ہم حرف ج پر عرض کر چکے ہیں حاصل یہ ہے کہ صفات مدوح و صاحب تاریخ میں مناسب الفاظ کا لانا چونکہ بہتر نہ معلوم ہو مستحسان سے ہر ایک کسی واقعہ کے متعلق الفاظ مناسب و متعلقہ واقعہ کا استعمال مستحسن مانا گیا ہے۔

(۱) شہد میں کے پاس محاسن تاریخ میں یہ بات داخل تھی کہ تاریخ سنیہ میں سے مخصوص رہے لیکن متاخرین نے اس سے اختلاف کیا ہے وہ فرمایا ہیں کہ سنہ کی خصوصیت محض فصول ہے بلکہ بعض مواقع میں مانو ٹیما اور مانو سنا ہو جاتی ہے۔ واقعہ تقرب کی مناسبت کے ساتھ سنہ کا تعلق ہوا چاہیے مثلاً اگر ایک اسلامی سلطنت میں جہاں سنہ ہجری مروج ہے کبھی مسلمان کے لئے تاریخ کہی جائے تو اس میں سنہ ہجری ہی کا یاد رہے۔ بالآخر کسی ہندو کے لئے تاریخ مسطور ہونے تو اس کا مذہبی سنہ اولیٰ ہے۔ اسی طرح عیسائیوں کے لئے عیسوی سنہ اور پارسیوں کے لئے سنہ لوزوز۔ یا اگر کسی خاص مقام پر کل اقوام میں کہ سنہ تاریخ ہے تو اسی سنہ میں تاریخ کو بنا زیادہ مناسب ہے ہم اس کتاب کے خاتمہ میں حقیقت سنہ کو یہی غلط طور پر لکھیں گے جو کہ سائنس دان حمل کے لئے دل چاہی سے خالی نہ ہو گا۔

(۴) صنائع و بدائع تاریخ کا بیان

میں عام | صنائع و بدائع بلاغت سے اگرچہ اکثر صنائع و بدائع کا استعمال تاریخ میں ہو سکتا ہے لیکن تاریخ کے صنائع و بدائع ہی مخصوص ہیں جن کو ہم ذیل میں عرض کرتے ہیں۔ اور ہمارا یہ بیان اقسام ثبوتیہ ذیل پر صنائع کا انحصار نہیں کرنا

بلکہ صرف اسبقہ صنائع اس میں بیان ہوئے ہیں جن کا تذکرہ یا تو محققین جمل از کرنا یا علما رائج ہیں۔ اور ہم کو اس بات کا افسوس ہے کہ صنائع کی تاریخ کہ کون سی صنعت کس کی ایجاد ہے متحقق نہ ہو سکی۔

(۱) صنعت عامۃ الورد | صنائع تاریخ سے یہ صنعت نہایت لطیف ہے۔ اس کو عامۃ الورد میں لے کہا گیا ہے کہ ہر ایک حرف یا ہر ایک لفظ یا ہر ایک جمل یا ہر ایک مصرع یا ہر ایک شعر مطلوب سے اس صنعت کی بدولت تاریخ مطلوب حاصل ہو سکتی ہے۔

بعض محققین جمل کی اس میں یہ شعبہ تاریخ ہے بعض نے اس کو حسن الصنائع کہا ہے اور بعض نے اس کو ہنر المتلذذ سمجھنا شروع کیا ہے۔ بڑی حیرت انگیز ہے کہ جن کتابوں سے ہم نے اس کتاب کی مائیت میں مدد لی ہے ان میں سے کسی کتاب میں اس صنعت کا ذکر نہیں ہے نام خود علامہ ہاے کہ اس کے مجدد عرب ہیں ہم کو یہ نعمت علیہ مترجمہ ہماری قوم کے ایک فاضل فخر محقق جمل مولانا مولوی ابوظہار محمد عبدالغفار صاحب سے ملی جن کا ماہ فرس جمل میں بلند ہے اور جو دکن کے اہل جمل میں ایک سربراہ اور مدبّر شخص ہیں جن کے خاندان میں حشا جمل کا علم اباً عن جد چلا آتا ہے۔ یہ بڑی الاصل میں انکو اس صنعت کا سبق ان کے والد ماجد سے ملا اور ان کو ان کے بزرگوں سے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ صنعت عربی رسائل قدیمہ سے حاصل کی گئی ہوگی۔ لیکن اس فن کی بدقسمتی سے آج رسائل قدیمہ عرب پردہ خفایں ہیں اور زبان فارسی کا لٹریچر اس سے خالی اور اردو زبان میں برائے نام اس کی جو باس رہ گئی ہے لہذا اس فن کی ایسی لطیف چیزیں صرف عالمات

فن کے سینوں میں رہنموی میں اور جو کچھ باقی ہیں وہ علم سید بن چکی میں اور سید
سید چل آتی ہیں۔ ہمارے مہربان مولوی عبدالقادر تھا ہر اگر کریم النفس نہ ہوتے
تو آج یہ نعمت اس کتاب کے ذریعے سے پہلک کی نذر نہ ہو سکتی۔

اس صنعت کا استعمال جس سنہ میں مقصود ہو یعنی جس سنہ کی تاریخ یا صنعت
میں درکار ہو اول اسکو ایک کا عدد لکھا جائیے اور پھر ایک ایسے عدد پر اس کو
تقسیم کرنا چاہیے جس سے اعداد سنہ بلا کسی تقسیم ہو جائیں اور یہ مقسوم علیہ اور حاصل
تقسیم دونوں کو محفوظ کر لینا چاہیے یہی دونوں اس صنعت کی بنیاد ہیں۔

مثلاً ہم یہ چاہتے ہیں کہ سنہ ۱۲۲۵ ہجری میں ایک تاریخ اس صنعت میں
کہیں تو ہم نے ۱۲۲۵ کو ۵ پر تقسیم کیا تو ۲۶۵ حاصل ہوئے اور کوئی کسر نہ بچی پس
ہم نے ۲۶۵ کو محفوظ کیا اور اس کا نام الف رکھا۔ اسی طرح مقسوم علیہ یعنی (د) کو
بھی محفوظ کیا اور اس کا نام ب رکھا۔ اور ان دونوں اعداد الف و ب کا نام اصطلاح
جمل میں عدد دنیاوی ہے۔ اگر سنہ مطلوب کے اعداد کسی ایسے عدد پر تقسیم نہ پاسکے
ہوں جس میں کسر نہ بچے یا ہم کو یہ مقصود نہ ہو تو کسرات حاصل شدہ کو بھی محفوظ کرنا
چاہیے اور اسکو (ج) سے موسوم کرنا چاہیے۔ اس حالت میں (ج) بھی الف اور
کے ساتھ عدد دنیاوی میں داخل ہوگا۔ مثلاً اگر ہم ۱۲۲۵ کو ۱۰ پر تقسیم کریں تو حاصل
تقسیم ۱۲۲۵ اور ۱ کی کسرات بچے گی تو ۱۲۲۵ کا نام الف ہوگا اور ۱ کا نام ب
اور ۱۰ کا نام (ج) اور یہ تینوں اعداد دنیاوی ہیں۔

فرض کرو کہ ہم ایک ولادت کی تاریخ کسی مولود کے نام سے مثلاً امین حاصل کرنا چاہتے
ہیں اور نام احمد ہے تو ب سے پہلے عام کے اعداد ۵۳ پر ۱۲۲۵ کا اضافہ

تو سب کا مجموعہ ۱۳۷۸ ہوا یہ اس مجموعہ کو ایک ایسے عدد پر تقسیم کیا جس کی کسرات
 احاد میں نہ رہی۔ یہ امر بالکل ہمارا اختیار ہی ہے کہ جس عدد پر چاہیں ۱۳۷۸ کو
 تقسیم کریں۔ مثلاً ہم نے ۵ پر تقسیم کیا تو ۲۷۳ کی کسرات بچی اب اس ۲۷۳ پر ہم نے ۱۲
 بڑائے اور پھر مجموعہ سے اگٹائے۔ ہمارے اس عمل جمع و تفریق کا مطلب یہ تھا
 کہ ان عملوں کے بعد جو کچھ بچ رہے وہ (ب) عدد بنیادی کے مساوی ہوا اور یہ
 فی زمین الموضع رہنا چاہیے۔ پھر اس کو ۲۶۵ سے ضرب دیا تو سنہ مطلوبہ حاصل
 ہوا۔ یہاں تک جس قدر ہم نے علامہ سمجھایا ہے وہ بہت کچھ بے شائق صنعت کو بقیہ
 سے کام لینا چاہیے اور اعداد بنیادی کو ہمیشہ مخفی رکھنا چاہیے۔

اصل مقصد کو مخفی رکھ کر اعمال تقسیم و جمع و تفریق سے کام لینا یا اور کچھ
 اعمال حسابی کا اس میں شریک کرنا موضح کی فراست پر موقوف ہے۔ مثلاً ہم اسی
 مقصد کو دوسری شکل میں بیان کرتے ہیں یعنی لفظ حامد کے اعداد ۵۳ پر ہم نے
 ۲۶۵ کو بڑایا (سمجھ رکھو کہ یہ عدد بنیادی الف ہے) پھر مجموعہ ۳۱۸ کو ۶ پر ضرب
 دیا تو حاصل ضرب ۱۹۰۸ ہوا جو سنہ عیسوی ہے۔ پھر اس میں سے ۱۶۴۳ کو
 اگٹا دیا اور حاصل تفریق کو پانچ پر ضرب دیا تو سنہ مطلوب یعنی ۱۹۶۱ ہوا
 حاصل ہوا۔

پھر ہم اصل مقصد کو ایک تیسری شکل میں بیان کرتے ہیں کہ لفظ حامد کے
 اعداد ۵۳ کو ۱۹۰۸ عیسوی کے ساتھ جمع کیا مجموعہ (۱۹۶۱) کو دس سے ضرب دیا تو
 ۱۹۶۱۰ ہوئے اور مجموعہ کو ۵ پر تقسیم کیا تو ۳۹۲۲ حاصل ہوئے اور اس میں سے
 ۳۷۹۰ کو خارج کر دیا تو ۱۳۲ باقی رہے اور حاصل تفریق کو ۱۰ سے ضرب دیا پھر حاصل

ضرب پر لکھ کو بڑا یا نو سو سے مطلوب ہے حاصل ہوا۔

گیا تاں حریف سے اس صنعت کو کام میں لانا چاہو تو لفظ یا حرف مطلوب کا عدد حاصل کرو یہ اوس کو جس پر ضرب دو یا صل ضرب پر ۲ کا اضافہ کرو یہ مجموعہ ۵۲ پر تقسیم کرو اور جو کسرت بعد تقسیم رہے اس کو ۲۶ پر ضرب دو نو سو سے مطلوب ہے ۵۲ حاصل ہو گا۔ اور یہ ممکن جمع و ضرب و تقسیم کی بدولت صرف سو بخ کی بدولت یہ ممکن ہے جس نے شک نہ اچھی کے لحاظ سے اس کا قاعدہ قائم کر رکھا ہے۔ اگر کسی دوسرے سند میں تاریخ مقصود ہوگی تو وہ قواعد صنعت کے لحاظ سے ان اعمال میں بھی ترسیم کر سکتا ہے۔

اس کا منسلک شمار بنیاد کا ضرب ہے اور اس کو حساب میں اور عامہ حساب میں دروس خیالی سے کام میں لانا آسان ہے کہ کامیے میں سو بخ کو عدد حساب میں یہ طوائی ہو گا وہ اس صنعت میں صرف اسی مان کے پڑدیتے سے کامیاب ہو گا جس کو حساب میں دخل نہیں ہے اوس کو سادہ من کے سمجھتے کہ صورت ہوگی ۱۲ صنعت خاصۃ الوجہ یہ صنعت و حقیقت میں سجادہ تعالیٰ کی قدرت کا نذرانہ ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو کیسے کیسے علوم سکھائے ہیں اور ان کے اریحہ کے من قدر و شہر میں اور قدرت ان کو حاصل ہوئی ہے۔

اس صنعت کی تخصیص صاحب واقعہ کے نام سے ہو یعنی یہ صاحب قاعدہ وجود واقعہ تاریخی کا نسخہ ہے خواہ وہ نام کسی زبان کا ہو یعنی صاحب واقعہ مسلمان ہو یا عیسائی یا ہندو یا پارسی اوس کے نام کے کسی ایک حرف یا مجموعہ حروف کے اعداد سے تاریخ واقعہ حاصل ہو سکتی ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ اظہار

واقعہ کا یہی اشارہ ہو۔ مثلاً سیلا ہے تو میلاد زید یا موت ہے تو موت زید یا شاہی ہو تو نکاح زید یا اور کوئی واقعہ ہو تو اسی قسم کا ایک مختصر سا اشارہ اس کے نام کے ساتھ کر کے بقاعدہ صنعت خاقانہ الوجود اس نام اور اشارہ کے سالم اعدا سے بیع حاصل کریں جس کو مورخ پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ کسی اشارہ کی تخصیص بھی نہیں ہے یعنی نکاح زید ہی کہنے کی ضرورت نہیں بلکہ اعتبار ہے کہ نکاح زید کہیں یا زید کی شادی یا زید کا عقد یا زید کی کد خدائی یا اور کوئی اشارہ جس سے زید کی تخریب کا اظہار ہوتا ہو۔

فوران میں و حاکمان محل نے کہا ہے کہ سائل۔ جس کو بیع کی طلب ہو خود اپنے زمین میں الفاظ بالا فوجیں کر دیوے اور ان کے مجموعی اعدا و صحیحہ سے بیع کرے۔ گواہ نہ کرے۔ بہر حال اعدا کو اپنے ہی زمین میں مضاعف کرے۔ پہر مورخ سے سوال کرے۔ مورخ بیع کا سنہ مطلوب صرف ایک عدد بتلا دیگا جس کو اس مجموعی فوجی پر بڑا دیوے۔ بہر اس مجموعہ کی نصف ایسے زمین میں کرے اور حاصل نصف سے وہ دگھٹا دیوے۔ دوسرے پہلی مرتبہ اپنے زمین میں بڑا یا تھلاؤ جو کہ جس کے زمین میں باقی بچاے اور سکوا یک ایسے عدد سے ضرب دیوے جس کی ہدایت بقباب مورخ ہو نتیجہ یہ حاصل ہوگا کہ حاصل ضرب سال مطلوب کا مساوی ہوگا۔

مثلاً۔ خاندان کی شادی کی تخریب ہے۔ اور ۱۲۵۰ اجوری سنہ مطلوب ہے تو سائل نے اپنے زمین میں الفاظ خاندان کی شادی کو تجویز کر لیا۔ بہر ان کے مجموعی اعدا و صحیحہ کو اپنی زمین میں رکھا۔ پہر بقاعدہ متذکرہ بالا خود ہی اپنے زمین

میں اون اعداد کی تضعیف کی اور پہر موٹخ کے حکم سے اون اعداد پر (۱۰) کو بڑھایا اور اس کے مجموعہ کو بھی اپنے ذہن میں رکھا پہر سائل نے حسب قاعدہ بالا اس مجموعہ کی تضعیف خود اپنے ذہن میں بلا اطلاع موٹخ کی۔ یہ ہر اضافہ اولین کو حسب قاعدہ بالا منہا کیا اور اس کے بعد اعداد فی الذہن کو موٹخ کی ہدایت سے ۲۶۵ پر ضرب دیا تو سند مطلوب حاصل ہو گا۔

غور کرنے کی بات ہے کہ موٹخ عدد حرف مظہر و مضمر محض بے خبر ہے اور جو کچھ عمل تضعیف و تنصیف ذہن سائل میں جواب ہے اس سے بھی بے خبر ہے۔ عدد بقیمانہ سے موٹخ کو اطلاع نہیں ہے یہ کہ کیونکر موٹخ کو یہ قدرت حاصل ہوئی کہ اسکو ایک ایسے عدد پر ضرب دینے کی ہدایت کرے جس سے سند مطلوب حاصل ہو۔ یہ کوئی قدرت یا معجزہ یا نجوم یا جادو نہیں ہے صرف عبور فن و قواعد معینہ کی واقفیت کا نتیجہ ہے جس سے موٹخ کو مافی الضمیر پر واقف ہونے کی دستگاہ حاصل ہوتی ہے۔ اگر فن حساب میں موٹخ کامل نہ ہو اور اس کی طبیعت روشن نہ ہو اور قواعد پر اسکو عبور نہ ہو تو اس سے اس صنعت پر ہرگز عمل نہ ہو سکے گا۔

افسوس ہے کہ ہم اس صنعت کے ایسے قواعد مدون نہیں کر سکتے اور اس کتاب کے ذریعہ سے اون کو عام اداہیں کئے نہ رہیں کر سکتے جن کو پڑھ کر وہ سمجھ سکیں اور صورت دے مختلفہ کا حصہ ہی ناممکن ہے جن کی تدوین ہر قواعد منضبط ہو سکیں لہذا ایک ہشت سالہ جتہری ذیل میں یہ ناظرین ہوتی ہے جس کی مدد سے من ابدالے لا ابدالے لا ابدالے اس صنعت میں موٹخ عمل کر سکتا ہے ہم نے جن قواعد پر اس جتہری کی ترتیب کو مبنی کیا ہے اونکا اس کتاب میں بیان

کر دینا کچھ آسان نہیں ہے اور ہر درجہ کے موثق کو سمجھانے میں کامیاب ہونا بہت مشکل ہے۔ قواعد اس قدر وسیع ہیں اور اعمال حسابی اس قدر کثیر ہیں کہ انکو عبارت میں بیان کرنا ممکن نہ ہے لیکن نہایت وقت طلب ہے اور ایک خاص حصہ اس کتاب کا ان کے بیان کرنے میں صرف ہو گا لہذا ہم نے اس جہت سے جو فواید سے مسئلہ تک موثر زمین کے لئے ایک ذریعہ اور وسیلہ اس صنعت پر کام کرنے کا پیش کر دیا ہے۔ سین آئی وی ویسوی دہشت کی مہارت ہی اسی کے ساتھ عرض کر دی ہے اور یہ بھی ۴۰۰ سند زیادہ مرتب ہیں۔ مسئلہ ہجری کے لئے چہ جہت سے بے کار ہوگی۔ اگر اس سند میں کسی موثق نے محنت شاہد کو برداشت کر کراد کوئی جہت ہی آئندہ سنیں کے لئے نتائج کر دی تو عام تو زمین کو اس سے فائدہ پہنچے گا ہم امید کرتے ہیں کہ مسئلہ کے بعد کوئی نہ کوئی اسناد جمل اس کام کو پورا کر دیگا بشرطیکہ وہ بالطبع سنگ چشم نہ ہو۔

واضح ہو کہ جہت سے موجود ہیں مقابلہ سنیں صحت و وعدہ بیان کمی گئی ہیں (۱) وہ جو موثق کے حکم سے بڑا یا جاریگا۔ (۲) وہ زمین موثق کے حکم سے ضربی جاگی باقی غلط ہے حسابی کے متعلق وہی اصول عام کافی ہیں جن کی صراحت اوپر ہو چکی ہے جس سند کے مقابلہ میں صفر ہے وہ اس بات کی علامت ہے کہ اس سند متعلق اس صنعت کا استعمال متعذر ہے۔ لیکن جس استاد ان فن کو اس فن میں عبور کامل اور بد طولی حاصل ہے وہ ان سنیں میں بھی اس صنعت کو کام میں لا سکتے ہیں اور یہ بات استاد فن کی قوت تمیزی پر منحصر ہے جس کو ہم لکھ کر انھیں سمجھا سکتے۔

سند شماری		سند مجموعی		سند تفصیلی		سند الجوری	
اضافہ ضرب	سند	اضافہ ضرب	سند	اضافہ ضرب	سند	اضافہ ضرب	سند
۳۲	۱	۳	۱	۳	۱	۳	۱
۳۹۱	۸	۷۷۰	۸	۳۳۹	۶	۲۲۱	۱۲
۳۹۳	۱۰	۷۷۲	۱۰	۶۵۹	۴		
۹۸۳	۴	۹۵۵	۴			۱۶۶	۱۶
.	.	۶۳۷	۶	۶۵	۱۶	۳۳۳	۶
۱۲۳	۳۳	۱۹۶۸	۱۶			۱۳۳	۲۰
.	.	۱۹۶۹		۶۶۱	۴		
۹۸۵	۴	۹۵۷				۳۳۳	۸
۶۵۷	۶	۷۷۱		۶۶۲	۴		

اس قسمی کے خائز ۲ کا عدد صنعت عاتقہ الورد کے عدد بنیادی ب کا مضاعف ہے۔ ہمارے اس اشارہ سے شائقینِ جمل کو اس قسمی کی تیاری میں بہت کچھ مدد مل سکتی ہے۔

جن سہیل کے مقابلہ میں سفر ہے اور ان میں صنعت خاصۃ الوجود ہی متفرج کہنا مقصود ہو تو یہ طالع بن اور وقت کا مباح ہو سکتا ہے جب وہ قسمی کے مخالف سے آگاہ ہو کر قسمی تیار کرنے کی صلاحیت حاصل کرے۔ اور یہ صرف مشق پر موقوف ہے۔

نیز یہ بھی ممکن ہے کہ اس سہ کے مطابق دوسرے سہ سے کام لیا جائے مثلاً سہ ہجری میں تاریخ نہ کہہ سکے تو سہ فصل میں کہیں جائے یا ۱۹۶۵ سمت سے کام لیا جائے۔

(۳) صنعت قطعہ ترقیمی | صنعت قطعہ ترقیمی وہ صنعت ہے جس میں حروفِ تاجوی کے اندازہ میں ایک سطر میں ترقیب کے سارے لکھے جاویں اور بغیر میزانِ دیگر کے سہ خلوت حاصل ہو۔ جیسا کہ نوں عبد السلام بن محمد مدراسی نے ہمارے آقا۔ ولی ممت و طبعہ کی سالگرہ میں سارے تاریخ قطعہ (مبطل) سے یہ لکھی ہے جمل زبانِ انگریزی کا محط ہے اور ایسے ہی تقارب کے لئے متعمل ہر اور اردو میں ہی یہی محط بولا جاتا ہے۔ پس ناموں میں جوئے کے حروفِ قطعہ جملی کے اعداد کے

صنعت قطعہ ترقیمی واسطہ شمار کے عددی تاریخ جمل فرائی برج پ ل پ ل پ ل واسطہ شمار کے عددی کی وجہ سے حشرات کا صفر جاتا رہا۔ اور قطعہ ترقیمی کی وجہ سے سہ حاصل ہوا۔ واقعی یہ بڑی عمدہ اور لطیف تاریخ ہے۔

اس کو ہمانو جنماع صنعتیں۔ مجمع الصناع ہی کہہ سکتے ہیں جو صنائع تالیف کی ایک خاص قسم ہے۔

شیخ عبد الجلیل بلگرامی نے فتح ستارہ مذکور کی تالیف ہی اسی صنعت میں لکھی ہے جس کا ذکر یہ غلام علی آزاد نے فرمایا ہے۔ و ہو ہوا۔

چو شاہ ابہام زیر غصہ آورد	بورہ اسم اعظم در ستارہ
ز انگشتان شہ بر تہ ابہام	برابر جہار الف کردم نظارہ

چار الف کو اس کے اعداد کو جوٹ بہ کوٹ الف ہین مقطعہ ترتیبی کے قاعدہ سے لکھیے تو سنہ مطلوب ۱۱۱۱ ہجری حاصل ہوتا ہے۔

رسالہ سبوق الدکر میں اس صنعت کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ ہم اراغی اسناد حمل تذکرہ بلگرامی نور اللہ مرقدہ سے اس صنعت کا یہ نام سنا ہے۔ آپ فرمائیے کہ اس کے موجد کس قسم ہیں۔

(۴) صنعت تجمیع | یہ وہ صنعت ہے جس میں صرف چند الفاظ مناسب واقعہ کی گردین سے سال مطلوب حاصل ہوتا ہے۔ اسناد ہی مولوی سید علی کامن تخلص فرمائی تھے کہ اس کے سوجہ صرف اہل ہند ہیں۔ اس صنعت میں بعض تاریکیوں کو ہماری حق سے گزری ہیں لیکن اس نام کو نہ کسی رسالہ میں نہیں پڑا۔ کسی اسناد سے اسی صنعت میں ایک موت کی تالیف لکھی ہے۔ و ہو ہوا۔

سال موت ستارہ دن زمانہ	آیات و مال و زر آمد فراہم
------------------------	---------------------------

لفظ آیات کے عدد ۱۰۰۲ ہیں اور لفظ مال کے عدد ۱۷ اور لفظ زر کے عدد ۲۰ ان سب کا مجموعہ ۱۲۸۰ ہے اور یہی سال وفات ہے۔

صاحب مخلص تسلیم ہے بذیل ان مختصات بندہ ۱۱ اسی قسم کی ایک نایج لکھی ہے جس کو صرف صنعت سے موسوم کیا ہے۔ ورنہ ہوتا۔

طبع احزان گرفت و حال متقبول ہم | دل پسند درگشت و سبب را بگزیدم

۱۱ اعداد اعطای طبع ۱۸ و احزان ۲۹۹ و قال ۳۹ و قیم ۵۲ و دل ۳۳ و آورد ۲۸ و سبب ۱۲۵ و عمر ۱۰ کو جمع کرنے سے ۱۸۷۸ ہوتے ہیں اور یہی عیسوی سنہ مطلوب ہے۔

مورخین ہند سے اکثر بزرگواروں نے اس صنعت میں تاریخیں لکھی ہیں اور متعدد کتابوں میں بھی ہیں۔ صاحب مخلص نسیم کا عنوان غالباً اس ایجاد و اختراع کی بنیاد پر ہو گا کہ آپ نے طبع کے لئے حزان کو پسند کیا۔ اور قال کو قیم کا مقبول قرار دیا۔ اور دل کو آورد کی پسندیدگی عطا کی۔ اور سنہ کو عمر کی مذکر کیا۔ بے شک اسی سبب نے اس صنعت کو آپ کے مختصات میں داخل کیا ہے۔ واہ واہ کیا کہنا یہہ آپ ہی کا حصہ تھا۔

۱۲ صنعت انصاف | اس صنعت میں بہت کم تاریخیں ہماری نظر سے گزری ہیں۔

تاؤ نایج کے اعداد کو دو چند کرنے سے سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ صنعت بھی روشن خیالان اور طباعان ہند کی ایجاد ہے۔

ہماری رائے میں یہ صنعت صنعت انصارب من من وجہ داخل ہے۔

یعنی اعداد مادہ کو ۲ سے ضرب دینے کا نام صنعت انصاف ہے۔

ضیاء حیدر آبادی کی ایک نایج اسی صنعت میں ہماری نظر سے گزری ہے جس کو ہم ہر یہ ناظرین کرتے ہیں۔

مبارک مہر ولہین کی رونمائی	جیب اللہ مسرت سے ہن محمور
ضیائے عین کی جلوہ کی تاریخ	مناصفت ہو گیا نور علی نور
نور علی نور کے اعداد ۶۴۳ میں جنکو مصافح کرنے سے ۱۲۴۴ حاصل ہونے میں	
نور یہی سند مطلوب ہے۔	
رفعت حیدر آبادی کی ایک تاریخ ہی مجھے سی صنعت میں دیکھی ہو ورنہ	
نہ کار کو ملی ہے و کالت حصوں	درہ درہ میں آپ کا رتبہ موالہند
حب نذر دین تو شاہ نے لکوار کی عطا	باقی لے دی نہ کہ مراتب ہو فرد و حیدر
لفظ مراتب کے عدد ۶۴۳ کو دو چند کرنے سے سند مطلوب ۱۲۸۶ حاصل	
ہوتا ہے۔	
(۶) صنعت تناصفت ماذہ تاریخ کے اعداد کو ۴ پر تقسیم کرنے یا اوکی تنصیف سے	
سند مطلوب حاصل ہونے کا نام صنعت تناصفت ہے بعض اسنادوں نے	
تنصیف کا عمل کہی تاریخ تک کیا ہے جیسا کہ حضرت ناسخ کی ایک تاریخ ذیل میں	
بیان ہوا ہے۔	
الفرض اصول صنعت کو سمجھ لینے کے بعد اس میں مزید ندرت کا پیدا کرنا	
یا ایک تاریخ میں متعدد صنائع سے کام لینا طبائع توخ کا اعتبار ہی عمل ہے۔	
صفت تناصفت کی ایک مثال ہم ذیل میں عرض کرتے ہیں یہ تاریخ ہم نے	
حیدر آباد میں سنی ہے۔ یہ بات متحقق نہ ہو سکی کہ اس کے مؤرخ کون بزرگ ہیں ورنہ	
جب کمان آفریں نور مدداری زنجیر ہوا	خود بعد انکسار کے معنی ہوئے سب پر عیان
کی جو فکر جانگزا تاریخ کا جو گل بسا	گہٹ کو آدھورہ گئے بخشی دکا را طعان

بخشی زکار اسد خان کے اعداد ۲۳۵۰ میں جنکی تصنیف سے علامہ جبرئیل
حاصل ہوئے اور یہی سہ مسئلہ مطلوب ہے۔

تبع عنوان اسح مفعول	
افقادی حکیم از مراسب	تاریخ بطرز نورس کم
از حائے حکیم مشقت برگیر	سہ مرتبہ نصف نصف کم کم

ظاہر ہے کہ (ج) کے عدد (۱۸) میں جب اس کی تصنیف ۳ بار کی گئی تو ۱۲۴۸
ہوئے اور یہی سہ مسئلہ مطلوب ہے۔ اس تاریخ میں صنعت تناصر اور بسط
کشت دونوں سے کام لیا گیا ہے اور یہی خاصا صنعت متعدد وہ اسکو مجموع الصنائع
کہہ سکتے ہیں۔

جو تھے تصریح میں مرتبہ کا حفظ معنی خبر ہے یعنی ترتیب کے لغوی معنی کیے
بعد دیگرے لکھنے میں اور اصطلاح جمل میں مرتبہ اوس مقام کا نام ہے جو ایک سطر
ایک عدد کے بعد دوسرے عدد کو حاصل ہو پس تناصر سہ گانہ کے حاصل کو
ایک ہی سطر میں لکھنے کے لئے یہ لفظ اشارہ کر رہا ہے۔ اور مرتبہ کے دوسرے
بھی اس صنعت میں بیکار نہیں ہیں۔ ہماری رائے میں اس صنعت کو صنعت
تناصر مرتب کہنا چاہیے جس میں یہ تخصیص ہے کہ نصف حاصلہ کو ترتیب کے ساتھ
ایک سطر میں کہتے ہیں۔ اور صنعت تناصر کی عام تعریف کے مقابلہ میں اسکو
خصوصیت ہے۔

(۷) صنعت تضارب | صنعت تضارب وہ صنعت ہے کہ ایک حرف یا لفظ یا
الفاظ کے اعداد کو دوسرے حرف یا لفظ یا الفاظ کے اعداد میں ضرب دینے سے

سے مطلوب حاصل ہو کہ کیا گئے کہ صنعت بھیموں کی ایجاد ہے۔
تاریخ اہل قبال متراویں سے مشہور ہے جو اس صنعت میں کہیں گئے

یہاں زمانہ الزماں شد	دراست جہان ہما تم او
تجربہ صنعت اکتاد	جہاں آؤ کشیدہ در غم او

لفظ چار کے مد ۱۰۰۰ ہیں جن کو مد و آؤ ۶۰۰ میں ضرب دیئے سر ۱۲۳
حاصل ہوتے ہیں اور یہی سند معلوم ہے۔

بعض داستان منہات عدد مشہور کے اندر کو ایک ماضی بند ستیر مترا
ہے کہ حکم دے اور ایسی تاریخ جن میں وجہ سے صنعت میں داخل ہو سکتی ہے
جیسا کہ تاریخ ہجری نے مولیٰ آسان سزا مترا سبھاں فتح ملک شاہ فخر الدین علیہ
بہادر گورکان کی تاریخ کہیں ہے۔ اور ہونہ۔

تو فتح ملک سلطان جہاں زمانہ شد	ادب من تھا در جنت زاکرم کریم عفت
چو تاریخ سال رحلت دل در دہ شد	کسیدہ حصہ تروعدہ و دو و زودہ

اس تاریخ میں استدلت صرف لفظ آؤ کے مدد (۶) کو ۱۲۳ میں ضرب دیئے
حس کا حاصل ساویں ہے ساں مشہور ۱۰۰۰ کا۔

ہماری رس میں الفاظ صنعت چہاں اس کے متعلق ہیں کہ آؤ حدیث کے مد
تاریخ میں محسوب ہوں۔ لیکن شمار تاریخ میں صرف آؤ کے مد محسوب ہوتے ہیں
اور یہ نازک بات شائقین فن جمل کو معلوم خاطر بنا جائیے۔

(۸) صنعت اعجاز | اعجاز زبان عالی کا لفظ ہے جس کے مراد میں معنی نقطہ درجہ
سے کام لینے کے ہیں۔ صنعت اعجاز فن جمل میں اس مادہ تاریخ کا نام ہے

کسے گرزین نظم شعری تواند گفتہ شد	بشاگردی و خط میدہم اسی خسرو عادل
سحر گاہم دعا الحمد لہ کارگر آمد	کہ آمد سرور اسلام را آرام دل حاصل
معاد مصرع مدح ملک اعداد سال آمد	سر و سر و ایر و ہر اہل کمال و مالک عادل

(۱۱) مصرع آخرین کے زیر میں بھی ۱۲۶۹ موجود ہے اور بیانات سے بھی ۱۲۶۹ حاصل ہوتا ہے۔ جس کی سراحت ہم نے نقشہ ذیل میں کی ہے۔

زبر	س	ر	و	س	ر	د	ا	د
اعداد	۶۰	۲۰۰	۶	۶۰	۲۰۰	۴	۱	۴
بیانات	ین	ا	او	ین	ا	ال	لف	ا
اعداد	۶۰	۱	۷	۶۰	۱	۳۱	۱۰	۳۱

زبر	ہ	ر	ا	ہ	ل	ک	م	ا	ل
اعداد	۵	۲۰۰	۱	۵	۳۰	۳۰	۳۰	۱	۳۰
بیانات	ا	ا	لف	ا	ام	اف	یم	لف	ام
اعداد	۱	۱	۱۱۰	۱	۴۱	۸۱	۵۰	۱۱۰	۴۱

زبر	و	م	ا	ل	ک	ع	ا	د	ل
اعداد	۶	۴۰	۱	۳۰	۲۰	۷۰	۱	۴	۳۰
بیانات	او	یم	لف	ام	اف	ین	لف	ال	ام
اعداد	۷	۵۰	۱۱۰	۴۱	۸۱	۶۰	۱۱۰	۳۱	۴۱

میزان حروف زبر ۱۲۶۹ میزان حروف بیانات ۱۲۶۹

تایخ ذیل جناب مرزا محمد جعفر آج لکھنوی کی طبع زاد ہے جو کسی بزرگ کی حلیت پر بصنعت اہمال قسم دوم میں لکھی گئی۔

اگھتم بحروف مہملہ سال	درقصر ارم بنود آرام
-----------------------	---------------------

(۱۰) صنعت مسروری و ملفوظی و مکتوبی | صنعت مسروری و صنعت ہے جو صرف حروف مسروری کے شمار کرنے سے مادہ تایخ پیدا کرے۔
حروف مسروری بقول صاحب ہفت قلزم - ب - ت - ث - ج - خ - ر - ز - ط - ظ - ی - ہ - می - ہین - جن کے تلفظ میں صرف حرف الف اور ک کے ساتھ زیادہ کیا جاتا ہے - اسی طرح - ا - ج - د - ذ - س - ش - ص ض - ع - غ - ق - ک - ل - کا نام حروف ملفوظی ہے - اور م - ن - و - کو صاحب ہفت قلزم نے مکتوبی نام رکھا ہے - پس اگر مادہ تایخ صرف حروف ملفوظی یا مکتوبی میں لکھا جائے تو اس کو صنعت ملفوظی یا مکتوبی کہتے ہیں ایک شادی کی تقریب پر ہم نے تایخ ذیل صنعت مسروری میں لکھی ہے جو ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔

درصنعت مسروری گھتم سہ شاہی	خورشید فلک راشد مسعود قرآن ماہ ۱۲۹ھ
----------------------------	-------------------------------------

مصرع آخر سے ہم نے صرف - خ - ر - ی - ت - ر - ہ - کو محسوب کیا ہے۔ اور اس مصرع میں حروف مسروری یہی ہیں۔

(۱۱) صنعت تحریک | صنعت تحریک وہ صنعت ہے کہ مادہ تایخ کو صرف حروف تحریک کے عدد شمار کئے جاویں اور ساکن حروف کو چھوڑ دیں۔ جیسا کہ ہندوستان کے جناب تمیز شاگرد مرزا جلال نے ایک تصنیف کی تایخ لکھی ہے۔

میرے استاد نے حقیقت میں	یہ رسالہ لکھا عجیب و غریب
فکر تاریخ اسے تمیز جو کی	ماڈہ مل گیا عجیب و غریب
متحرک حروف کو جولیا	ہماری تاریخ کیا عجیب و غریب ۱۲۹۳ھ
<p>موتوخ نے اس ماڈہ تاریخ سے صرف - ک - ع - ج - خ - ر - کو محسوب کیا ہے۔ ہماری رائے میں واو بھی محسوب ہونا تھا اس لئے کہ اس کا شمار اس مصرع میں حروف متحرک میں ہوگا نہ ساکنہ میں۔ صاحب افادہ تاریخی نے بھی اس صنعت کا ذکر فرمایا ہے۔ اس کے سوجہ اور مخترع غالباً اہل ہند ہیں۔</p> <p>(۱۲) صنعت تسکین صنعت تسکین - صنعت ماضیہ کا عکس ہے یعنی صرف حروف ساکنہ سے تاریخ حاصل کرنے کو صنعت تسکین کہتے ہیں۔ ہماری رائے میں غالباً یہ صنعت بھی طبائع موترخین ہند کی ایجاد ہے۔ کلام عرب و عجم میں اس کی کوئی مثال نہیں ملے۔ ایک موترخ دکن نے اس صنعت میں کیا خوب تاریخ لکھی ہے۔</p>	
جہان سے چلا - بندہ نیک ذات	کرم اس پر کر اے غفور الرحیم
ملی حرف ساکن سے تاریخ فوت	خدا بخش کو بخش دے اے کریم
<p>اس ماڈہ تاریخ میں جو سنہ عیسوی میں لکھا گیا جو صرف حروف ساکنہ یعنی ا - خ - ش - و - خ - ش - ی - ی - ی - م - کے عد محسوب ہوئے ہیں جو مساوی ہیں سنہ عیسوی کے (افادہ) ہماری رائے میں اس بات کا اظہار مصرع سوم میں ضروری تھا کہ یہ تاریخ سنہ عیسوی میں لکھی گئی ہے۔</p> <p>ماڈہ تاریخ حروف ساکن سے حاصل ہوتا ہے موتخ نے حرف ساکن کا استعمال کیا ہے۔ ہم کہیں کہیں اس قسم کے نوٹس بطور (افادہ) صرف اس لئے کر رہے ہیں</p>	

کہ طالبین و شائقین فن کو براہی نہ ہونے پائے اور اشد پیش شدہ کی سند پر اپنے کلام میں غلطی کرنے نہ پادین۔ ہرکو ہرگز حرف گیر مفسود نہیں ہے۔

(۱۳) صنعت مفردہ و مرکبہ | صنعت مفردہ وہ صنعت ہے جو صرف مفرد حروف سے

تاریخ حاصل کرتی ہے۔ اسی کو صنعت منفصل بھی کہتے ہیں۔ اور صنعت مرکبہ وہ جو حروف مرکبہ سے تاریخ پیدا کرے جس کو اہل جمل نے صنعت متصل بھی کہی ہے اس کے موجد مؤرخین عجم ہیں۔ مولانا وحشی یزدی نے مثنوی ناظر و منظور کی تاریخ ایک مصرع میں چار صنائع سے حاصل کی ہے۔ و ہو ہذا۔

کتاب ناظر و منظور ہیں کہ ہر پیش	ز آسمان کمال ست آیتے منزل
چو درس و لت و اقبال میر سہ نظام	ازین کتاب کہ در بے مثالیت مثل
مزد کہ از پی تاریخ نظم وے گویم	دہی نظام در درج درج ورج دول
گرہ کشاے خیال زمصرع کہ گزشت	چہار عقدہ تاریخ مے کند مخلص
یکے زجلہ حروف نے کہ داخل نقط است	دوم از انچہ در و نیست نقطہ را مدخل
سوم از ان کلمات کہ واصل اند بہم	چہارم آنکہ در آید عکس آن بعمل

منقوط حروف مادہ تاریخ میں ی ن ط ج ج ہیں ان کے اعداد
۱۰ + ۵۰ + ۹۰۰ + ۳ + ۳ مساوی ہیں ۹۶۶ کے اور یہی سنہ مطلوب ہے

غیر منقوط حروف د ہ ا م د ر ر ر ر س د ر د ول
ہیں ان کے اعداد کا مجموعہ ۴ + ۵ + ۱ + ۴ + ۲۰۰ + ۴
۲۰۰ + ۲ + ۲۰۰ + ۶ + ۳ مساوی ہے ۹۶۶ کا

اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

حروف متصلہ یعنی مرکبہ کے الفاظ (ہے - نظا) سے - ہ - می - ن
ظ - ا - حاصل ہوتے ہیں جن کے اعداد - ۵ + ۱۰ + ۵۰ + ۹۰۰ + ۱
مساوی ہیں ۹۶۶ کے اور یہی سہ مطلوب ہے۔

حروف منفصلہ یعنی مفردہ و - م - و - ر - ر - ج - و - ر - س - د
ر - ج - و - و - ل - کے اعداد ۳ + ۳۰ + ۲۰۰ + ۲ + ۲۰۰ + ۲۰۰ + ۲
۳۰ + ۲ + ۲۰۰ + ۶۰ + ۲ + ۲۰۰ + ۳ + ۳ + ۶ + ۳۰ مساوی ہیں
۹۶۶ کے اور یہی سہ مطلوب ہے۔

یہ بے بہا تائید ہے۔ صرف اس خاص صنعت کی مثال ہے بلکہ صنائع گزشتہ
سے صنعت نمبر ۸ - اعجام اور صنعت نمبر ۹ - ابمال کی بھی مثال ہے اور
نیز اس کو مجمع الصنائع کی بھی تمثیل خیال کرنا چاہیے جس کا بیان آگے آویگا
(۱۴۱) صنعت تعریب | صاحب ملخص تسلیم نے اسکا ذکر کیا ہے یہ وہ صنعت ہے

کہ ماؤذ تائید کے کل الفاظ میں اتحاد اعراب کی پابندی کی جاوے یعنی تاثر
ماؤذہ کل الفاظ مفتوح ہوں یا کسور یا مضموم - ہمارے میں یہ بھی ممکن
ہے کہ شعریا اشعار سے صرف مفتوح الفاظ لین جن سے تائید نکلے یا صرف
کسور و مضموم الفاظ ہی سے تائید حاصل کی جاوے۔

ایک بزرگ نے اس صنعت میں خود اپنے دیوان کی تائیدیں لکھی ہیں جن کو
ہم نے ملخص تسلیم سے نقل کیا ہے۔

جو سلطان مطایع کا ہر جب و ہر گز	یہ دیوان سارا ہمارا چھپ آیا
بڑا یا بھلا الغرض ہے یہ جیسا	جگر کا ہو دل کا پیار اچھپ آیا

<p>گوارا دیا ناگوارا چہپ آیا لبون کا محب دل کا پیارا چہپ آیا خطا کار کا قول سارا چہپ آیا</p>	<p>خطا اپنی اور سہو کا تب کا جوتہ مناسب یہ جاناکہ تاریخ لکھوں قبول اس کی تاریخ پر فتح کر کے</p>
<p>تعبیل ہوئی لگی نہ کچھ اسمین دیہ ہر مصرع ہو گیا کو شمشیر صنعت کی طرف چاہا حرکت دل کی آواز بر زیر عرسے زیر</p>	<p>صد شکر کہ دیوان یہ مطبوع ہوا ہر میت محب کی خانہ دل میں بسی باتف نے ندایہ دی کہ تاریخ تو لکھو جب غیب سے یہ حکم ہوا مجھ کو قبول ناگاد میرے سینے سے آئی آواز</p>
<p>مان چشم حسودان باد کو نمین احسن و لطیف زور شور سا کرتے ہیں کہ شاید غلطی</p>	<p>امین نظم شیرین آنقد رشدر و بر ویش شہد کو بر کس چشم شیرینیش مشہور گرد و شہد خور تایخ سوم کے عدد ۹۵۶ حاصل ہ</p>
<p>مین متأخرین اور مشقہ مین نے چار رفوا عد عروض کی رو سے پہلے مصرع مین ت ازدواج وہ صنعت ہے جس میں ایک شعر کے موطہ لین اور اسی شعر یاد دوسرے شعر کے پہلے یاد دوسرے</p>	<p>کتابت کی وجہ سے کوئی لفظ غا (افادہ) تاریخ دوم وزن مصرعون سے زائد لکھنا قافیہ ہونا شرط (۱۵) صنعت پہلے مصرع</p>

مصرع سے حروف مہملہ لین اور دونوں کے اعداد مجموعی سے سنہ مطلوب حاصل کریں۔ یا

انہیں دونوں مصرعے متذکرہ بالا سے حروف مفردہ و مرکبہ لیکر ان کے اعداد سے تالیخ نکالیں۔ یا

انہیں دونوں مصرعے متذکرہ صد سے حروف ساکنہ و متحرکہ یا حرف مسروری و ملفوظی یا حروف ملفوظی و مکتوبی یا حروف مسروری و مکتوبی لے کر ان کے اعداد سے تالیخ نکالیں۔

اس صنعت کے موجد مؤرخین عجم ہیں۔ بابر بادشاہ کی وفات کی تالیخ سنجر اصفہانی نے کہی ہے جس میں صنعت ترصیع کے سوا (جس کا بیان آگے آئے گا) صنعت ازدواج اور اعجام اور اجمال بھی ہے اور اسی تالیخ کو مجمع الصنائع بھی کہہ سکتے ہیں۔ و جو نہا

واقف احسان عالم مصد لطف الہ	بادشاہ دہر بائز کمال عدل بو
۵۹۳۷	۵۹۳۷
جاسر فردوس بد بگزید بابر بادشاہ	سال جان وگزیدن جابغر دوش بگو
۵۹۳۷	۵۹۳۷

اس قطعہ تالیخ میں (۱) تو صنعت ترصیع ہے یعنی ہر مصرع کے اعداد مجموعی سے سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا لطف یہ ہے کہ شعر اول کے مصرع اول سے حروف مہملہ لئے جاویں اور اسی شعر کے مصرع ثانی سے حروف معجمہ تو دونوں کے مجموعہ اعداد و صنعت

ازدواج سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔												
۹۳۷ نیزان اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
(۳) قیسر الطف یہ ہے کہ شعر اول کے پہلے مصرع سے حروف منقوطہ لین اور اسی شعر کے مصرع ثانی سے حروف پہلہ۔ تو دونوں کے مجموعہ اعداد سے سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔												
۹۳۷ نیزان اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
(۴) چوتہا لطف یہ ہے کہ شعر دوم کے دونوں مصرعون سے صر حروف معجمہ لین اور ان کے مجموعہ اعداد سے بصنعت اعجام سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔												
۹۳۷ نیزان اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲

(۵۱) پانچوان لطف یہ ہے کہ شعر دوم کے دونوں مصرعون سے صرف حروف مہملین تو اون کے مجموعی اعداد سے بصفت اہمال سال مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

۹۳۷ بہار اعداد	۰	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
	۰	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
	۰	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
	۰	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰

(۱۶) صنعت معکوس | صنعت معکوس وہ صنعت ہے کہ جب ماڈہ کے حروف کو

اولٹ دین تو صوری سند ظاہر ہو۔ جب نواب سہراب معزول ہوئے تو کسی ستارے نے اس واقعہ کی تاریخ لکھی (ع) کیا چیخ نے نوابی سہراب کو اولٹا ڈال دیا۔ اگر نوابی سہراب کے حروف کو اولٹ دین تو بارہ سی باون کے الفاظ حاصل ہوتے ہیں اور یہ نہایت لطیف اور دقیق صنعت ہے۔ لیکن اس کو فتن جمل کہ کچھ تعلق نہیں ہے بدین لحاظ کہ تاریخ کے اقسام میں صوری تاریخ کا ذکر موابہم نے اس صنعت کو بھی بدین ناظرین کرنا مناسب خیال کیا۔

(۱۷) صنعت مُسَبَّح | معزول ناظرین کتاب غالباً صنعت جمیع سے واقف ہیں جو بلاغت کی ایک قسم ہے یعنی کسی شخص کے نام کو کسی فقرہ یا سجع میں اس طرح لانا کہ اوس فقرہ یا مصرع کے معنوں کے لحاظ سے وہ نام حکم کے طور پر عمل کرے۔

اہل جمل نے اس صنعت سے صنائع تاریخ میں بھی کام لیا ہے جیسا کہ کسی اسناد میں میرالہی بخش کی حلت کی تاریخ مصرع ذیل (ع) الہی بخش ہے اپنے

کرم سے (۱۳۲۲) سے حاصل کی ہے۔ اور اسی تاریخ میں صنعت بسط غریزی بھی ہے

جس کا بیان بضمین بیان (بسط) آوے گا۔		
اس تاریخی مصع میں (الہی بخش) کا نام علم کی حیثیت سے نہیں متعل ہوا،		
بلکہ اجزاء علم اپنے خاص معنوں میں متعل ہیں۔		
ہم نے بھی اس صنعت میں اپنے دوست میر قمر بان حسین مغفور کی طلت پر		
ایک تاریخ لکھی ہے جسکو ذیل میں ہدیہ ناظرین کرنے ہیں۔		
یوم عاشورہ زونی شد روان	مؤمن ذاکر ثنا خوان حسین	
گفت تاریخش وآلای درمند	نعمت جان کرد قربان حسین	
اسی صنعت کی ایک تاریخ (محمد کالے) نام ایک شخص کی شہادت کے متعلق		
جنگو میں لکھی گئی ہے جس کو ہم ذیل میں عرض کرتے ہیں۔		
فانی سہو بانی کو روان موت ایسی بہلا متی ہے کہاں		
اسے تو حیات ابد پائی ہے راہ خدا میں جان دے کر		
تاریخ شہادت - عیسائی - عیسیٰ سے سناروح اللہ نے		
بستان بہشت میں جا پہنچی وہ نام محمد کالے کر		
(۱۸) صنعت ترصیع ترصیع زبان عربی کا لفظ ہے بقول صاحب منہی الارب		
بمعنی درشا ندن جو ہر چیز سے داندازہ کردن و یافتن و ترتیب نیک دست		
درشا ندن چیز و شادمانی و خوشہ لی کردن و سخن را بخشش بخش کردن و ہر کلمہ		
بمقابلہ خود و وزن و روی یکسان - اصطلاح اہل جمل میں صنعت ترصیع اسوں		
صنعت کا نام ہے جو ایک قطعہ یا قصیدے یا مرثیے یا عبارت وغیرہ کے ہر رکن یا ہر		
مصع یا جملہ سے ایک ہی سنہ یا مختلف سنین کے آوے پیدا کرے۔		

اکثر محققین و استادانِ جبل نے اس صنعت میں تاریخین لکھی ہیں۔

یہ صنعت متاخرین عجم کے اختراعات سے ہے۔ باقر گیلانی۔ سنجر طہرائی۔
ذکی مراد آبادی۔ قدر بلگرامی۔ معنی حیدر آبادی۔ وغیرہ نے اکثر تاریخین اس
میں لکھی ہیں اور ہم نے بھی اون کی زلہ ربائی کی ہے۔ خاتمہ کتاب کے دوسرے
حصہ میں اس صنعت کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ بناءً علیہ ہم نے اس موقع پر عرض کر
کی ضرورت نہیں سمجھی۔

(۱۹) صنعت ذواتِ یخین | یہ وہ صنعت ہے جو ایک مادہ سے دو تاریخین پیدا کرے

بعض نکتہ پر ورون نے دو تاریخی ایک مصرع کو صنعت ذواتِ یخین کہا ہے جیسے
دو بہائیوں کی موت کی تاریخ (جنہوں نے دوسنوں میں رحلت کی) کسی اسناد سے
لکھی ہے۔ (ع) داغ جگر آن داین بود داغ دگر ڈو
۱۲۲۸ ۱۲۲۹

لیکن ہم کو اس سے اتفاق نہیں ہے۔ اس مصرع کو مصرع ذواتِ یخین
کہا تو غلط نہیں ہے۔ لیکن صنعت ذواتِ یخین میں یہ داخل نہیں ہے جس میں ایک ہی
مادہ سے دو مختلف تاریخوں کا نکلنا شرط ہے۔ جیسا کہ پنڈت جی ناتھ مالک مطبع شر
ہند نے گلیات منیر کے طبع کا ایک تاریخی دُہرہ لکھا ہے جس میں دہری تاریخ بھی
ہے۔ و ہونا

دِ گلیات منیر شر۔ بہت شتر من ہار ۱۲۸۵ھ ۱۸۰۱ء ساکی	بت سرس کن گروہ ششن سرس ر شت ۱۹۳۶ء سمت ۱۲۹۶ھ
سن فصلی ساکی بہت سر دوا دین جگت	ہوت عیسوی تہ میں ہجری پاخوان گت

(ترجمہ)

اطراف دنیا میں منیر کا کلام مثل تیر کے پہنچ گیا۔ اور اس سے کل دشمنوں کا دل چھوٹ گیا یعنی وہ من ہار گئے۔ یہ بات سمیت ۱۹۳۶-۱۲۹۶ ہجری میں واقع ہوئی۔
سنہ فصلی اور سا کی نکلنے اور دواہن کے ۱۲ عدد ملنے سے عیسوی سنہ اور پانچواں سنہ ہجری حاصل ہوتا ہے۔
(شرح تیاری)

بگ کلیات منیر شتر کے اعداد حجل سے ۱۸۵ فصلی حاصل ہوتا ہے ربت شتر من ہار کے اعداد حجل سے سا کی ۱۸۵ نکلتا ہے۔ بت سر رس گن گرہ شش من بت سر سمیت کے معنوں میں ہے اور بموجب قاعدہ حجل سنسکرت یعنی حجل لفظی رس کے عدد (۶) ہیں اور گن کے عدد (۳) اور گرہ کے عدد (۹) اور شش یعنی چاند کا عدد (۱) جس کا مجموعہ بقاعدہ صنعت مقطعات تیری ۱۹۳۶ ہے یعنی سنہ سمیت اور پھر اسی عبارت بت سر رس گن گرہ شش کے اعداد حروف بحساب حجل حرفی جمع کریں تو اس سے ۱۸۶۷ حاصل ہوتے ہیں اور مصرع سوم کی ہدایت کے لحاظ سے دواہن کے ۱۲ عدد کا تذکرہ اس میں کریں تو ۱۸۷۹ عیسوی سنہ حاصل ہوتا ہے یعنی یہ فقرہ صنعت ذوات یخین میں لکھا گیا ہے رس نورب شت دہار میں بموجب قاعدہ حجل لفظی مروجہ سنسکرت رس کے عدد ۶ ہیں اور نو سے نوں گرہ۔ رب بمعنی سوبج جس کے بارہ اس ہیں اور شت بمعنی تنو۔ پس رب شت کے معنی ۱۲ سو ہیں صنعت مقطعات تیری سے ۱۲۹۶ ہجری حاصل ہوتا ہے۔ لفظ دہار براے بیت ہے۔

ہم نے اس کتاب کی تیاری بھی اسی صنعت ذوات یخین میں لکھی ہے جس کی

موقعہ پر یہ ناظرین کی جاتی ہے۔

تدریس زائد از وہ میاں وہ چند

شد پایہ این کتاب دھن بلند

شد طبع غرائب الجمل ملک پسند

ایک مصرع سال اور دو تاریخ آورد

سال مصرع میں سنہ عیسوی ۱۹۰۸ ہے۔ اور صرف غرائب الجمل میں سنہ
تفصیل ۱۳۱۷۔

(۲۰) صنعت مراتب مراتب اعداد سے تاریخ کو متحدہ میں کرنے کا نام صنعت مراتب
یعنی صرف اعداد یا صرف عشرت یا صرف آت یا صرف اوت سو تاریخ حاصل کریں
سنہ ہجری کے سالگرہ مبارک میں کسی حید آبادی مخرج نے ایک تاریخ قطعہ
لکھا تھا جس میں اسی صنعت کا استعمال موابہ یعنی صرف آت سے تاریخ حاصل
کی گئی ہے وہ ہونگا۔

کل حص طرح تہی دنوم زمانے میں پر سال

یہ آج جشن سالگرہ ہے حضور کا

قلم ہمارے میر پر مہم ہزار سال

سنے میں سیکڑوں کی زبان سوہنی ما

(افادہ) مخرج نے سیکڑوں سے آت کا اشارہ کر دیا ہے لیکن تاریخی اشارہ
صراحت کے ساتھ نہیں ہے۔ محتاط موزنین کو ہمیشہ اس بات کا لحاظ رہنا چاہیے کہ
مصرع ثالث میں بالظہر کوئی ایسا اشارہ کیا کریں جس سے معلوم ہو سکے کہ یہ تاریخ
ہے۔ بادی النظر میں یہ قطعہ صرف دعائیہ معلوم ہوتا ہے۔

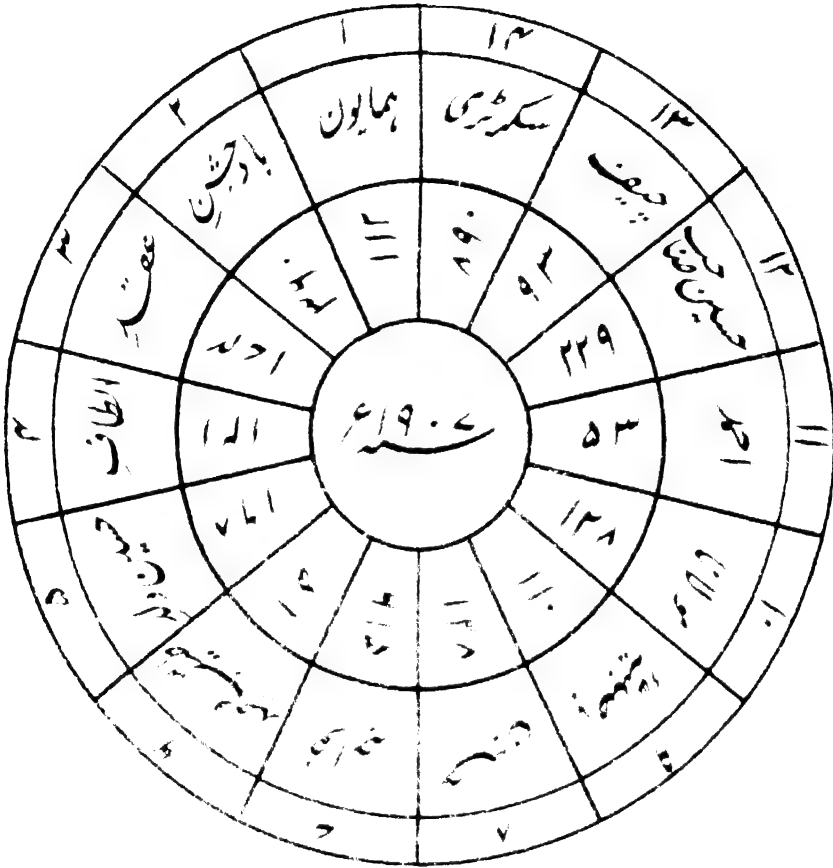
(۲۱) صنعت دائرہ صنعت دائرہ ایک عجیب صنعت جو جس سے بینماز ناظرین کلمہ میں

دائرہ میں چودہ خانے ہوتے ہیں اور ہر ایک خارجہ میں ایک لفظ اور ہر لفظ کے ذیلی
خارجہ میں اس کا عدد لکھا جاتا ہے۔ ان خانوں سے کسی ایک خانہ کو مبدأ قرار دیا

اور کوئی ایک ایسا عدد دل میں فرض کیا جائے جو ۱-۱۲-۱۳ کے اضعا (پہاڑوں) اور نیز ۱۵-۱۶ کے سوا ہو۔ بعد ازاں عدد مفروض کو دیکھا جائے اگر وہ طاق ہے تو اسی خانہ مبداء سے جس کو آپ نے تجویز کیا ہے عدد مفروض کے موافق شمار کیا جائے اور جس خانے پر شمار ختم ہوا اس کے مندرجہ اعداد کو ایک کاغذ پر لکھ لیا جائے اور پھر اسی خانہ کو مل کر عدد مفروضہ کے مطابق شمار کیا جائے پھر جس خانہ پر شمار ختم ہوا اس کے اعداد کو اسی جداگانہ کاغذ پر لکھ لیا جائے اسی طرح شمار اوقفت تک جاری رکھا جائے جب تک شمار کا اختتام خانہ مبداء پر نہ ہو۔ پھر اول اعداد کو جو جداگانہ کاغذ پر لکھے گئے ہیں جمع کر لیا جائے تو ان کا مجموعہ سنہ مطلوب ہوگا اگر عدد مفروضہ جفت ہو تو خانہ مبداء سے شمار کا آغاز کرنا چاہیے اور جس خانہ پر شمار ختم ہوا اس کے عدد کو ایک جداگانہ کاغذ پر لکھ لیا جائے اور پھر اوسکر مابعد کے خانہ سے شمار کرنا چاہیے اور عدد حاصلہ کو اسی کاغذ جداگانہ پر لکھنا چاہیے اور پھر شمار کا آغاز اس کے مابعد کے خانہ سے ہونا چاہیے یہی سلسلہ اوس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ حسابہ شمار کا اختتام خانہ مبداء کے ماقبل پر ہو پس میزان اعداد کو رسے سے سنہ مطلوب حاصل ہوگا۔

جہاں سے بیان جناب نشی فاضل۔ مولوی فاضل محمد عیسیٰ قاصد تخلص نے تقریب عقد نکاح صاحبزادی جناب مولوی احمد حسین۔ ایم اے۔ بی ایل (مقدمہ) سرکار نظام دام (قبائلم و چیف سکریٹری سرکار عالی) ایک تاریخ اسی صنعت میں لکھی ہے جس کو ہم ہدیہ اظہار کرتے ہیں۔

و ہو ہذا



اس دائرہ سے نایج حاصل کرنے کے لئے ہم نے ایک عدد فرض کر لیا اور وہ (۵) ہے (ظاہر ہے کہ یہ عدد اون مستثنیات سے موا ہے جن کا ذکر پہلے ہوا ہے)

پھر اس دائرہ کے خانوں سے ہم نے کسی ایک خانہ کو مبداء قرار دیا اور وہ خانہ ۱۴ ہے۔

بدین وجہ کہ ہمارا مفروضہ عدد (۵) طاق ہے ہم نے اسی خانہ ۱۴ سے شمار کا آغاز کیا اور پانچ کا شمار خانہ ۱۴ پر ختم ہوا جس کے عدد ۱۴ ہیں۔ ان اعداد

ہم نے ایک جداگانہ کاغذ پر لکھ لیا۔

پہر شمار کا آغاز اسی خانہ ۳ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۴ پر ختم ہوا اور اس خانہ کے اعداد ۱۲۸ ہیں جن کو جدا کاغذ پر لکھ لیا۔

پہر شمار کا آغاز اسی خانہ ۸ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۱۲ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۲۲۹ ہیں جن کو ہم نے جدا کاغذ پر لکھ لیا۔

پہر شمار کا آغاز اسی خانہ ۱۲ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۲ پر ختم ہوا اور اس خانہ کے اعداد ۳۶۰ ہیں جن کو ہم نے اسی جداگانہ کاغذ پر لکھ لیا۔

پہر شمار کا آغاز اسی خانہ ۲ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۶ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۵۱ ہیں اور ان اعداد کو اسی جداگانہ کاغذ پر لکھ لیا۔

پہر شمار کا آغاز خانہ ۶ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۱۰ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۱۲۸ ہیں ان اعداد کو اسی کاغذ جداگانہ پر لکھ لیا۔

پہر شمار کا آغاز اسی خانہ ۱۰ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۳ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۸۹۰ ہیں پس ان اعداد کو کاغذ جداگانہ پر لکھ لیا۔

اب آئندہ شمار کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ شمار کا اختتام ہی خانہ ۳ پر ہوا ہے جس سے ہم نے آغاز شمار کیا تھا اور یہی ہمارا مبداء ہے

اب ہم نے ان اعداد کی میزان می جو جدا کاغذ پر لکھے گئے ہیں وہی ہندہ

$$۱۲۱ + ۱۲۸ + ۲۲۹ + ۳۶۰ + ۵۱ + ۱۲۸ + ۸۹۰ = ۱۹۰۷$$

اور یہی سہ نہ مطلوب ہے۔

نقصی نہ ہے کہ عدد مفروضہ کے طاق اور جفت میں یہ فرق ہے کہ طاق کی

گنتی کے آغاز میں خانہ منہی کو ہی محسوب کیا جاتا ہے۔ اور جفت کی گنتی میں خانہ منہی کے مابعد سے شمار ہوتا ہے۔

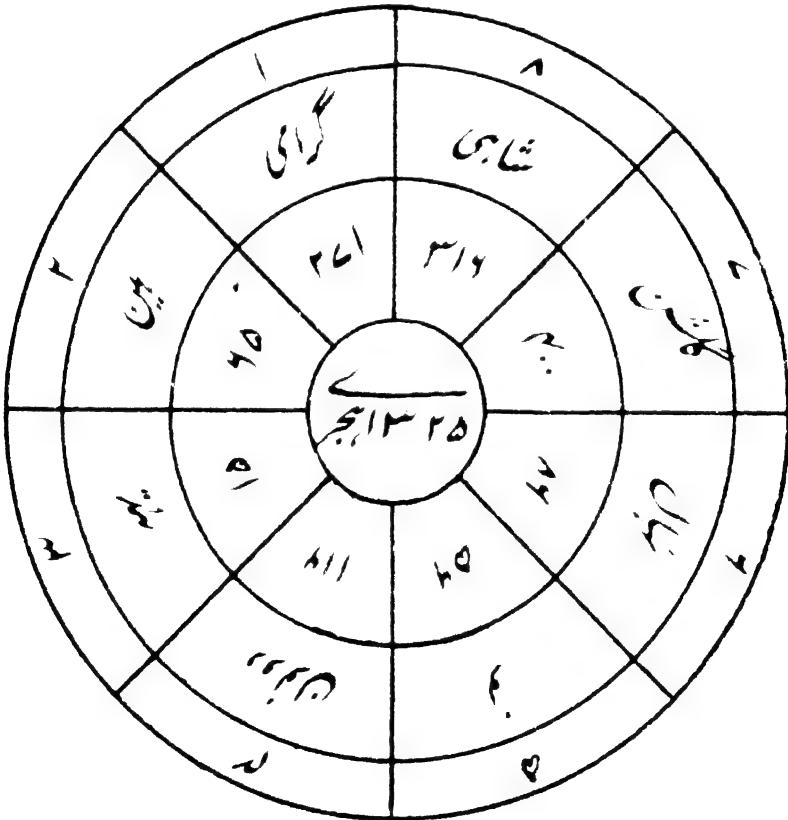
شائقین فن جمل کو معلوم کرنا چاہیے کہ صنعت دائرہ دو ایسے مادہ ہائے تالیخ پر مبنی ہوتی ہے جن میں سے ہر ایک مادہ کے ۷ جزو ہوں پہر دونوں مادوں کے ۱۴ اجزاء سے دائرہ کی خانہ پر ہی اس طرح کرنی چاہیے کہ مادہ اول کا پہلا جزو ایک خانہ میں لکھنے کے بعد مادہ دوم کا پہلا جزو دوسرے خانہ میں لکھیں پہر مادہ اول کا دوسرا جزو تیسرے خانہ میں اور مادہ دوم کا دوسرا جزو چوتھے خانہ میں پہر مادہ اول کا تیسرا جزو پانچویں خانہ میں اور مادہ دوم کا تیسرا جزو چھٹے خانہ میں یہی دور تسلسل آخر تک قائم رکھا جائے۔

ملاحظہ ہو کہ دائرہ تمثیلی کے خانہ ۱-۳-۵-۷-۹-۱۱-۱۳ کی میزان ۱۲۲۵ ہجری ہے اور اسی طرح خانہ ۲-۴-۶-۸-۱۰-۱۲-۱۴ کی میزان ۱۹۰۸ پس معلوم ہوا کہ اس دائرہ کے مجموعی ۱۴ خانے دو مادہ تالیخ پر مبنی ہیں ایک ہجری دوسرا عیسوی جن کو اس صنعت نے بے شمار تاریخوں کا مأخذ قرار دیا، جن میں سے بعض مادہ عیسوی سنہ کے متعلق حاصل ہوئے اور بعض ہجری کے متعلق روشن خیال مؤرخ ایک دائرہ سے دو مختلف اقسام کو سنہ بھی پیدا کر سکتا ہے عیسوی اور ہجری ہی پر کچھ موقوف نہیں ہے اور ایک دائرہ میں متعدد صنائع سے کام لے سکتا ہے جو کہ اہل بصیرت اور روشن خیالوں کا حق ہے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ صرف ۸ خانوں کا ایک ایسا دائرہ بنایا جاوے جس کے آٹھوں خانوں میں (۸) اعداد ہوں جس کسی خانہ سے آپ چاہیں شمار اور سنہ

مطلوب حاصل کریں۔ اس دائرہ مابعد الذکر کا نام استادان فن نے دائرہ مٹمنہ رکھا ہے اور اہل فن نے اس کو دائرہ اول الذکر پر ترجیح دی ہے اس لئے کہ اسکے عمل میں عدد مفروضہ کے لئے کسی استثناء کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ دائرہ اول الذکر میں ۱۴ وغیرہ کا استثناء شرط ہے۔

ہم نے اس دائرہ مٹمنہ میں شاہزادگان بلند اقبال حضرت آقا محمد علی نعمت سرکار نظام غلامد ملکہ و دولہ کی تاریخ ولادت لکھی ہے جس کے مادہ تاریخ کا مصرع گرامی ہیں یہ دونوں نو نہال گلشن شاہی، اسی دائرہ میں تقسیم پاتا ہے اور قاعدہ مقررہ سے بے شمار تاریخیں اس سے حاصل ہوتی ہیں۔



اس دائرہ سے کثیر تاریخوں کے حاصل کرنے کا قاعدہ یہ ہے کہ ایک عدد فرضی تسلیم کرو جو دو صورتوں سے خالی نہ ہو گا یا تو طاق ہو گا یا جفت۔

پہر اسی دائرہ سے کسی ایک خانہ کو جس کو آپ کا جی چاہے مبداء قرار دو یعنی شمار اس خانہ مبداء سے شروع کرو۔

اگر عدد مفروضہ طاق ہے تو برعکس طریقہ دائرہ اول الذکر شمار کا آغاز خانہ مابعد (مبداء) سے ہو گا۔

پس جس خانہ پر عدد مفروضہ کا شمار ختم ہوا اس خانہ کا عدد ایک کاغذ پر لکھ لو پھر اس کے مابعد کے خانہ سے شمار کا سلسلہ جاری کرو جس خانہ پر شمار ختم ہوا اس کا عدد اسی کاغذ پر لکھتے جاؤ پھر اس کے مابعد کے خانہ سے شمار کا سلسلہ جاری رکھو۔ یہ دو تسلسل اس وقت تک جاری رہیں گے جب تک کہ شمار کی انتہا خانہ ماقبل مبداء پر نہ ہو۔ پھر اس کے بعد ان اعداد کو جو آپ الگ کاغذ پر لکھتے ہو جن جمع کرو تو سال مطلوب حاصل ہو گا۔

اگر عدد مفروضہ جفت ہے تو شمار کا آغاز ہمیشہ اسی خانہ سے ہو گا جس خانہ پر شمار ختم ہوا ہے۔ اور یہ دو شمار اس وقت تک جاری رہیں گے جب تک شمار کا اختتام خانہ مبداء پر نہ ہو۔

مثلاً ہم نے ایک فرضی عدد ۵ قرار دیا اور نقشہ بالا سے خانہ ۳ کو مبداء تجویز کیا اور بدین وجہ کہ عدد مفروضہ طاق ہے شمار کا آغاز خانہ مابعد مبداء یعنی خانہ ۴ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۸ پر ختم ہوا اور اس کے عدد (۳۱۶) محفوظ کئے گئے پھر اس کے مابعد کے خانہ سے آغاز شمار ہوا اور شمار کا اختتام خانہ ۵ پر قرار

پایا جس کے اعداد (۵۶) محفوظ کئے۔

پھر اس کے بعد کے خانہ سے آغاز شمار ہوا اور شمار کا اختتام خانہ ۲ پر جس کے اعداد (۶۵) محفوظ کئے گئے۔

پھر اس کے خانہ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ ۷ پر جس کے اعداد (۴۰۰) محفوظ کئے گئے۔

پھر اس کے خانہ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ ۴ پر جس کے اعداد (۱۱۶) محفوظ کئے گئے۔

پھر اس کے خانہ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ (۱) پر جس کے اعداد (۲۷۱) محفوظ کئے گئے۔

پھر اس کے خانہ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ ۶ پر جس کے اعداد (۸۶) محفوظ کئے گئے۔

پھر اس کے خانہ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ ۳ پر جو مبداء ہے اور اس کے اعداد (۱۵) محفوظ کئے گئے۔

اب شمار کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ مبداء پر اختتام ہوا پس ہم نے اعداد محفوظ کو جمع کیا تو $۳۱۶ + ۵۶ + ۶۵ + ۴۰۰ + ۱۱۶ + ۲۷۱ + ۸۶ + ۱۵$ مساوی ہین ۱۳۲۵ کے اور یہی سہ مطلوب ہے۔

اب ہم نے دوسرا عدد فرض کیا جو چہ ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عدد دھت ہے اور مبداء خانہ ۵ کو قرار دیا اور حسب قاعدہ متذکرہ بالا اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو ۶ کا شمار خانہ ۲ پر ختم ہوا جس کے اعداد (۶۵) کو ہم نے محفوظ کیا۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۷ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۲۰۰) محفوظ کئے گئے۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۸ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۱۱۶) محفوظ کئے گئے۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ (۱) پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۲۷۱) محفوظ کئے گئے۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۶ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۸۶) محفوظ کئے گئے۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۳ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۱۵) محفوظ کئے گئے۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۸ پر شمار ختم ہوا اور اس کے اعداد (۳۱۶) محفوظ کئے گئے۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز ہوا تو خانہ ۵ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۵۶) ہیں چونکہ شمار خانہ مبداء پر ختم ہوا لہذا اب شمار زائد کی ضرورت نہیں ہے

پس ہم نے اعداد محفوظہ کو جمع کیا تو $۶۵ + ۲۰۰ + ۱۱۶ + ۲۷۱ + ۸۶ + ۱۵ = ۵۶ + ۳۱۶ = ۳۷۲$ کے اور یہی سہ مطلوب ہے۔

اس دائرہ کی ترتیب جس پر ایک مصرع کے الفاظ کو تقسیم کیا گیا ہر شخص مؤرخ کی روشنی طبیعت پر منحصر ہے کوئی خاص امر قابل بیان نہیں ہے۔ ایک تجربہ کار اور شائق مؤرخ اون آٹھ الفاظ سے مادہ تاریخ تجویز کر سکتا ہے جن سے یہ

مقصد حاصل ہو۔

فنِ جمل استاد سے متغنی نہیں ہے۔ ہماری قطعی رائے یہ ہے کہ اگر فنِ جمل کو صرف زورِ طبیعت سے بذریعہ کتاب سمجھنا چاہو تو کامل مقصد حاصل نہ ہوگا اس لئے کہ استادانِ فن نے بعض صنائع کے بیان کرنے میں طرزِ بیان کو نہایت آسان اور سیرلِ الفہم الفاظ میں نہیں رکھا۔ اگرچہ ہم نے اپنی اس کتاب کی ہر ایک بحث میں حتی الامکان مربوط اور معمولی بول چال میں سمجھانے کی کوشش کی ہے تاہم بعض صنائع کی تعریفِ تفہیم استاد کی محتاج ہے۔ اگر ہمارے اس خیال کے برخلاف کوئی طباع اور روشن خیال شخص اس کے سمجھنے میں بدون امداد استاد کامیاب ہو جائے تو وہ الا ماشاء اللہ کامصداق ہوگا۔ صنعتِ دائرہ موجد طبّاغانِ عجم ہیں۔

(۲۲) صنعتِ مُعَمّا مُعَازِبانِ عربی کا لفظ ہے۔ صاحب غیاث اللغات فرماتے ہیں

کہ معما بمعنی پوشیدہ شدہ و کور و نا بینا و بقول صاحب لطائف مکان پوشیدہ اصطلاح میں وہ مروایما جو کہ طبعِ سلیم کو پسند ہو بعض صاحبانِ مصطلحات لکھا ہے کہ معما اس کلام کو کہتے ہیں جو بطرزِ مروایما ایک ایسے کلام پر دلالت کرے جو بطریق تشبیہ یا قلب ہو یا بحسبِ جمل۔ معما جمل سے وہ صنعت مراد ہے جس میں سب کے ساتھ تاریخی مادہ بھی ہو۔ جیسا کہ میسر لدین فقیر نے ایک شادی کی تاریخ لکھی ہے

تاریخ بہت نونِ معما محققم	خورشیدِ قرآن یافتہ باماہ تمام
---------------------------	-------------------------------

ماہ سے بقاعدہ تِرادف شہر مراد ہے اور ماہِ تمام ۳۰ دن کے مہینے کو کہتے ہیں اور میں کا ترجمہ فارسی (سی) اور لفظِ تاکہ اعدادِ جمل ۷ ہیں پس ۷ کو اعداد

خورشید ۱۱۲۰ پر بڑھانے سے ۱۱۹۰ ہوتے ہیں اور یہی سنہ مطلوب ہے۔
بعض محققین نے لکھا ہے کہ مورخ کو صنعت معما سے احتراز کرنا اولیٰ ہے
اس لئے کہ تاریخ کا اصلی مقصد معنی کی بدولت فوت ہو جانے کا اندیشہ ہے۔
اہل تحقیق نے فرمایا ہے کہ جمل میں اس صنعت کے موجب یہی بزرگ ہیں جن کی تاریخ
اور یہ لکھی گئی۔

(۲۳) صنعت تکثیر | یہ وہ صنعت ہے کہ جس کے ذریعہ سے مادہ تاریخ کے ارکان
بدلتے ہیں اور ۴۰۳۲۰ مادے ایک ہی مفسع تاریخی سے حاصل ہوتے ہیں۔
مولانا عبد الجلیل بکراچی نے تقریب جلوس محمد شاہ غازی اسی صنعت میں تاریخ لکھی
اور قاعدہ کو بھی منظوم فرمایا ہے وہ ہذا۔

بخت سہشت ہشت ست شاہنشاہ میں پرت بجا ہر چوچہ شید و بٹانے ہچو اسکندر بنامش زینت سکے بد کریش رفعت منبر بدیوان عدالت تشنگان را موجد کوثر نوشتم مطلع پر نور ہچون مطلع خاور بہر سو بھیں موزون ترنم تہنیت گستر بر آں مجموع بست افروز کن و دریا باین مضمر	بکمالد بہار آمد جہان سر سبز شد یکسر محمد شاہ غازی بادشاہ کشور احسن وجودش آیہ رحمت نکاحش مایہ عزت بمیدان شجاعت دشمنان را تیغ مگر فتن من از بہر جلوس آن شہ او زنگہر سندی طل افشان شد بہار خرمی زمین شردہ گین بر آید چل ہزار و سہ صد ابیات لطیف از نو
---	--

بدل دانا بیہ داما بحد دا ولی مجہ دا ولی برون ناورد غوا صغر بحرے اینچنین گوہر بدعوی گر غریزہ پیش آید واکند دفتر	۱۱۲۰ شہ عادل مہ کامل یہ سائل جسم والا ازین پیشین از برای بیچ شاہ جو اندرین صنعت کتب موجود یا ران مودخ ہر مہم حاضر
--	--

<p>بود فال مبارک این همه تکثیر اعدادش دعای شاہ از عبد الجلیل و از ملک آمین اگر خواہی کہ استخراج این اعداد دیرانی بود ترکیب این بیت طریقت فرشتہ ارکان پس از کن سوم نسبت بہ روشش صوگر د دیرین شش باز چون کن چہام را بضر آب برین منوال گرا رکان باقی را بہ نقاش چو تفصیل صورت در دہ جلد میتوان شد اگر خواہی نحوای منبسط تفصیل صورتی کہ من این نسخہ نگین مرتب کردہ فرین و الہی تا جہان باشد شدہ ما کا مران باشد</p>	<p>بطول عمر شاہ دین پناہ وسعت کشور ہمیشہ باد روشن اختر شاہ جہان پرو بر بان مے کنم خاطر نشین طبع دانش کہ در ارکان و ممکن بود تقدیم یکد گمر کہ از ضرب سہ در دہ بے تکلف شش بود ظہر بر آید بست ابیات و چہار افرون بر ونگر بضر آری این اعداد مشک میشود مخبر ازین رو کردہ ام محل مطلب رہمون پی بر دیر چند چا بکدست آرد کاغذ و مسطر نشانے تا بود باقی بعالم تا دم محشر تحت تاج و عدل داد وجود کج شش افروز</p>
---	--

اس صنعت کا بہید صرف ارکان کا وزن مساوی ہے جن کے اولیٰ پھیراؤ
تقدیم و تاخیر سے وزن شعر میں نقصان نہ آئے اعداد ارکان میں کوئی خاص قاعدہ
مقرر نہیں ہے۔ اوں کے اعداد جو کچھ بھی ہوں۔ تقدیم و تاخیر سے اصل مادہ میں کوئی
نقصان پیدا نہ ہوگا۔ کہا گیا ہے کہ عبد الجلیل بلگرامی پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس
صنعت میں تاریخ لکھی۔

(۲۴) صنعت تنقیط | صنعت تنقیط اس عمل کا نام ہے کہ مندرجہ ذیل حروف کو

جو مادہ تاریخ میں واقع ہوں نقطہ دار فرض کر کے اوں کے عدد محسوب کریں یعنی ح
کو (خ) فرض کیا جائے اور (د) کو (ذ) (ر) کو (ز) (س) کو (ش) (ص) کو (ض)

(ط) کو (ظ) (ع) کو (غ) -

جس مصرع یا فقرہ یا لفظ کو مادہ قرار دیا جاویگا اس کے مجموعی حروف سے صرف حروف متذکرہ بالا کو صنعت تنقیط کے ساتھ حساب میں شمار کیا جاویگا اور باقی حروف حساب میں داخل نہ ہوں گے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ باقی حروف بحال خود رہ کر داخل حساب ہوں گے۔ اس اختلاف کا تصفیہ جنگ نہ ہو لہذا اور جب تک ایک قاعدہ کے ہم پابند نہ ہو جاویں صنعت تنقیط پر عمل نہ ہو سکے گا بدین وجہ کہ کسی کو لازم ہے لہذا ہم صورت اول کے پابند ہیں اگر دو علی قائم رکھی جائے تو ہر مادہ کے ذیل میں اس کی صراحت کرنی ہوگی کہ فلاں طریقہ پر عمل ہوا ہے اور صرف صنعت تنقیط کا اشارہ کافی نہ سمجھا جائے گا اور صراحت کی احتیاج صنعت کے ناقص قرار دے گی بناءً علیہ ہماری رائے یہ ہے کہ شائقین جمل اس صنعت کی تعریف میں صورت اول الذکر کے پابند رہیں۔

مندرجہ ذیل تالیف اسی صنعت میں لکھی گئی ہے جو کسی دکنی کی طبعاً اور مثلاً ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔

دشمنوں نے آپ کو چوس کیا	لو کر میں کہو کر بنے محتاط آپ
ان حریفوں نے تمہیں بے بس کیا	کر دکھایا ایک تنکے کو پہاڑ
دیکھ بھل بی رنگ اُسے واپس کیا	جو ہوا قاصد تیری امداد کا
گہر گیا حلوں میں اور بس بس کیا	پہنس گیا آفت میں بے چارہ غریب
ایک کو نقطہ لگا کر دس کیا	صنعت تنقیط میں ہے اس کا سال

مصرع تاریخی میں صرف (ط) کے عوض (ظ) محسوب ہونے اور (ر)،

کے عوض (ز) اور (د) کے عوض (ذ) اور (س) کے عوض (ش) حروف معینہ سے صرف اسی قدر حروف اس مادہ میں قابل تنقیط تھے۔
تمثیلی تاریخوں میں اگر محاورہ کی کوئی غلطی ہو تو ہم معذور ہیں مگر خود اس کے ذمہ دار ہیں ہم کو صرف مادہ تاریخ کے تمثیل سے کام ہے۔
یہ صنعت صرف ہندیوں کی ایجاد ہے۔ فارسی کوئی تاریخ اس صنعت میں ہماری نظر سے نہیں گزری۔

(۲۵) صنعت سلب نقط | صنعت سلب نقط حروف ذیل سے متعلق ہے یعنی اگر مادہ تاریخ میں (ح) یا (خ) واقع ہو تو اس کا نقطہ سلب کر کے دونوں کے لئے (ح) کے عدد محسوب ہوں گے اسی طرح (ذ) کو (د) فرض کرنا یا (ز) کو (ر) یا (ش) کو (س) اور (ض) کو (ص) یا (ظ) کو (ط) یا (غ) کو (ع) فرض کرنا صنعت سلب نقط میں داخل ہے۔ اس صنعت کے موجد اہل ہند ہیں۔
سلب نقط کی کوئی تاریخ ہماری نظر سے نہیں گزری۔

بعض اہل فن نے ایک ہی مادہ میں دونوں صنائع کو جمع کیا ہے ایک ایک عجیب شاعر نے اس صنعت میں کیا خوب تاریخ لکھی ہے۔ د موبدا

نور النساء بہر علی از دواج یافت	نوشاہ راعروس بود حسن انتخاب
سلب نقط بصنعت تنقیط گشتہ سال	باشتری خجستہ بود وصل آفتاب

(تشریح)

حروف اصلی	ش	ر	خ	ج	س	د	ص	میزان
ماہل صنعت تنقیط و سلب نقط	س	ز	ح	ح	ش	ذ	ض	
اعداد	۶۰	۷	۸	۸	۳۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۱۸۸۳

(۲۶۱) صنعت طلسمی | صنعت طلسمی ایک عجیب صنعت ہے جس کو کام میں لانے سے لوح طلسمی متعدد ناریخون کو پیش کرتی ہے۔

۲۱ دباچ اورء امرات کے ایک نقشہ کا نام لوح طلسمی ہے جس کے ہر ایک خانہ میں مفردات و مرکبات سے خانہ پُری کی جاتی ہے اور وہ تمام مفردات اور مرکبات در حقیقت حامل تایخ ہوتے ہیں۔ سائل کو اختیار ہے کہ اوں کل خانوں سے جس خانے کو وہ چاہے مبداء قرار دے اور اسی مبداء سے اکیس خانے شمار کر کے اکیسویں خانہ کی تحریر کو ایک کاغذ پر لکھ لیں پھر اُس کے بعد کے خانہ سے شمار کا آغاز کریں اور ہر اکیسویں خانہ کا نوٹ تہ اوسی کاغذ پر ترتیب کے ساتھ یکے بعد دیگرے سطروں میں لکھتا ہوا چلا جائے تا آنکہ اس شمار کا سلسلہ خانہ ماقبل مبداء پر ختم ہو۔

لیکن اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ حروف حاصلہ خانہ ہرے سطور فوقانی مبداء کو اس سلسلہ ترتیبی سے جو ایک جدا کاغذ پر جاری ہے مقدم رکھنا چاہیے جب شمار ختم ہو جاوے گا تو حروف محفوظہ سے ایک ایسا فقرہ یا مصرع حاصل ہوگا جس کے اعداد مجموعی سنہ مطلوب کے مساوی ہوں گے۔

نقشہ مندرجہ ذیل اس صنعت کی مثال ہے جس کو استاد می مولوی وجہ النیجان معنی تخلص نے نواب میرزا اب علیخان بہادر سر سالار جنگ منیر الدولہ خانہ المکات محفوظ وزیر اعظم ریاست حیدرآباد دکن صانہ المعین الشرور والفتن کی تقریب وزارت پر مرتب فرمایا تھا۔

وہو ہذا

لوح طلسمی الموسوم بیا دگار معنی

ب	خ	با	ز	بکو	ز	بگر	ما	ب	فد	لا	سر	بر	ز	ع	ج
ال	ب	س	بیا	م	ش	ہے	ہ	کو	ش	بر	د	را	شد	ا	لی
ا	ا	ج	ب	ہی	گر	کو	دا	د	سا	س	ا	ہر	دل	ق	د
دا	سے	را	عد	یو	مل	نب	نے	تا	د	ن	د	ا	ل	ا	تے
ش	و	و	د	را	و	ح	ا	ح	و	ا	بو	او	ا	و	سہ
ار	لا	بے	ر	وہ	ا	ر	ہ	ب	ج	صو	بیا	ن	ک	و	د
بو	ین	لت	از	و	ر	ک	سی	گر	نش	حجا	با	ان	ا	ل	ے
مت	ا	ہ	سا	و	ر	و	ان	ا	کز	عا	د	یا	عا	ب	حجا
و	اب	و	ل	ال	گر	بر	کن	ما	یا	جا	خنا	لا	من	لم	ست
لم	ا	پ	ر	جا	و	سے	ند	حق	مع	خو	چو	ن	ست	ہ	ل
سو	کن	عطا	بس	فر	بر	عا	گا	نم	جا	بہر	و	نا	نی	ا	مر
از	ا	ع	ن	ب	سا	سے	از	و	بہر	لی	ہ	کہ	نے	سو	سے
ہم	ن	کر	پہر	و	ہ	ز	با	سی	لا	با	بے	ز	نوم	اق	د
ی	می	کہ	س	از	حو	ا	کا	جو	ور	بر	قبا	اس	ر	م	ما
ر	نز	صی	ر	ا	فت	بعد	لم	دو	دو	ین	را	د	گر	و	ل
ی	ر	می	عہ	د	لت	جا	عز	ف	د	لا	سل	لت	سے	ز	لف
د	ا	عج	جز	د	ا	گی	ز	ہ	ا	د	شا	تہ	چو	ت	می
کنو	م	کہ	ہم	وہ	ب	ب	می	و	د	نے	ب	پ	ل	او	ر
ن	تا	بر	د	ن	ین	گر	ایشہ	قر	سہا	یو	لو	را	و	س	ا
ج	در	ا	جا	گو	ہی	ما	ز	مہا	یک	دا	با	با	ن	ان	می
سے	ان	و	ن	ق	بان	و	ن	سے	شد	ن	لہ	ن	رہ	ن	و

اس لوح مجلسی کے تیار کرنے کے لئے ۲۱ مادہ تیار کیا جائے گا لکھنا ضرور ہے خواہ وہ فقرے ہوں یا ۲۱ حصے پر اکیسوں ماڑوں کو ۱۱ اجزا پر تقسیم کریں اور ۲۵ حصے اس لوح کی خانہ پر ہی اس ترتیب کے ساتھ کی جائے کہ کل کا جزو اول لکھا جاوے اور اس کے بعد اسی قاعدہ سے کل کا جزو دوم پر جزو سوم اسی طرح ۲۱ کے ۱۱ اجزا کی ترتیب سے اس لوح کے خانے بہر دیں۔

اس عمل میں جو اس پر جاری رہے چاہئیں۔ اگر کسی ایک حرف کی بھی غلطی ہوگی تو ساری لوح بے کار ہو جائے گی۔

(۲۷) صنعت مجمع الاقسام | مجمع الاقسام اس صنعت کا نام ہے جس کے مادہ تیار کر

الفاظ سے بعض لفظ کے اعداد بحساب جمل صغیر ہیں۔ اور بعض لفظ کے اعداد بحساب جمل وسیط اور بعض میں جمل کبیر یعنی ایک ہی مادہ میں بربائیات یا زبر و بیئات کا استعمال صاحب میزان الاشعار کے حوالہ سے فاضل مؤلف ارغمان نے لکھا ہے کہ يجوز فی المعنی

والتایخ ان یؤخذ اعداد الحروف بحساب الجمل وان یؤخذ بطریق الزبر والبیئات

وان یؤخذ اعداد بعض الکلمات بحساب الجمل وبعضها بالزبر والبیئات وحسب ان

یشاء۔ ایہا بوجہ ما سلا یلزم خلاف المقصود یعنی جائز ہے معنی اور تیار کر

یہ کہ لئے جائیں اعداد حروف کے بحساب جمل صغیر یا یہ کہ لئے جائیں اعداد بطریق

زبر و بیئات یا یہ کہ لئے جائیں اعداد بعض انہیں کلمات کے بحساب جمل صغیر اور اعداد

بعض کے بطریق زبر و بیئات (یعنی جمل کبیر) اور اس وقت میں واجب ہے یہ کہ

اشارہ کیا جائے ان دونوں کی طرف کسی اشارہ کے ساتھ تاکہ نہ لازم آنے خلاف

مقصود اور التباس نہ ہو۔

اس صنعت کی مثال جناب مرزا دبیر مغفور کی تائیچ ہے جسپر صاحب لمخص تسلیم
ناحق و ناروا حملہ فرمایا ہے اور ہماری رے میں یہ تائیچ نہایت قابل تعریف ہے

سال تاریخش بہ زبر و بیثیہ شذریب نظم	طور سینا بے کلیم امیر منبر بے امیس
-------------------------------------	------------------------------------

فاضل مؤلف نے اس تائیچ میں بعض الفاظ کا زبر لیا ہے اور بعض کا بیثیہ
بعض زدونوں اور مختلف طریقوں سے تائیچ نکالی ہے۔

(الف) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا زبر و بیثیہ (۱۴) کلیم امیر کا زبر (۱۶۶) و منبر بے امیس کا زبر
و بیثیات (۷۷۵) اور ان سب اعداد کا مجموعہ ۱۲۹۱ اور یہی سال فوت ہے۔

(ب) طور سینا بے کا زبر و بیثیات (۵۸۶) کلیم امیر کا زبر (۱۷۲) منبر کا زبر
و بیثیات (۴۰۰) بے امیس کا زبر (۱۳۳) اور کل اعداد کا مجموعہ (۱۲۹۱) سنہ مطلوب

(ج) طور سینا کا زبر و بیثیات (۵۷۲) بے کلیم امیر کا زبر (۱۸۴) منبر بے کا زبر
و بیثیات (۴۱۳) امیس کا زبر (۱۲۱) کل اعداد کا مجموعہ (۱۲۹۱) سنہ مطلوب

(د) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا بیثیات (۲) پھر کلیم امیر کا زبر و بیثیات
(۳۳۶) پھر منبر کا زبر (۲۹۸) لیا اور پھر بے کا بیثیہ (۲) لیا اور امیس کا زبر
(۱۲۱) شریک کیا تو مجموعہ (۱۲۹۱) ہوا اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

(ه) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا بیثیہ (۲) کلیم امیر کا زبر (۱۶۶)
منبر بے کا زبر (۳۰۴) امیس کا بیثیہ (۲۲۷) ان سب اعداد کا مجموعہ (۱۰۳۵)
جو ۱۲۹۱ کا مساوی سال یزدجردی ہے۔

(و) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا زبر و بیثیات (۱۴) کلیم امیر کا زبر (۱۶۶)
و کا بیثیہ (۷) منبر کا زبر و بیثیہ (۴۰۰) بے کا بیثیہ (۲) امیس کا زبر (۱۲۱)

ان کل اعداد کا مجموعہ (۱۰۴۶) ہے جو ۹۱۰ ہجری کا مساوی سال ہندی ہے۔
اب محققین فن انصاف فرمادیں کہ کیا یہ تاریخ معمولی چیز ہے ہرگز نہیں۔
سچ یہ ہے کہ اس میں طباعی کو بھی کامل دخل نہیں ہے بلکہ تائید یزدی اس میں شریک اور
وہ میر انیس مغفور (صاحب واقعہ) اور مرزا دبیر مرحوم (سوخ لاثانی) کی نیک نیتی
کا سبب ہے کہ ان کے لئے انکی استاد می سے ایسی تاریخ لکھی گئی۔ سبحان اللہ شاعر
ایسی تاریخیں کہاں ہوتی ہیں۔ ہم ۳۰ برس سے اس فن کے ساتھ خاص دلچسپی کہتے
ہیں تقریباً ایک ہزار سے زیادہ تاریخیں خود ہم نے لکھیں اور کئی ہزار تاریخیں متفقین
اور متاخرین کی ہماری نظر سے گزریں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان سب میں یہ تاریخ
اپنی ہی آپ مثال ہے۔ جزاء اللہ فی الآخرة

جن حضرات نے اپنی تالیف میں اس کو بگاڑ کر دکھلایا ہے انہوں کو اپنی
تالیف کی عزت گھٹائی ہے خدا انکو بخشے۔

(۲۸) مجمع الصنائع جس مادہ تاریخ میں متعدد صنائع جمع ہوں اور ان کا نام مجمع
الصنائع ہے۔ متاخرین سے بازرگیلانی نے اس فن میں اپنے معاصرین پر تفوق
حاصل کیا ہے اور متاخرین نے ان کو امام الجمل کہا ہے آپ نے لغت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم میں ۷۸ تاریخیں مستجمع فقرے کہے ہیں جن میں سے ہر ایک حامل
تاریخ جلوس بادشاہ عالمگیر ہے اور ۲۴ شعر کا ایک قصیدہ کہلے جس سے چار ہزار
پانچ سو بار تاریخیں حاصل ہوتی ہیں۔

فقرہ ہائے تاریخی میں گیارہ فقرے ایسے ہیں جن میں پہلے فقرہ کے حروف
مساوی ہیں دوسرے فقرہ کے۔

ہم نے قصیدہ متذکرہ کو کتاب ہذا کے حصہ دوم کا عنوان قرار دیا ہے جس
 نو شعاریں صنعت ہر کہ ہر ایک مصرع میں سہ سہ مطلوب ہر اور ہر ایک مصرع کے حروف معجزہ اور ہملہ
 تعداد مساوی ہیں اور عدد کتابت بھی مساوی۔ ہر مصرع کے حروف ہملہ و معجزہ کو کسی
 اور مصرع کے حروف ہملہ و معجزہ کے ساتھ جمع کرنے سے ہی سہ سہ مطلوب حاصل ہوتا ہے
 صنائع تاریخ کے گزشتہ حصہ میں بعض بعض ناریختین گزری ہیں جنہیں مجمع
 الصنائع کی تعریف صادق آتی ہے ہم نے اسی مقام پر اس کا اشارہ ہی کر دیا ہے
 بناءً علیہ اس موقع پر ہم کسی خاص مثیل کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں خیال کرتے
 (۲۹۱) صاحبان افت نے بسط کے معنی فراخی اور کشادگی کے لکھے ہیں
 لیکن اصطلح اہل جمل و جفر و کسیر و غیر ہم میں بسط اس عمل کا نام ہے جو ایک
 حرف سے دوسرا حرف پیدا کرے۔ صاحب طبع العلوم و مجمع الفنون نے لکھا ہے
 اور صاحبان معین الجواہر اور شخص سلیم نے بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ قواعد بسط
 (۲۹۰) میں یعنی صنعت بسط کا استعمال (۲۹۰) طریقہ نویر ہو سکتا ہے لیکن ان اقسام
 کا مکمل بیان نہ مصنفین قدیم نے کیا ہے اور نہ متأخرین سے کسی نے اس کی جانب توجہ
 کی یہی وجہ ہے کہ بعض اہل تحقیق نے اس تعداد کو مبالغہ پر محمول کیا ہے۔ بہر حال
 ہم اس کتاب میں انہیں (۲۸۱) اقسام کا ذکر کریں گے جو ممکن تھا نیف متقد وہ سے
 حاصل ہوئے اور گنتی میں (۲۸۱) حروف ابجد کے مساوی ہیں۔
 مقدمہ تاریخ ابن خلدون اور شمس المعارف کبرنی اور جواہر خمسہ و کتاب نقش خاطر
 و معدن الجواہر و کتاب المداخل و مخصر تسلیم وغیرہ سے جس قدر اقسام معلوم ہوتے
 ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

صاحبان تحقیق نے بسط کو صنائع تالیخ سے موسوم نہیں کیا ہے بلکہ جہاں کہیں انہوں نے جمل کا ذکر کیا ہے اسی کے ساتھ بسط کا اجمالی یا تفصیلی تذکرہ ہی فرمادیا، صاحب معدن الجواہر نے بسط کے لئے ایک متعلق باب قائم فرمایا ہے ہم نے اپنی طرز پر اور سادہ بیان اور نیز حقیقت بسط کے لحاظ سے یہی مناسب خیال کیا کہ اس کو صنائع و بدائع تالیخ میں جگہ دیں۔

(الف) بسط کی پہلی قسم بقول صاحب معدن الجواہر بسط عددی ہے۔

اور یہ دو قسم میں منقسم ہے (۱) بسط عددی حرفی (۲) بسط عددی ترکیبی۔

(۱) بسط عددی حرفی۔ وہ ہے کہ جس کلمہ یا کلمات کو بسط کرنا چاہیں ان کو حروف کو ایک دوسرے سے جدا کریں۔ اور پہر اوں حروف کے اعداد جمل کو لکھیں اور جمع کر لیں اور مجموعہ اعداد سے پہر حروف بناویں۔ اس عمل آخرین کو اہل جمل نے استنطاق کہا ہے۔

پس عمل استنطاق سے جو لفظ حاصل ہوگا وہ نتیجہ ہے بسط عددی حرفی کا مثلاً ہم چاہتے ہیں کہ لفظ حامد پر یہ عمل جاری کریں تو اس کے حروف کو

جدا جدا لکھا یعنی۔ ح۔ ا۔ م۔ د۔ پہر ان چاروں حروف کے اعداد۔ ۸۔ ۱۔

۴۔ ۴۔ کو جمع کیا ۳۵ حاصل ہوئے پہر ۳۵ میں عمل استنطاق کیا تو ۳۳ سے

۳ حاصل ہوا۔ اور ۵ سے ۵ پس (ح) بسط عددی حرفی ہے لفظ حامد کا۔

اس قسم کو جمل سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ ہم نے تکمیل بیان کے لئے اس کو بدینہ ناظرین

البتہ بسط عددی کی دوسری قسم سے ہمارا مقصد متعلق ہے۔

(استنطاق کی تعریف) استنطاق زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنی بات کر کے

ہیں۔ اور اصطلاح اہل حمل میں سطر اعداد سے بقاعدہ خاص حروف پیدا کرنے کو استنطاق کہتے ہیں۔ مثلاً (۶۵۲)۔ کا استنطاق ب۔ ہ۔ و۔ ہے۔ اگر درمیان سطر اعداد میں ایک یا کئی صفر واقع ہوں تو صرف دو صفر سے کام لیا جائیگا اور باقی صفر چھوڑ دیئے جائیں گے۔ مثلاً (۲۰۰۶) کا استنطاق۔ و۔ ہ۔ ز۔ ہے۔ اور ۳۰۰۲ کا استنطاق ب۔ ش۔ یعنی عدد ۲ سے ب حاصل ہوگا اور ۳۰۰۰ سے بقاعدہ بالا ایک صفر ترک کر کے ۳۰۰ کا (ش) محسوب ہوا۔ دو سے زیادہ صفر اس لئے ترک کر دیتے ہیں کہ اوس سے کوئی حرف مستقل نہیں حاصل ہو سکتا اگرچہ ایک کے ہندسہ کے ساتھ تین صفر مہونے کی حالت میں اوس سے (غ) حاصل ہو سکتا ہے لیکن چون کہ الف کے درجہ میں (غ) کے سوا کوئی اور حرف نہیں ہے لہذا اصول عام کے لحاظ سے ہی قاعدہ قرار پایا کہ تیسرے صفر سے کام نہ لیں۔ صاحب معدن الجواہر نے اگرچہ لفظ استنطاق کی اصطلاحی تعریف کی گئی ہے مگر فرمایا ہے۔ لیکن آپ نے استنطاق کا جو عمل کیا ہے اوس سے یہ بات مترشح ہو کہ آپ نے اعداد کے مراتب کے لحاظ سے حروف حاصل فرمائے ہیں مثلاً ۶۵۲ سے ب۔ ن۔ خ (ب) اس لئے کہ ۲ کا ہندسہ درجہ احاد میں ہے اور ن اسلئے کہ ۵ کا ہندسہ درجہ عشرات میں ہے۔ اور خ اس لئے کہ ۶ کا ہندسہ درجہ مآت میں ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر استنطاق میں مراتب سے کام لیا جاوے تو پہرا استنطاق کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی اعداد حاصلہ گویا حروف مستنطاق کے اعداد ہیں۔ پہرا استنطاق کا طول عمل بے کار اور بے ضرور ٹھہرا۔ اسی طرح آپ نے اعداد ۳۰۰۰ سے تین غین حاصل فرمائے ہیں

اور ہندسہ ۳ میں نہ معلوم آپ کیا عمل فرمائیں گے اس لئے کہ آپ کے اختیار فرمودہ اصول سے تیس غلط حاصل ہونگے اور جب تیس غلط مستطوقہ کے عدد لئے جائیں گے تو وہی ۳ ہوں گے پس استنطاق کا عمل تحصیل حاصل ٹھہرا۔

ہمارا خیال ہے کہ آپ سے تسامع ہوئے اور دیگر محققین نے اس نامازک بحث سے مطلق کنارہ کشی کی ہے اور یہ کہیں مناسب نہ تھا اس لئے کہ متعدد صنائع میں استنطاق کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔

پس شائقین فن جمل درجہ تیس کے ہزارں عرض کی ہوئی تعریف کو اچھی طرح ذہن نشین فرمائیں کہ عمل میں کوئی غلطی ہوئے یا نہ ہوئے۔ اور استنطاق کا مطلب فوت نہ ہو۔

پس ہم کو بسط حدودی حروف کی تعریف سے تو صاحب معدن الجواہر کے ساتھ اتفاق ہے لیکن کمیل کے نتیجہ حاصد سے کیا نہیں ہے یعنی ہماری رائے میں ۵۳ کا استنطاق ج۔ د۔ ہ۔ ز۔ ح۔ ط۔ ہے۔ جبکہ لائق مؤلف موصوف نے لکھا ہر کمین کہ آپ کا عمل تعریف استنطاق کے مفاد ہے۔

اگر یہ سمجھا جائے کہ یہ صنعت صرف ہندسہ پر جاری ہو سکتی ہر حرف کے اعداد ہزار کے درجہ سے نہ ہر حرف۔ تو ایسی شخصیتیں اس تعریف عام سے پیدا ہونا ہوتی جس کو صاحبان فن نے زبان کیا ہے اور ہر ایک استنطاق سے کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوگا۔ یعنی اگر ہم نے لفظ حامد پر یہ صنعت جاری کی اور اس کے اعداد مجموعی (۵۳) کے استنطاق سے لفظ جن حاصل کیا اور یہ لفظ جن سے عدد نایح میں (۵۳) محسوب کئے تو استنطاقی عمل کس بے کار قرار پایا۔

بناؤ علیہ ہماری رائے میں وہی عمل صحیح ہے جس کو اسی تعریف کی بنیاد پر مہنر کیا ہے پس عمل استنطاق میں ہم کو مراتب اعداد سے کچھ سروکار نہ رکھنا چاہیئے۔

(۳) بسط عدوی ترکیبی۔ وہ عمل ہے کہ اعداد کلمہ کو بقاعدہ متذکرہ قسم اول جمع کر کے استنطاق کرنے کے بعد جو حروف حاصل ہوں ان کو پابندی سلسلہ مرکب کر کے لفظ بناویں۔

پس واضح ہو کہ بقول صاحب معدن الجواہر لفظ حامد پر یہ صنعت جاری کر کے بعد اس کے استنطاق سے حروف ج۔ ن۔ حاصل ہونے اور ان دونوں حروف سے لفظ (جن) مرکب ہوا اور ہماری رائے کے مطابق جس کی صراحت بضم تعریف قسم اول ہونی ہے حروف مستنطقہ سے لفظ (جہ) حاصل ہوا۔

محققین فن نے جا بجا اپنی تصانیف میں اس کا ذکر تو فرمادیا ہے مگر کبھی نہ یہ نہ بتایا کہ اس صنعت کا استعمال تاریک گہائی میں کس طرح ہو سکتا ہے۔

ہم نے بڑی غور کے بعد کئی صورتیں اس کے استعمال کی پیدائی ہیں جن کو ذیل میں یہ ناظرین کرتے ہیں۔ اس صنعت کی قسم دوم ایک جملع مؤرخ کو کام دے سکتی ہے یعنی جب روشن خیال مؤرخ کسی واقعہ تغزیت پر مرثیہ تاریخی لکھنا چاہے تو وہی صنعت کے ذریعہ سے مادہ تاریخ اور نام مرحوم یا مادہ تاریخ اور اشعار مرثیہ میں تعلق پیدا کر سکتا ہے۔

فرض کرو کہ ابوطالب نام ایک بزرگ کی رحلت شہ مجری میں واقع ہوئی تھی جس کی تاریخ ہم نے لفظ آہ سے لکھی تو یہ تاریخ صنعت (بسط عدوی ترکیبی) کہلائیگی اس طرح ہر کہ

ابوطالب کے ۷ حروف ہیں ا۔ ب۔ ط۔ ل۔ ب۔ اور ان ساتوں حروف کے عدد ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ہیں انکا مجموعہ (۵۱) ہے اور (۵۱) کا اس منطق الف اور م۔ اور ان دونوں حروف کا مجموعہ لفظ آہ ہے اور آہ کے عدد جمل ۶ ہیں جو ۷ وفات کی خبر دیتے ہیں۔ اسی صنعت میں ہم نے ایک منظم نایکجہ بنایا ناظرین کی ہے۔

ازین جہان واسر سوز ملک انما شد رقی	من ثم الدبر ابوطالب فرخندہ صفا
نامہ منورہ (بسط عددی ترکیبیں)	صورت آہ بود حامل تاریخ وفات

اس صنعت پر عمل کرنے کے لئے طبع متوجہ ہوا اول مادہ نایک لکھ لینا چاہیے۔ پھر اس کے حروف جدا جدا کی رقم کر کے ہر ایک کے ذیل میں اس حرف کا عدد لکھ دینا چاہیے اور ان اعداد کو قطعہ مشقہ ترکیبیں اعداد اشعار مشرقیہ یا قصیدہ کا مجموعہ قرار دینا چاہیے۔

ہم اسی محمول کو ایک مختصہ سنی میں بھی تاریخ کے رید سے جو قطعہ جبری میں لکھی ہے بنایا ناظرین کرنے ہیں تاکہ سمجھنے میں آسان ہو۔

ایزداد لطف بسید علی . وہ حسین	داد آرا مردان راحت جان نورنگاہ
۳۴۶	۱۲۸۶
سال تاریخ بسط عددی ترکیبیں	شعار اشعار میں قطعہ موبدا چون ماہ
۲۱۰۵	۱۳۰۳

اس قطعہ کے تمام الفاظ میں صنعت جاری کی گئی ہے یعنی مصرع اول کے اعداد (۳۴۶) ہیں۔ اور مصرع ثانی کے اعداد (۱۲۸۶)۔ اور مصرع ثالث کے اعداد

(۲۱۰۵) اور مصرع رابع کے اعداد (۱۲۰۳) ان سب کو جمع کیا تو میزان (۵۱۴۰) ہوئی اور ان اعداد کا استنطاق (م۔ ا۔ ۵) ہے۔ ان تین حروف سے لفظ ماہ حاصل ہوتا ہے اور ماہ کے اعداد (۴۶) ہیں جو مساوی ہیں سنہ تایخ ولادت کے ہم نے پہلے اس ولادت کا مادہ تایخ لفظ ماہ سے حاصل کیا۔ پہر (ماہ) کے حروف کو جدا جدا لکھا۔ م۔ ا۔ ۵۔ پہر ان حروف کے اعداد کو قطعہ ترتیبی کے قاعدہ سے۔ ۵۱۴۰۔ اب اس کی فکر کی کہ چار ایسے مصرعے لکھیں جن کے مجموعی اعداد ۵۱۴۰ ہوں۔ پس ہم نے ہر چار مصرعے سنہ کوہ بالا تصنیف کئے جن کے اعداد مجموعی ۵۱۴۰ ہیں تو کہا جائیگا کہ الفاظ مجموعی ہر چار مصرعے بالاکا (بسط فطری ترکیبی) لفظ (ماہ) بنے جس کے عدد ۴۶ سنہ مطلوب کے مساوی ہیں۔ پس مادہ تایخ کو بوجہ صنعت بذا الشعار بالا کے ساتھ ایک خاص صنعتی تعلق ہے۔

اسی صنعت سے ایک اور کام بھی لیا جاسکتا ہے یعنی ایسے الفاظ جو جن کے اعداد بہت زیادہ ہیں تایخ مطلوب حاصل کی جاسکتی ہے۔

مثلاً ایک شخص سنہ ہجری میں عازم سفر ہوا اور تاریخ نے اس کی تایخ فائدہ خیر حاصل کیا کہ جس کے مجموعی عدد ۱۹۴۶ ہیں جب ان اعداد سے استنطاق کیا گیا تو حروف۔ د۔ د۔ د۔ ط۔ ا۔ حاصل ہوئے جس کے مجموعی عدد ۲۰ ہیں اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

(ب) بسط کی دوسری قسم کا نام بسط الحروف ہے اور بقول صاحب معدن الجواهر یہ صنعت لفظ اعداد حروف سے متعلق ہے۔ اس کی تین قسم ہیں۔ قسم اول کا نام زبر ہے اور قسم دوم کا نام ثنیات اور قسم سوم کا نام زبر و ثنیات جس کو بسط لفظی

بسط طاہری ہی کہتے ہیں (انہی اسم یہ کہتے ہیں کہ یہ تو بسط نہیں ہے بلکہ یہ نغنون
اقسام جمل سے ہیں جن کا بیان جمل صغیر و وسیط و کبیر کے نام سے گزر چکا ہے اور خود
صاحب معدن الجواہر ضمن اقسام جمل اس کو لکھ چکے ہیں۔ استادان فن نے اس کو
ایک خاص عمل استنطاق کے لئے بسط میں داخل کیا ہے جیسا کہ صاحب لمخص تسلیم
لکھا ہے اس کا اصلی نام بسط عددی مفوظی ہے یعنی جب حرف کو مفوظ کر کے اسم
حرف کے اعداد سے بقاعدہ استنطاق دوسرا حرف حاصل کریں تو اس کو بسط
عددی مفوظی یا بسط الحروف یا بسط لفظی و طاہری کہتے ہیں۔ مثلاً لفظ واحد سے
(وا) لیا جس کا اسم مفوظ واو ہے اور واو کے اعداد ۱۳ ہیں اور ۱۳ کا استنطاق
ج۔ ا۔

پہر (۱) لیا جس کا اسم مفوظ الف ہے اور الف کے اعداد ۱۱ ہیں جس کا
استنطاق تین الف ہے یعنی (۱۱۱)

پہر (ح) لیا جس کا اسم مفوظ حا ہے اور حا کے اعداد ۹ اور ۹ کا
استنطاق ط۔ ہوا۔

پہر (د) لیا اور د کا اسم مفوظ دال ہے جس کے اعداد ۲۵ ہیں اور ۲۵
کا استنطاق د۔ ج۔

اب کل حروف مستنطقہ کو جمع کیا تو ج۔ ا۔ ا۔ ا۔ ا۔ ا۔ د۔ ج۔ ح۔ ص۔
ہوئے جن کے مجموعی اعداد ۲۴ ہیں پس لفظ واحد کو بسط عددی مفوظی کرنے سے
اس کے عدد ۲۴ محسوب ہوئے۔ صاحب معدن الجواہر نے غالباً اسپر غور نہیں فرمایا
آپ کا اجمال بیان اس تفصیل سے ساکت ہے جس کی صراحت اہل فن نے کی ہے۔

جاری ہوئی ہے بدین وجہ کہ تمام صنائع کو محققین نے جمل صغیر میں بیان کیا ہر بناء علیہ اس کو ایک خاص نام سے موسوم کر کے داخل جمل صغیر کیا گیا ہے۔

(ج) بسط کی تیسری قسم بسط المرتبی ہے جس کو محققین فن جمل نے بسط المقوی کہا ہے پس بعض حروف مطلوب حروف مرتبہ و مقویہ سے کام لینے کو بسط المرتبی یا بسط المقوی کہتے ہیں جس میں یا بندی مراتب لازمی نہیں ہے جیسا کہ بسط غیر مرتبی میں لازمی ہے۔ اس کتاب کے باب اول میں بذیل بیان الفاظ جمل ہم لکھ آئے ہیں کہ کون کون حروف ناریہ اور مائیہ اور ہوائیہ اور ترابیہ ہیں پس بل جمل فہرست ناریہ کو حروف ہوائیہ کا مرتبی و مقوی قرار دیا ہے اور حروف ہوائیہ کو مرتبی و مقوی ناریہ مانا ہے۔ اسی طرح حروف مائیہ کو مرتبی و مقوی حروف ترابیہ مانا ہے اور ترابیہ کو مرتبی و مقوی مائیہ۔

صاحب معدن الجواہر نے اس صنعت کا ذکر فرمایا ہے اور تمثیل میں آپسے تسامع ہوا ہے یعنی تمثیل خلافت تعریف ہے۔

اب ہم چاہتے ہیں کہ لفظ حامد کا (بسط مرتبی و مقوی) کریں تو پہلے ہم نے اس کے حروف جدا جدا لکھے (ح ا م د) پہر ح کو جو مائی ہے بلا لحاظ مرتبہ ب سے بدلا جو ترابی ہے۔

پہر الف کو جو ناریہ ہے اسی کے ہم مرتبہ حرف ہوائیہ (ج) سے بدلا اور اسی طرح م کو جو کہ ناریہ ہے بلا لحاظ مرتبہ ق سے بدلا جو ہوائیہ ہے اور د کو جو مائیہ ہے ب سے بدلا اس لئے کہ وہ ترابیہ ہے۔

پس لفظ حامد کا بسط مرتبی و مقوی ب ج ق ب ہے جس کے اعداد ہین

جب کبھی اس صنعت میں تباہ لکھی جائے تو موٹخ کو ضرور ہر کہ سکو
ذیل میں ایک نقشہ لکھ دیوے جس میں اس امر کی صراحت رہے کہ کس حرف کے
عوض کو اس حرف مقوی قرار دیا گیا ہے اور حساب میں محسوب ہوا ہے۔ اس نقشہ
اور صراحت کی ضرورت اس لئے ہے کہ ایک ایک حرف کے عوض سات
حرف ہیں جن میں سے کسی ایک کا تبادلہ اس حرف کے ساتھ جائز ہے۔
باب اول کی فصل دوم سے ابجد عناصر ملاحظہ ہو تو ہمارا یہ بیان آسانی کے ساتھ
سمجھ میں آدے گا۔

اب ہم ذیل میں دو تائیین عرض کرنے ہیں (۱) بسط مقوی کی تائیح ہے
اور (۲) بسط مرئی کی تائیح۔ (۱) کو ہم نے طبع کتاب کو وقت شریک کر دیا ہے
(۱) تائیح بسط مقوی جو ہم نے نواب افسر الملک بہادر سی آئی ٹی کے صاحبزادہ
کے غرقابی کے موقع پر لکھی ہے۔

<p>ایو امی کہ این زندہ و صد حیفہ آن تو پیر کہن سالہ بمانی و جوان مرد تن زندہ بگورست اگر جان جہان مرد ہیہات چہ افتادند انم کہ چسان مرد زین حادثہ استاد شناسی نتوان مرد آن راز نہفتہ کہ تہ آب نہان مرد کشتی بسترش آمد وزین بار گران مرد غربت بسفر داشت کہ بر تاب و توان مرد</p>	<p>او غرق تہ آب شد و غرق غمش ما ایو امی در فرزند کش از دست تو فریاد جان بود مگر زندگی جسم جہان را استاد شناس بود و کندش مددی کرد امی سلسلہ جنان قضا دست تو کوتاہ ایو امی کاتب تقدیر چرا فاشش نکردی داد از ستم دور سبک سیری افلاک حیف امی فلک سفلہ کہ دستش بگرفتگی</p>
---	---

حیفت اگر شمع بمیرد سر مغرب خاموش و لا نوحه بفریاد رو نیست شد مصرع سعدی سنه بسط مقوی	ز انسان که چراغ سحری وقت اذان مرد کز حکم قضا چاره نمیداشت ازان مرد این ماتم سخت است که گویند جوان مرد
---	---

نقشه تباده حروف مقوی
(تشریح)

حروف اصل	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰
نتیجه بسط مقوی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰
اعداد	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰

حروف اصل	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰
نتیجه بسط مقوی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰
اعداد	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰

میزان اعداد حروف (نتیجه بسط مقوی) ۱۳۲۶ هجری

تاریخ (۲) بصنعت بسط مربئی طبعزاد یکے از شعراے دکن

برادر زنت حق مارا گرفت به بسط مربئی نوشتم سنش	مریخ از من اے دوست الحق مر مرئی بسیار و مربئی بخور
--	---

(تشریح)

حروف اصلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نتیجہ بسط برقی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
اعداد	۱۰۰	۵۰	۸	۸	۸	۸	۲۰	۵۰

حروف اصلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نتیجہ بسط برقی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
اعداد	۱۰۰	۵۰	۸	۸	۸	۸	۲۰	۵۰

(۱) بسط غریزی - بسط کی چوتھی قسم ہے۔ حروف ناریہ و ہوائیہ کا ایک دوسرے کے ساتھ بدرجہ مساوی بنانا یا حروف مائیہ و تراپیہ کو باہم گیر بلحاظ مراتب مساوی درجہ میں بدلنے کا نام بسط غریزی ہے صنعت ماضیہ اور صنعت بین فرق اسی قدر ہے کہ اس میں مدایج و مراتب کی پابندی مشروط ہے اور اوین من مانے عمل کیا جاتا ہے۔

(مثال بسط غریزی) اگر ہم چاہیں کہ لفظ (حامد) پر بسط غریزی کا عمل کریں اس کے حروف جدا جدا لکھیں ح ا م د پس (ح) کو جو مائی ہے اور دوسرے مرتبہ میں واقع ہے (و) سے بدلیں جو خاکی ہے اور جس کا مرتبہ بھی دوسرا ہے پہر (ا) کو جو ناری ہے اور مرتبہ اول میں واقع ہے (ج) کے ساتھ بدلیں جو ہوائی اور مرتبہ اول ہی میں ہے۔

اسی طرح (م) کو جو ناری ہے اور مرتبہ چہارم میں واقع ہے (س) بدلیں جو ہوئی ہے اور اسی مرتبہ چہارم کا حرف ہے۔

علیٰ (د) کو جو ناری ہے اور مرتبہ اول میں ہے (ب) کے ساتھ بدلیں جو تریبی ہے اور اسی مرتبہ اول میں ہے۔

اس عمل کا نتیجہ یہ ہو گا کہ لفظ حامد کا بسط غریزی (وحسب) ہو جائیگا جس کے عدد ۱۷ ہیں۔

جہاں تک ہم نے غور کیا ہے اہل جمل نے اس صنعت کو ایک خاص غرض کے لئے ایجاد کیا ہے وہ یہ ہے کہ مویخ کو اعداد و حروف کے برابر کرنے میں زیادہ گنجائش حاصل ہو۔

اسی صنعت کی مثال میں ہم تالیخ ذیل کو بدیہ ناظرین کرتے ہیں جو کشتی مویخ کی طبعاً

آبہی بخش۔ شیخ وفق و دعوت	حضر آباد تھا جن کے کرم سے
کسی شیطان کو شیشہ میں اتارا	کسی ابلیس کو مارا قلم سے
فلیتہ سے کیا مستون کسی کو	کوئی زندہ ہوا حضرت کے دم سے
مگر ا فایح تو سمجھے چڑھ گیا بہوت	گرے بیت النخل میں آپ دہم سے
مریدوں نے کئے لاکھوں اتارے	چڑھائے ہیٹ بار ایک دم سے
شیاطین کو ہوئی بے حد مسرت	کہ ٹوٹی پریزادوں کی غم سے
غرض ناچار دنیا سے سد ہارے	ہوئی فرمایش تالیخ ہم سے
کہا بسط غریزی میں رستارے	ابہی بخشہ ہے اپنے کرم سے

(نوٹ) مادہ تالیخ میں علاوہ صنعت بسط غریزی کے صنعت جمع بھی ہے۔

اس مادہ کے عدد معمولی شمار سے ۱۳۵۵ ہیں گرفت بسط غریزی سے ۱۳۲۲ اور یہی سنہ مطلوب ہے۔
(تشریح)

حروف اصلی	ا	ل	ه	می	ب	خ	ش	د	می
نتیجہ بسط غریزی	ج	می	ز	ل	د	ت	ث	ب	ل
اعداد	۳	۱۰	۷	۳۰	۴	۲۰۰	۵۰۰	۲	۳۰

حروف اصلی	ا	پ	ن	می	ک	ر	م	س	ی
نتیجہ بسط غریزی	ج	د	ع	ل	ط	ص	س	م	ل
اعداد	۳	۴	۷۰	۳۰	۹	۹۰	۶۰	۴۰	۳۰

سیران اعداد (نتیجہ بسط غریزی) ۱۳۲۲ھ
نقشہ بالا کے ملاحظہ سے روشن ہو گا کہ مادہ تیاج کے حروف میں بلحاظ مراتب -
ناریہ کا تبادلہ ہوائیہ سے یا ہوائیہ کا ناریہ سے اور مائیہ کا تبادلہ تراہیہ سے یا تراہیہ کا
مائیہ سے ہوا ہے۔ اور دستور العمل میں وہی نقشہ ہے جو باب اول کے بیان الفاظ
حجل میں ابجد عناصر پر گزرا ہے گویا وہ اس عمل کی جہت رہی ہے۔
(۵) بسط ترقع عددی۔ بسط کی پانچویں قسم ہے۔ بسط ترقع عددی
مراد عدد حروف کا اپنے درجہ و مرتبہ سے درجہ و مرتبہ اعلیٰ میں ترقی کرنا ہے یعنی

اگر ایک حرف کا عدد درجہ احاد کا ہے تو اس کو درجہ عشرات کے اسی مرتبہ میں ترقی دین جس مرتبہ میں وہ احاد میں تھا اور اگر اس کا عدد درجہ عشرات کا ہے تو اس کو اسی مرتبہ کے درجہ مات میں لے جاوین۔ اسی طرح اگر اس کا عدد درجہ مات کا ہے تو اس کو الف کے اسی مرتبہ میں پہنچا دین۔ محققین فن نے اسی کو بسط مرتبی بھی لکھا ہے اور اس بسط کے لئے ابجد ترفع سے کام لیا ہے جس کو ہم نے بالیل میں بذیل الفاظ جمل بیان کیا ہے اور ایک خاص نقشہ کے ذریعہ سے مراتب او مدارج کو دکھلایا ہے۔

صاحب مخصّ تسلیم اور معدن الجواہر نے اس صنعت کا ذکر فرمایا ہے۔
پس اگر ہم الف کو بسط ترفع عددی کرین تو ای ہو جاوے گا اور اس کا عدد
ا کے عوض ۱۰ ہو جاوے گا اسی طرح اگر ای کو بسط ترفع عددی کرین تو اق ہو جاوے گا
اور اس کے عدد ۱۰۰ محسوب ہون گے۔ علی ہذا اق کا بسط ترفع عددی ہونے سے
(غ) ہو جاوے گا اور اس کے عدد ۱۰۰۰ محسوب ہون گے۔

(تمثیل) اگر ہم لفظ حامد کا بسط ترفع عددی کرین جس کے عدد اس وقت ۳۰ ہیں
تو ح - ف - سے بدل جاوے گی اور الف - ی - سے اور میم - ت - سے اور ال
م - سے - پس (حامد) کے عدد ۵۳۰ ہو جاوین گے۔

تایخ میں اس صنعت کا استعمال اعداد حروف کو دہ گونہ کر دیتا ہے اور سادہ
طریقہ پر جس قدر عدد ماوہ تایخ کے حاصل ہوتے ہیں وہ اس صنعت میں دہ گونہ
بڑھ جاتے ہیں۔

ہم تایخ ذیل کو جو اسی صنعت میں لکھی گئی ہے مثیلاً ہ یہ ناظرین کرتے ہیں۔

تایخ تعمیر مکان مؤلف در غریز باغ طبع زاد مؤلف کتاب

اک مختصر مکان کی تعمیر ہم نے کی	چھوٹا سا خانہ باغ بھی ہر جس میں پر بہار
بسط ترقی عددی سے کہو ولا	فصل کا سنہ غریز ولا سے ہے اشک

(تشریح)

حروف اصل	ع	ز	ی	ز	و	ل	ا	ج
بسط ترقی	ذ	ع	ق	ع	س	ش	می	ج
اعداد	۷۰۰	۷۰	۱۰۰	۷۰	۶۰	۳۰۰	۱۰	۱۳۱۰

(نوٹ) ہمارا نام احمد عبد العزیز اور ہمارا خطاب غریز جنگ اور ہمارا تخلص ولا ہے اور لفظ ولا انگریزی میں اوس مکان کو کہتے ہیں کہ جو باغ کے ساتھ وسیع زمین واقع ہو۔

پس شائقین فن جمل اس تایخ کی خوبی کو خود سمجھ سکتے ہیں۔

(و) بسط ترقی حرفی۔ بسط کی چھٹی قسم ہے۔ ابجد نوحی کے ایک حرف کو اوس کے مابعد کے حرف سے بدلنے کا نام بسط ترقی حرفی ہے۔ اگر ہم چاہیں کہ لفظ حامد میں بسط ترقی حرفی کریں تو ح کو ط سے بدلین گے اور آلف کو ب سے اور تم کو تن سے اور د کو ہ سے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حامد کے ۵۳ عدد اس صنعت کو بعد ۶۶ ہو جائیں گے۔ صاحبان معدن الجواہر و ملخص تسلیم نے اس کا اجمالی تذکرہ فرمایا ہے۔ صاحب ملخص تسلیم نے لکھا ہے کہ ترقی حرفی بدل کر دین حرف ست بحر ماقبلش۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ آپ سے بیان لغز

میں تسمیع ہوا ہے یہ تعریف تنزلِ حرفی کی ہے جس کا بیان آگے آوے گا۔
ترفعِ حرفی میں ایک حرف کا حرف مابعد سے تبادلہ ہونا چاہیئے نہ ماقبل سے۔
اس صنعت میں ہم نے ایک تالیف لکھی ہے جو مثیلاً ذیل میں عرض کرتے ہیں۔

رحمت اللہ خان نام آور	ساختِ حرفی نمونہ صنعت
شد بہ بسطِ ترفعِ حرفی	سالِ تالیف چشمہ رحمت ۱۹۱۳ء

(تشریح)

حروفِ اصلی ماوہ	ج	ش	م	د	ر	ح	م	ت	میزان
حروفِ بعد بسطِ ترفعِ حرفی	ر	ت	ن	و	ش	ط	ن	ث	
اعداد	۴	۲۰۰	۵۰	۶	۳۰۰	۹	۵۰	۵۰۰	۱۳۱۹

(۲) بسطِ ترفعِ طبعی۔ بسط کی ساتویں قسم کا نام ہے حروف کو حسبِ طبیعت ترقی دینے کا نام بسطِ ترفعِ حرفی ہے۔ یعنی حروف مائیہ کو ہوائیہ سے بدل لیا جائے اور حروف ہوائیہ کو ترابیہ سے اور حروف ترابیہ کو ناریہ سے۔ اس عمل میں حروف ناریہ بجاں خود رہیں گے۔ اس لئے کہ ناریہ سے زیادہ عالی درجہ نہیں ہے جس میں اس کا ترفع ہو سکے۔ باب اول کی پہلی فصل میں بذیل الفاظِ حمل جو نقشہ ابجد عناصر کا گزرا ہے اس کے معائنہ سے معلوم ہو گا کہ سب سے آخری درجہ حروف مائیہ کا ہے اور اس سے بالاتر حروف ہوائیہ کا اور اس سے بالاتر حروف ترابیہ کا ہے اور اس سے بلند تر درجہ میں حروف ناریہ۔

مثلاً اگر لفظ حامد کو بسطِ ترفعِ طبعی کرنا چاہیں تو (ح) کو جو مائی ہر اس کے

ہم رتبہ بالاتر درجہ ہوائی مین (ز) سے بدلیں اور (ا-م) کو بحال خود رکھیں اس لئے کہ دونوں نار یہ مین اور نار یہ کے ترفع کے لئے کوئی بالاتر درجہ نہیں ہے پہر (د) کو جو مائیم مرتبہ اول ہے اس کے درجہ بالا مین (ج) سے بدلیں جس کا مرتبہ ہوائیمین اول ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اس عمل سے لفظ حامد کا بسط ترفع طبعی زام ج ہوا جس کے عدد ۵۱ مین پس اس صنعت کا نتیجہ ہر کہ جب ہم نے لفظ حامد کا استعمال کیا جس کے عدد اصلی ۵۳ مین تو اس صنعت کی وجہ سے اس کے عدد ۵۱ محسوب ہوئے۔

بعض محققین نے اس صنعت کے متعلق کہا ہے کہ اربعہ عناصر میں سب سے پہلا اور فائق درجہ نار یہ کا ہے اور اس کے بعد ہوائیمین کا اور پہر مائیم کا اور سب سے آخر ترا بیم کا پس بسط ترفع طبعی میں حروف ترا بیم کو مائیم سے بدلنا چاہیے اور مائیم کو ہوائیم سے اور ہوائیم کو نار یہ سے اور نار یہ حروف بحال خود قائم رہیں گے۔

صاحب معین الجواہر نے بھی اسی سلسلہ کو بیان فرمایا ہے۔ صاحب مخلص تسلیم بھی اسی کے ساتھ متفق ہیں۔ نقشبند متذکرہ الفاظ جمل میں جو ترتیب قائم ہوئی ہے وہ بالظہار خاص ہے۔

ہم کو بھی یقین بالاسے اتفاق ہے۔ ہم نے اس صنعت میں ایک تباخ لکھی ہے جس کو مثلاً ذیل میں عرض کرتے ہیں۔

ہجرت کی ملامت اعطی	افسوس دکن سے چلے داغ
لو بسط ترفع طبعی سے	تایخ سفر ہے خدا حافظ

(تشریح)

اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ لفظ حامد کے عدد جو ۵۳ ہے اس عمل کو بعد ۱۲۳ ہو جاوے گا۔ - تاہم ذیل اسی صنعت کی مثال ہے۔ -

رساله ایست که تعلیم را بر دو موضوع
رقم زده سنه طبغش
حقیقه از مطبوع
۱۱۲۵

ببین نسخه نادری من طبیعت
ضیا صنعت بسط تر نع بالطلع

اور حروف ازواج بحال خود قائم رہیں گے۔ حروف ازواج وہ ہیں جو
اوتار کے سوا ہوں جس کا بیان آگے آئے گا۔

مثلاً لفظ حامد کا بسط نرفع اوتار ح ج م د ہے۔ حرف اول
بحال خود رہا اس لئے کہ اوتار سے خارج ہے۔ اور الف کو ج سے بدلا اس
کہ الف سے فائق درجہ جیم کا ہے اور م اور د بحال خود رہے اس لئے کہ
دونوں اوتار نہیں ہیں۔ نتیجہ اس عمل کا یہ ہوا کہ حامد کے عدد جو ۵۳ تھے
اس عمل کے ۵۵ ہو گئے۔

ہم تا بحال ذیل مثلاً عرض کر لے ہیں جو اسی صنعت میں لکھی گئیں۔

گشت تعمیر مسجد عالی	باید گفت مر ولا تا بحال
من صنعت ترفع اوتار	گفتش خدا بخدا تا بحال

(تشریح)

حروف اصلی	خ	ا	ن	ہ	خ	د	ا	میزان
حروف بعد ترفع اوتار	ح	ج	ع	ز	خ	د	ج	
اعداد	۶۰	۳	۷۰	۷	۶۰	۴	۳	۱۲۸۷

نقشہ بالا میں خ۔ د۔ دونوں بحال خود رہے اس لئے کہ وہ حروف اوتار
نہیں ہیں بلکہ ازواج ہیں اور ا۔ ج سے بدلا اور ن کے عوض ع محسوب
ہوا۔ اسی طرح ہ کے عوض ز اور پھر ا کے عوض ج۔ اس صنعت کی وجہ
الفاظ خانہ خدا کے اعداد اصلی جو ۱۲۶۱ تھے۔ ۱۲۸۷ ہو گئے اور یہی سنہ
مطلوب ہے۔

(سی) بسط ترفع ازواج - و سون قسم ہے بسط کی - ازواج - زبان عربی میں زوج کی جمع - اور زوج - وتر کا ضد ہے جو اعداد طاق نہیں ہیں بلکہ جفت ہیں اور ان کے حروف کو ہر تہ میں ترقی دینے کا نام بسط ترفع ازواج ہے - اعداد ازواج - ۲ - ۴ - ۶ - ۸ - ہیں - اور حروف - آحاد میں ب - د - و - ح - اور عشرات میں حوف - کہ - م - س - ف - اور مات میں حروف - ر - ت - خ - ض - حروف ازواج سے موسوم ہیں -

پس ترفع ازواج اور عمل کا نام ہے کہ آحاد میں ب کے عوض د لین اور د کے عوض و - اور و کے عوض ح - اور ح بحال خود رہے گی سہلہ کہ اس سے زیادہ آحاد میں کسی زوج کا درجہ نہیں ہے -

اسی طرح عشرات میں حرف ازواج کا شمار کہ کے عوض م اور م کو عوض س اور س کے عوض ف اور ف بحال خود رہیگی - اس لئے کہ عشرات میں ف سے فائق کوئی حرف زوج نہیں ہے -

علیٰ بذات میں حروف ازواج کا شمار - کے عوض ت اور ت کو عوض خ اور خ کے عوض ض - اور ض بحال خود قائم رہے گا اس لئے کہ مات میں ض سے فائق کوئی زوج نہیں ہے -

اور الف میں غ اس لئے بحال خود رہے گا کہ اس سے ازواج کو کوئی تعلق نہیں ہے -

اور اس عمل میں اور تمام قاری بحال خود رہیں گے اسی طرح جس طرح صنعت ماضیہ میں تمام ازواج بحال خود رہتے -

اب ہم لفظ حامہ کا بسط ترفع ازواج کرتے ہیں۔ ح۔ بحال خود ہے کیونکہ
 حاد میں اس کا درجہ سب سے مالی ہے۔ اور (الف) بھی بحال خود چھوڑا گیا کیونکہ
 اوتار سے ہے اور (م) حسب قاعدہ بالاس سے بد لایا گیا۔ د۔ و ہوئی
 حاصل یہ ہوا کہ لفظ حامہ کے عدد جو ۵۳ تھے اس صنعت سے ۷۵ ہو گئے۔
 مندرجہ ذیل تاریخ ایک مشہور شادی کے متعلق کسی نے اسی صنعت میں لکھی ہے

حکمت اللہ خان طبیب دکن	بقیہ دوم سے دوسرا شد خوش حال
من بہ بسط ترفع ازواج	کہ خدا شد عظیم گفتم سال

نقشہ ذیل سے مادہ تاریخ میں صنعت کا عمل ظاہر ہوتا ہے۔

حروف اصل مادہ تاریخ	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
حروف بعد بسط	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
ترفع ازواج	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰

بعض ائمہ جمل نو لکھا ہو کہ ایک ہی تاریخ میں بسط ترفع اوتار و ازواج ہو سکتا ہے
 ہم یہ کہتے ہیں کہ اس کی کیا تخصیص ہے ایک ہی تاریخ میں متعدد صنائع ہو سکتی ہیں
 (ک) صاحب مفتاح الاستخراج نے فرمایا ہے کہ بسط تشریف جہ تاریخ کی ایک صنعت ہے
 صاحب معدن الجواهر نے لکھا ہے کہ اس کی چار قسمیں ہیں (۱) بسط تشریف
 (۲) بسط تشریف حروف (۳) بسط تشریف طبعی (۴) بسط تشریف بالقطع۔ اور یہ
 برعکس ہے بسط ترفع کے۔ آپ نے اپنے اس بیان کو اس عبارت پر ختم فرمایا ہے
 قس علی ذالک فی کل الامثلة لان العاقل تکفیه الاشارة۔ یعنی تمام امثلہ

مین اسی پر قیاس کر لو بدین وجہ کہ عاقل کو اشارہ کافی ہے۔ پہر آپ ہی کا قول ہے کہ بسط منزل اوتار و بسط منزل ازواج ہی ایک قسم ہے جس کو صاحب مصلح الاستخراج نے لکھا ہے من اراد الاطلاع علیہ فلیس جمع الیہ یعنی جو شخص اسکو معلوم کرنا چاہے پس جمع کرے اس کی جانب۔ ہم نے اس کے بیان کو کتاب محول علیہ میں ہی غیر صریح پایا لہذا یہی مناسب خیال کیا کہ اپنے طرز کے مطابق ایک قسم کا بیان صراحت کے ساتھ کر کے آگے بڑھیں۔

پس بسط منزل عددی بسط کی گیا۔ ہون قسم ہے۔ اس سے مراد عدد و حرف کا اپنے درجہ اور مرتبہ سے درجہ و مرتبہ ادنیٰ میں منزل پایا ہے یعنی اگر ایک حرف کا عدد درجہ آحاد کا ہے تو اس کا منزل نہ ہو سکے گا اس لئے کہ آحاد سے کمتر کوئی درجہ نہیں ہے۔

لیکن اگر وہ عدد و حرف جس کا منزل مقصود ہے عشرات کا عدد ہے تو اس کا منزل درجہ آحاد میں بمطابق مرتبہ ہو سکیگا جیسے کاف کے عدد کا مرتبہ درجہ عشرات میں دوسرا ہے تو اس کا تبادلہ منزلی درجہ آحاد میں ب کے عدد کے ساتھ ہوگا اس لئے کہ ب کا مرتبہ ہی درجہ آحاد میں دوسرا ہے۔

اسی طرح آت کا منزل عشرات کے درجہ میں بمطابق مرتبہ اور آلف کا منزل درجہ آت کے پہلے مرتبہ میں۔

مثلاً (غ) کے عدد کا تبادلہ منزلی ق کے عدد کے ساتھ۔

پس اگر ہم لفظ زید میں بسط منزل عددی کرنا چاہیں تو ز کا عدد کمال خود رہے گا اس لئے کہ وہ خود درجہ آحاد کا عدد ہے۔ اور سی کا عدد اوجدیہ

عشرین کے مرتبہ اول کا عدد ہے درجہ اول کے مرتبہ اول یعنی الف کے عدد کے ساتھ حمل کر بعض ا کے (۱۱) رہ جائے گا۔ اور وال کا عدد (۴) جمال خود پہنچا من لئے کہ وہ بھی درجہ اول کا ہے۔ جیسا کہ پہلے حرف کا عدد۔ اس عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ زید کے مجموعی اعداد (۲۱) اس صفت سے (۱۲) ہو جائیں گے۔ تاریخ ذیل اسی صفت میں لکھی گئی ہے جو ایک نمبر جو کہ آخری بند ہے مصنف تاریخ سے ہم آگاہ نہیں ہیں۔ (ع) متاع نیک ہر دوکان کہ باشد نو

حدت گہنی تو ظلم بڑیا ہے سے غضب	تخواد کم ہوئی تو زیادہ ہوئی طلب
اسطائزل عددی کا ہے یہ سبب	خمسہ کا بند و فل تاریخ سب کا سب

سچ ہے حرام زادہ کی رشتی درازت

اس سالم بند کے حروف میں اسطائزل عددی کرنے سے مسئلہ حیرے حاصل ہوتا ہے۔ (تشریح)

مصرع اول

حروف	خ	د	م	ت	گ	ہ	ٹ	می	ت	و	ظ	ل	م
اعداد	۶۰۰	۴۰۰	۴۰۰	۴۰۰	۲۰۰	۵۰۰	۲۰۰	۱۰۰	۴۰۰	۶۰۰	۹۰۰	۳۰۰	۴۰۰
تزل عدد	۶۰	۴۰	۴۰	۴۰	۲۰	۵۰	۲۰	۱۰	۴۰	۶۰	۹۰	۳۰	۴۰

حروف	ب	پ	ہ	ا	د	ا	ے	ر	ے	غ	ض	ب
اعداد	۲۰۰	۵۰۰	۵۰۰	۵۰۰	۵۰۰	۵۰۰	۱۰۰	۲۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۸۰۰	۲۰۰
تزل عدد	۲۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰	۱۰	۲۰	۱۰	۱۰	۸۰	۲۰

(۵۳۷)

میزان اعداد خانہ سوم مصرع اول

مصرع چهارم

حروف	خ	م	س	د	ک	ا	ب	ن	و	د	ا	خ
اعداد	۶۰۰	۴۰	۶۰	۵۰	۲۰	۱۰	۲۰	۵۰	۴۰	۴۰	۱۰	۶۰۰
تنزل عددی	۶۰	۴	۶	۵	۲	۱	۲	۵	۴	۴	۱	۶۰

حروف	ل	ت	ا	ر	ی	خ	س	ب	ک	ا	س	ب
اعداد	۴۰	۴۰۰	۱۰	۲۰۰	۱۰	۶۰۰	۶۰	۲۰	۲۰	۱۰	۶۰	۲۰
تنزل عددی	۴	۴۰	۱	۲۰	۱	۶۰	۶	۲	۲	۱	۶	۲

میزان اعداد خانه سوم مصرع چهارم (۲۹۸)

مصرع پنجم

حروف	س	ج	ه	ی	ح	ر	ا	م	ز	ا	د	ی
اعداد	۶۰	۳۰	۵۰	۱۰	۸۰	۲۰۰	۱۰	۴۰	۴۰	۱۰	۴۰	۱۰
تنزل عددی	۶	۳	۵	۱	۸	۲۰	۱	۴	۴	۱	۴	۱

حروف	ک	ی	ر	س	م	د	ر	ا	ز	ه	ی	
اعداد	۳۰	۱۰	۲۰۰	۴۰	۱۰	۴۰	۲۰۰	۱۰	۴۰	۵۰	۱۰	
تنزل عددی	۳	۱	۲۰	۴	۱	۴	۲۰	۱	۴	۵	۱	

میزان اعداد خانه سوم مصرع پنجم (۱۲۹) صد و بیست و نه

(ا) بسط تنزل حرفی - بسط کی بارہویں قسم ہے اور یہ عکس ہے بسط ترفع حرفی کا یعنی ابجد نوحی کے ایک حرف کو اس کے ماقبل کے حرف سے بدلنے کو بسط تنزل حرفی کہتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ ہر ایک حرف کے ماقبل کا حرف باءت بار عدد مابعد سے کم رتبہ رکھتا ہے۔ اسی سے اس قسم کی وجہ تسمیہ ظاہر ہوتی ہے۔ اس صنعت میں الف بحال خود مرتبہ ہے اس لئے کہ اس سے کم مرتبہ کا کوئی حرف نہیں ہے جس کے ساتھ اس کا تنزل ہو سکے۔

پس اگر لفظ بکر کا بسط تنزل حرفی کریں تو ب - الف سے بدلی جائیگی اور کاف می اور ر - ق سے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لفظ بکر کے اعداد بعض ۲۲ کے ۱۱ رہ جائیں گے۔ اس طرح لفظ حامد میں ح - ز سے بدلی جائیگی اور الف بحال خود ہے گا اس لئے کہ اس سے کم رتبہ کا کوئی حرف نہیں ہے۔ اور م - ل سے بدلا جاوے گا اور د کی جگہ ج قائم ہوگا۔ پس لفظ حامد کے اعداد مجسموعی جو فی الحقیقت ۵۳ تھے اس قاعدہ سے ۴۱ رہ جائیں گے۔

ناج ذیل اسی صنعت میں کہی گئی ہے۔

فصل حق نے بی لیا اون کو	رہ گیا سا اطمطراق بیان
ہو سال تنزل حرفی	گرے گھوڑے سے برکت اسد خان

حروف اصل	ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط	ظ	ع	ف	ق	ک	گ
نتیجہ بسط تنزل حرفی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵

۱۵ فصل حق خادم خاص کا نام تھا جس نے آقا کو گرتے ہوئے تہام لیا تھا۔

۱۔ مستطیل سطحی۔ یہ قسام بسط کی تیرہویں قسم ہے۔ یہ وہ ہے کہ صرف
نارہ کے دو اوج کے ساتھ اور ہوا میہ کو مایہ کے ساتھ اور مایہ کو ترا میہ کے ساتھ
مستطیل کیا جائے یعنی بدلا جائے۔

ہم نے بسط ترقع طبعی میں بیان کیا ہے کہ سب سے بڑا درجہ ناریہ کا ہے اور
پھر جواہر کا اور اس کے بعد مائیک کا پھر ترا بیہ کا۔ پس بڑے درجہ کے حرف
کو اس سے کم درجہ کے حرف کے ساتھ بدلنے کا نام بسط تنزل طبعی ہے۔ اس عمل میں
حروف ترا بیہ کسی اور حرف کے ساتھ بدلے نہ جاویں گے بلکہ کمال خود درجہ میں گرا سہلی
کہ ترا بیہ سے کم درجہ کوئی نہیں ہے یعنی ترقع میں ناریہ کے ساتھ جو عمل تھا وہی
تنزل میں ترا بیہ کے ساتھ ہے۔

مثلاً ہم نے چاہا کہ لفظ خ لہ میں بسط تنزل صبی کرین تو (خ) جو کہ آبیہ میں چہمے مرتبہ کا حرف ہے خاکبہ کے اسی مرتبہ کے حرف (ت) کے ساتھ بدل جائے گا۔ اور (الف) جو ناریہ کے پہلے مرتبہ کا حرف ہے (ج) جو آبیہ کے چہمے مرتبہ کے حرف سے بدلے گا۔ اسی طرح (ل) جو آبیہ کے تیسرے مرتبہ کا حرف ہے (س) سے تبدیل ہوگا اس لئے کہ خاکبہ میں (س) کا مرتبہ بھی تیسرا ہی ہے۔ اور علیٰ ہذا القیاس (د) کا تبادلہ اور تنزل (ب) سے ہوگا۔

اس عمل سے حاصل یہ ہو گا کہ خالد کے عد حقیقی ۶۳۵ صرف ۴۱۵ رہ جائیں گے

ایک ذیل اسی صنعت میں پائی گئی ہے۔	
وہ زور و شور اب نہیں باقی رہا جاتا	خدمت جو آج ہاتھ سے ان کے نکل گئی
وہ سخت و مغرور کہاں اور یہ انکسار	آثار اس کے ہیں کہ طبیعت سنبھل گئی
پہنچے رہیں وہ ہم کو کسی سے ہو کیا غرض	شکر خدا کہ کالی بلا سر سے ٹل گئی
لکھو تو اتنا تنزل صبعی سے اس کا سال	بگڑی ہو اتوصاف طبیعت بدل گئی

حروف اصلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰
حروف بعد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰
بسط تنزل صبعی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰

حروف اصلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰
حروف بعد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰
بسط تنزل صبعی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰

(ن) بسط تنزل بالجمع۔ اقسام بسط کی چودہویں قسم ہے۔ ایک ہی طبیعت کے حروف میں ایک حرف کا تنزل حرف اقبل کے ساتھ کرنے کو بسط تنزل بالجمع کہتے ہیں۔
نقشہ متعلقہ ابجد عناصر مندرجہ الفاظ حجل مندرجہ فصل ۲ باب اول کے دیکھنے سے واضح ہو گا کہ ا ہ ط م ف ش ز حروف ناری ہیں پس
ہ کا تنزل الف کے ساتھ اور ط کا تنزل ہ کے ساتھ اور م کا تنزل ط کے ساتھ

اور ف کا تزل م کے ساتھ اوش کا تزل ف کر ساتھ اور ذ کا تزل ش کر ساتھ ہو سکتا ہے اور الف کا تزل اس لئے نہ ہو سکے گا کہ اس سے کم درجہ کوئی حرف - جزو تازیہ میں نہیں ہے -

پس اگر ہم چاہیں کہ لفظ ہشتم کا بسط تشریل بالطبع کریں تو ہ کو الف کے ساتھ بدلیں گے اور الف بحال خود رہے گا اور ش کا تبادلہ ف کے ساتھ ہوگا اور م کو ط سے بدلیں گے اور اس عمل کی وجہ سے ہشتم کے اعداد بجائے ۶۴۴ کے صرف ۹۱ رہ جاویں گے۔

تایید ذیل کسی نے اسی صنعت میں کہی ہے ۔

ستم شعار نه کردی بجور و ظلم دریغ	برین متیجہ کشیدت کمال افعال
نوشت متوق به بسط تنزل بالطلع	شد و تیرا خدمت منراے اعمال

حروف اصل	پ	و	ع	ا	ق	ی	ح	ن	ز	س	ش	ط
متبج بسط تزل	پ	و	ع	ا	ق	ی	ح	ن	ز	س	ش	ط
اعداد	۸۰	۴	۱	۶۰	۱۰	۳	۸	۲۰۰	۴	۹	۹۰	۲۰

حروف اصلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
نتیجه بسط منزل بالطبع	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰

(س) اقسام بسط کی پندرہویں قسم بسط تنزل اوتار ہے۔ اور
 (ع) سولہویں قسم بسط تنزل ازواج۔ حروف اوتار اور ازواج کی تعداد
 ہم بسط ترفع اوتار و ازواج کو ذیل میں بیان کی ہے (دیکھو صنعت طوسی)
 پس اس خاص موقع کے لئے ہم ایک نقشہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو انہیں
 تعریفات ماضیہ کا لبث لباب ہے۔

حروف اوتار				حروف ازواج				مباح	
ا	ج	ہ	ز	ط	ب	د	و	ح	احاد
۱	۳	۵	۷	۹	۲	۴	۶	۸	
ی	ل	ن	ع	ص	ک	م	س	ف	عشرات
۱۰	۳۰	۵۰	۷۰	۹۰	۲۰	۴۰	۶۰	۸۰	
ق	ش	ث	ز	ظ	ر	ت	خ	ض	مآت
۱۰۰	۳۰۰	۵۰۰	۷۰۰	۹۰۰	۲۰۰	۴۰۰	۶۰۰	۸۰۰	
								غ	الوف
								۱۰۰۰	

پس ط کا تنزل ز کے ساتھ اور ز کا تنزل ہ کے ساتھ اور ہ کا تنزل
 ج کے ساتھ اور ج کا تنزل الف کے ساتھ بسط تنزل اوتار کہلائے گا۔ وقس
 علی ہذا فی العشرات والمآت والالوف۔

اسی طرح ح کا تنزل و کے ساتھ و کا تنزل د کے ساتھ و کا تنزل
 ب کے ساتھ بسط تنزل ازواج سے موسوم ہوگا۔ اور یہی عمل عشرات اور
 مین ہوگا۔

سمجھ رکھنا چاہیے کہ حروف اوتار سے ا۔ ی۔ ق۔ غ۔ کا تنزل نہ ہوگا
 علیٰ ہذا حروف ازواج سے ب۔ ک۔ ر۔ کا بھی تنزل نہ ہوگا اس لئے کہ یہ حروف
 اپنے اپنے مرتبہ میں کمترین حروف ہیں جن سے زیادہ کم درجہ کا کوئی
 دوسرا حرف نہیں ہے۔

اگر ہم ایک ہی لفظ میں یہ دونوں صنعتیں جاری کریں تو ہو سکتا ہے
 لیکن جب صرف ایک صنعت تنزل اوتار ہی جاری کریں تو ازواج بحال خود ہرگز
 یا اگر مکتوب صرف صنعت تنزل ازواج سے کام لینا مقصود ہو تو حروف اوتار
 میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔

مثلاً ہم نے لفظ ہندہ کا بسط تنزل اوتار کیا تو ہ۔ ج سے بدلگی
 اور ن۔ ل سے اور د بحال خود رہے گی اس لئے کہ حروف ازواج
 سے ہر اور دوسری ہ بھی ج سے بدل جائیگی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندہ
 کے اعداد اصلی (۶۴) کے عوض ۴۰ محسوب ہوں گے۔

اگر ہم اسی لفظ ہندہ میں بسط تنزل ازواج کریں تو د اور نون
 بحال خود رہیں گے اس لئے کہ یہ دونوں حروف اوتار سے ہیں اور د ب سے
 بدل جائیگی۔ اور دوسری د بھی بحال خود رہے گی پس (ہندہ) کے اعداد
 اس صنعت میں بعض ۶۴ کے ۶۲ محسوب ہوں گے۔

اگر ہم اسی لفظ ہندہ میں دونوں صنعتیں جاری کریں تو ہ۔ ج سے
 بدل جائیگی۔ اور ن۔ ل سے اور د۔ ب سے اور ہ۔ ج سے پس لفظ
 ہندہ کے اعداد اصلی (۶۴)۔ اس عمل کے بعد ۳۸ ہو جائیں گے۔

اب ہم ذیل میں دو ایسی تاریخیں پیش کرتے ہیں جن میں ان دونوں
صنعتوں کا استعمال ہوا ہے۔
تاریخ بصنعت بسط تزل و تار

چور تھا کون کس نے پائی سزا مثل مفقود کی منیجر نے نزلہ ریز دگر بعضو ضعیف زیادہ ہے یہ تزل اوتار	ہاے کس کی بلا ہے کس کے سر ذمہ داری میں پٹ گیا ریٹر ہمچو خاک ست بندہ بے زر افت آتی ہے بے وسیلون پر انہ ۱۲
--	--

حروف صلی	-	۱۰	۴۰	-	۱۰	۹	۷	۹	۱۰	۹	۱۰
نتیجہ بسط تزل اوتار	-	۱۰	۱۰	-	۱۰	۹	۷	۹	۱۰	۹	۱۰
اعداد	۱	۸۰	۴۰۰	۱	۴۰۰	۱۰	۳۰	۱۰	۲	۱۰	۱۰

حروف صلی	۷	۹	۹	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷
نتیجہ بسط تزل اوتار	۷	۹	۹	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷
اعداد	۶	۶۰	۱۰	۱۰	۶	۳۰	۲	۲۰۰	۱۲	۴۱	۱۲

تاریخ بصنعت بسط تزل ازواج

مرد با آب و تاب شمس الدین زور بازو سے وہ بنا تیراک	جو کہ ذڑے سے آفتاب ہوا اپنے فن میں وہ لا جواب ہوا
---	--

تباہ و استا دایسا لائے
نفس اک بہ چل جو دریا میں
چور تباہ شد جوانی میں
طرقۃ العین میں وہ کو دھڑا
ہے تقدیر سے لڑی تدبیر
ہی قضا اوس کے سر پہ آن کھری
اوس کی صورت نہ پہ نظر آئی
سال بسط منزل ازواج

(شرح)

حروف اصلی	۶	۵	۴	۳	۲	۱	۰	۵	۶	میزان
اعداد	۶	۵	۱۰۰۰	۲۰۰	۱۰۰	۱	۲	۵	۶	۱۳۲۶
حروف بعد بسط	۶	۵	۴	۳	۲	۱	۰	۵	۶	میزان
تفزیل از واج	۶	۵	۱۰۰۰	۲۰۰	۱۰۰	۱	۲	۵	۶	۱۳۲۲

(ف) بسط کی سترہویں قسم - بسط تواخی - ہے صاحب مصلح الاستخراج نے اسکا ذکر کیا ہے اور صاحب کتاب المدخل نے اس کو بسط ثابہ اور بسط تزویج بھی کہا ہے - یہ اس عمل کا نام ہے کہ ایک حرف کو اس کے مشابہ اور منشا رک دوسرے حرف سے بدل کریں - جیسے ب کو ت یا ث سے یا ت کو ب یا ث سے یا ث کو ب یا ت سے اور یہ حروف باہم تواخی رکھتے ہیں یعنی اخوت علیہذا

ج ج خ میں بھی اخوت ہے اسی طرح و ذ - ر ز - س ش - ص ض - ط ظ
ع غ - میں - بعض صاحبان تحقیق نے - ف ق - میں بھی اخوت قائم کی ہے لیکن
اکثر اس کے خلاف ہیں اور آخرین کا مذہب عام ہے اور ہم بھی اسی سے متفق ہیں -
پس ماڈہ تایخ میں ب کے عوض ت کے اعداد لینا اور ت کے عوض ج کے
یا ت کے عوض ت کے اعداد محسوب کرنا باج کے عوض ح کے اور ح کے عوض
ج کے یاخ کے عوض ح کے - اسی طرح د کے عوض ذ کے عدد شمار کرنا - یا
ذ کے عوض د کے (وغیرہ) بسط تواخی یا ت ث یا ت ز و ج کہلائے گا -

مثلاً اگر لفظ حامد میں بسط تواخی کریں توح کے عوض ج محسوب ہوگا
اور الف اور م بحال خود رہیں گے اور د کے عوض ذ لی جاسیگی نتیجہ یہ
ہوگا کہ لفظ حامد کے ۵۳ عدد اس صنعت کے بعد ۴۴ ہو جائیں گے -

بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ ب ت ث اور ج ح خ میں توح کو
اختیار ہے کہ ان تینوں حروف سے ایک حرف کے عوض باقی ماندہ دو حروف سے
جس حرف کو چاہیں بدلین - ہم یہ کہتے ہیں کہ ان بزرگوں نے اسپر غور نہیں فرمایا
کہ اس آزادی کی وجہ سے یہ بہت بڑا نقص تایخ میں پیدا ہو جاوے گا کہ جتنا
توح اپنے ماڈہ کے ساتھ اپنے طرز عمل کی صراحت نہ کرے گا دوسرا شخص
اوس ماڈہ کے صحیح اعداد پر قادر نہ ہو سکیگا - اہل احتیاط کا وہی مذہب ہے
جس کی صراحت ہم نے ابتداء میں بیان کر دی - ہماری رائے میں توح اوس کی
پابندی کرے تو صرف اس کا اشارہ کہ یہ تایخ صنعت بسط تواخی میں ہے
کافی ہے - اور ہم اسی کے پیرو ہیں -

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ صاحب معدن الجواہر نے آخر الذکر مذہب کی پیروی کی ہے اسی لئے آپ نے لفظ حامد کے بسط تو اخی میں ح کے عوض خ محسوب فرمائی ہے اور ہم کو اس سے اختلاف ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا
تایخ ذیل اسی صنعت میں لکھی گئی ہے

ابن اخی ملا احمد	مات شہاباً و الاسف
بسط تو اخی فی عامہ	رضی اللہ عنہ الملّا

حروف اصلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نتیجہ بسط تو اخی	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰
اعداد	۴	۹۰	۱۰	۱	۳۰	۳۰	۵	۱۰۰۰

حروف اصلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نتیجہ بسط تو اخی	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰
اعداد	۵۰	۱	۳۰	۲۰	۳۰	۱	۳۲۵	۱۳

(ص) بسط جمع۔ بسط کی اٹھارہویں قسم ہے۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ ہر ایک حرف طالب کو مطلوب کے ساتھ جمع کرنے کا نام بسط جمع ہے۔ مثلاً اگر ہم چاہیں کہ لفظ حامد کا بسط جمع لفظ جعفر کے ساتھ کریں تو حامد کے حروف ایک سطح میں لکھیں اور اس کے ذیل میں جعفر کے حروف جیسے ج ع م ن ر پر رکھیں

عدد (۸) کو عدد ج (۳) کے ساتھ جمع کریں تو ۱۱ ہوئے جس کا استنطاق آئی
اور پہر الف کے عدد (۱) کو عدد عین ۷۰ کے ساتھ ملا دیں اس کا مجموعہ ۸۱ ہوا
اور اس کا حاصل استنطاق ۸۱ ہے پہر م کے عدد ۲۰ کو عدد و ۸۰ سے
ملا دیں تو جملہ ۱۲۰ ہوا اور اس کا استنطاق ک ق ہے۔ اسی طرح د کے عدد ۴۰
کو ز کے عدد ۲۰ کے ساتھ جمع کریں تو ۶۰ ہوئے جس کا استنطاق د ر ہے۔
پس حروف ست نقطہ (ا۔ ی۔ ا۔ ع۔ ک۔ ق۔ د۔ ر۔) کے مجموعی عدد
۴۰۶ محسوب ہوں گے۔

ہم کہتے ہیں کہ حامد کے اعداد کو جو ۵۳ ہیں جعفر کے اعداد ۳۵ کے ساتھ
جمع کرنے سے اس کی میزان بھی ۴۰۶ ہوتی ہے پہر اس صنعت میں کوئی جہت
اور کیا لطیف ہے۔

ہماری رائے یہ ہے کہ لائق موائف موصوف سے اس مقام پر بھی استنطاق
میں تسامع ہوا ہے جیسا کہ صنعت الف کے ذیل میں ہم نے بیان کیا ہے۔
اگر ہماری تحقیق کے مطابق عمل کیا جاوے تو ۱۱ کا استنطاق ا۔ ۱ ہوگا اور ۱۱
کا استنطاق ا ز۔ اور ۱۲ کا استنطاق ک ا۔ اور ۲۰ کا استنطاق د ک
پس حامد اور جعفر کے بسط تجمع سے ان دو لفظوں کے مجموعی اعداد (۴۰۶)
صرف ۵۵ رہ جائیں گے اس لئے کہ حروف ا۔ ا۔ ا۔ ز۔ ک۔ ا۔ د۔ ک کے
اعداد کا مجموعہ ۵۵ ہے۔

ہماری رائے میں یہ صنعت نہایت لطیف ہے۔ اگر ایک موخ کشاوی
کی تایخ لکھے اور ہر ایک شعر میں اس کی پابندی کرے کہ مصرع اول میں دو لہا کا

بیان ہوا و مصرع ثانی میں دو لہن کا بیان اور ساتھ ہی اس کا بھی پابند ہو کہ دونوں مصرعوں کے حروف کو قعد اوامساوی رکھے اور پہر ایک مصرع کو دوسرے کے ساتھ بسط جمع کرے اور حاصل استنطاق سے سند مطلوب برآمد ہو تو ایسی تالیخ نہایت تعریف کے قابل ہوگی۔
تالیخ ذیل اسی صنعت میں لکھی گئی ہے جو مثلاً یہ ناظرین کی جاتی ہے۔

شد مبارک اقران الثیرین ۲۷۰ شوبر نجم النسا شد شمس دین
سالش از بسط تجسس برکشود مصرع اول ہو مسل آخرین

بسط جمع مصرع اول و دوم شعر اول

حروف مصرع اول	ش	د	م	ب	ا	ر	ک	ا	ق	ت	ر
حروف مصرع ثانی	ش	و	ہ	ر	ن	ج	م	ا	ل	ن	س
مجموعہ اعداد	۶۰۰	۱۰	۴۵	۲۰۲	۵۱	۲۰۳	۶۰	۲	۱۳۰	۴۵۰	۲۶۰
استنطاق	خ	ی	ہ	د	ک	ا	ج	ک	س	ب	ا
اعداد حاصلہ	۶۰۰	۱۰	۹	۳۲	۶	۲۳	۶۰	۲	۳۱	۵۴	۶۲

حروف مصرع اول	ا	ن	ا	ل	ن	ی	ر	ی	ن		
حروف مصرع ثانی	ا	ش	د	ش	م	س	د	ی	ن		
مجموعہ اعداد	۲	۳۵۰	۵	۳۳۰	۹۰	۶۰	۲۰۴	۲۰	۱۰۰		
استنطاق	ب	ن	ج	ہ	ل	ج	ص	ع	د	ک	ق
اعداد حاصلہ	۲	۵۳	۵	۳۳	۹۰	۶۰	۲۴	۲۰	۱۰۰		۱۲۷۶

اس صنعت کے متعلق اس قدر صراحت کی جاتی ہے کہ مصرع اول کے حرف
مصرع دوم کے ساتھ یا شعر اول کے حروف شعر دوم کے ساتھ یا ایک ہی مصرع میں
ایک لفظ دوسرے لفظ کے ساتھ بشرطیکہ مساوی الحروف ہو جمع ہو سکتا ہے
نیز یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے مصرع کو تیسرے مصرع کے ساتھ اور دوسرے
مصرع کو چوتھے مصرع کے ساتھ جمع کریں بشرطیکہ وہ دونوں مساوی الحروف
ہوں۔ بہر حال جس طرز پر بسط جمع ہوا ہوا اس کی صراحت شعر آخرین میں
کر دینا چاہیئے۔

(ق) بسط کی انیسویں قسم بسط تضاعف ہے۔ صاحب معدن الجواہر کا قول
ہے کہ بسط تضاعف سے مراد ہر حرف کے اعداد کو دو چند کر کے اس سے
استنطاق حروف کا حاصل کرنا ہے۔ مثلاً ہم لفظ حامد کا بسط تضاعف کرنا
چاہتے ہیں تو (ح) کے عدد ۸ کو ۱۶ کیا اور (الف) کے عدد کا مضاعف ۲ لیا
اور عدد (م) کا مضاعف ۸۰ اور عدد (د) کا مضاعف ۸۔ یہ استنطاقی
عمل کیا تو ۱۶ سے ۱۔ اور ۲ سے ۸۰ اور ۸۰ سے ۸۔ اور ۸ سے
ح حاصل ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ و۔ ا۔ ب۔ ف۔ ح۔ کے مجموعی اعداد
۹ ہوئے۔ درحالیکہ لفظ حامد کے اصلی اعداد ۵۳ تھے۔

صاحب معدن الجواہر سے اس صنعت کے استنطاق میں بھی تسامح ہوا
اب ہم ذیل میں ایک تاریخ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو اسی صنعت میں لکھی گئی ہے

سلامت علی خان ہوئے منتظم	مضاعف سے زائد اضافہ ہوا
بڑے نیک دل ہیں بڑے نیکذات	خدا اور دے انکو اچھا ہوا

مقررین ان کے ترقی ہتے اور ولامہم نے بسط تضاعف سے یوں	ابھی کیا ہوا ہے ابھی کیا ہوا کہا سال رتبہ دو یا لا ہوا
---	---

مذاهب	اصول	استنطاق	تضاعف	اعداد	من صلی
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱
۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲
۳۰	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰	۳
۴۰	۴۰	۴۰	۴۰	۴۰	۴
۵۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵
۶۰	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰	۶
۷۰	۷۰	۷۰	۷۰	۷۰	۷
۸۰	۸۰	۸۰	۸۰	۸۰	۸
۹۰	۹۰	۹۰	۹۰	۹۰	۹
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰

(۱) بسط کی بیسویں قسم بسط تمام نصف ہے۔ ہر ایک حرف کے عدد کو بشتر طریقیہ قابل تصحیف ہو نصف کر کے استنتاج کرنے کا نام بسط تمام نصف ہے۔ حرف مستطرقہ کے اعداد کا مجموعہ سنہ مطلوب ہوگا۔ صاحب معدن الجواہر نے اسکا ذکر نہایت اجمال کے ساتھ کیا ہے۔

جن اعداد کی تصنیف بدون کسرات نہ ہو سکے و در بحال خود رکھے جاوین گے
 کسی استاد نے کسی بزرگ کی رحلت کی تاریخ اسی صنعت میں آیہ قرآنی
 ان المتقين فی ظلل و عیون سے حاصل کی ہے جن کی رحلت ~~سلسلہ~~ میں واقع
 ہوئی تھی محققین فن نے ضمناً اس کا ذکر کیا ہے۔
 نقشہ ذیل سے حسابی عمل آسانی سمجھ میں آ سکتا ہے۔

حروف اصل	۱	۵۰	۱	۳۰	۲۰	۱۰۰	۱۰	۵	۱
اعداد	۱	۵۰	۱	۳۰	۲۰	۱۰۰	۱۰	۵	۱
تخفیف	۱	۲۵	۱	۱۵	۲۰	۲۰۰	۵۰	۲۵	۲۰
استنطاق	۱	۲۰	۱	۱۰	۲۰	۲۰	۱۰	۲۰	۱
دستخط اعداد حروف	۱	۴	۱	۶	۲۰	۲۰	۵۰	۴	۲۰

حروف اصل	۱	۵۰	۱	۳۰	۲۰	۱۰۰	۱۰	۵	۱
اعداد	۱	۵۰	۱	۳۰	۲۰	۱۰۰	۱۰	۵	۱
تخفیف	۵	۲۵۰	۱۵	۱۵	۳	۳۵	۵	۳	۲۵
استنطاق	۵	۲۰	۱	۱۰	۲۰	۲۰	۱۰	۲۰	۱
دستخط اعداد حروف	۵	۵۲	۶	۶	۳	۸	۵	۳	۲۲۲

رشت (صاحب مختص تسلیم نے صنعت ماخضیٰ یعنی (بسط متناصف) کا ذکر نہیں فرمایا ہے بلکہ بسط تخفیف کی تعریف کی ہے اور یہ ایک خاص قسم ہے جو بسط متناصف کے سوا ہے لہذا ہم اس کو اقسام بسط سے اکیسویں قسم قرار دیتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ بسط تخفیف میں اعداد قابل تخفیف کو اوس وقت تک نصف کرتے چلے جاوین جب تک کہ تخفیف ناممکن ہو پس آخر پر جو عدد ناقابل تخفیف باقی رہ جائے گا وہی حساب میں محسوب ہوگا ہم کہتے ہیں کہ اعداد غیر قابل تخفیف

بحال خود رہیں گے۔

مثلاً ہم نے لفظ (سعید) کا بسط تنصیف کیا تو اس کے عدد ۶۰ جسکی تنصیف ۳۰ ہے اور پہر اس کی تنصیف ۵ ہے چونکہ ۵ کی تنصیف بلاکسٹرا نہیں ہو سکتی لہذا ہم نے اس کا عدد (۱۵) قرار دیا۔

پہر ۷ لیا تو اس کے عدد ۷۰ ہیں جس کی تنصیف ۳۵ ہے اور ۳۵ ناقابل تنصیف ہے لہذا ۷ کے اعداد ۳۵ قرار پائے۔

پہر ۱۰ لیا جس کے عدد ۱۰۰ ہیں۔ اس کی تنصیف (۵) ہوئی اور (۵) ناقابل تنصیف ہیں لہذا ۱۰ کے عدد (۵) قائم ہوئے۔

پہر ۱۲ لیا جس کے عدد ۱۲۰ ہیں اور ۱۲ کی تنصیف ۶ ہے پہر ۶ کی تنصیف ۳ ہے اور ۳ ناقابل تنصیف ہے لہذا ۱۲ کا عدد ایک قرار پایا۔

اس عمل سے لفظ سعید کے اصلی عدد جو ۱۲۰ تھے (۵۶) رہ گئے۔ صاحب مخص تسلیم نے اس کی تفہیم اچھی طرح پر نہیں کی ہے۔ اور مضمون اور کتابوں کے مقابلہ کے بعد نتیجہ مستخرج کو یہ ناظرین کیا ہے۔

اب ہم اس صنعت کے لحاظ سے مناسب خیال کرتے ہیں کہ اعداد جمل کی ایک خاص جہت اسی موقع پر یہ ناظرین کریں جس سے حساب اعداد میں بڑی سہولت حاصل ہوگی۔

حروف ابجد	عمل تنصیف	عدد قائمہ
۱	نا قابل تنصیف	۱

حروف الجمل	عمل تصنيف	عدد قائمه
ب	٢ بعد تصنيف ١	١
ج	٣ ناقابل تصنيف	٣
د	٢ - ٢ - ١	١
هـ	٥ ناقابل تصنيف	٥
و	٦ - ٣	٣
ز	٤ ناقابل تصنيف	٤
ح	٨ - ٢ - ٢ - ١	١
ط	٩ ناقابل تصنيف	٩
ي	١٠ - ٥	٥
ك	٢٠ - ١٠ - ٥	٥
ل	٣٠ - ١٥	١٥
م	٤٠ - ٢٠ - ١٠ - ٥	٥
ن	٥٠ - ٢٥	٢٥
س	٦٠ - ٣٠ - ١٥	١٥
ع	٤٠ - ٣٥	٣٥
ف	٨٠ - ٢٠ - ١٠ - ٥	٥
ص	٩٠ - ٢٥	٢٥
ق	١٠٠ - ٥٠ - ٢٥	٢٥

حرف ابجد	عمل تنصیف	عدد قائمہ
ر	۲۰۰ - ۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵	۲۵
ش	۳۰۰ - ۱۵۰ - ۷۵	۷۵
ت	۴۰۰ - ۲۰۰ - ۱۰۰ - ۵۰	۲۵
ث	۵۰۰ - ۲۵۰ - ۱۲۵	۱۲۵
خ	۶۰۰ - ۳۰۰ - ۱۵۰ - ۷۵	۷۵
ذ	۷۰۰ - ۳۵۰ - ۱۷۵	۱۷۵
ض	۸۰۰ - ۴۰۰ - ۲۰۰ - ۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵	۲۵
ظ	۹۰۰ - ۴۵۰ - ۲۲۵	۲۲۵
غ	۱۰۰۰ - ۵۰۰ - ۲۵۰ - ۱۲۵	۱۲۵

متاخرین سے کسی طباع شاعر نے ایک ظالم کی وفات کی تاریخ
اسی صنعت میں کہی ہے وہ ہوتا

تاریخ جزا افتہ گرے رفت بخواب	اور دست ز خلق درست خلقے ز عذاب
بسط تنصیف سال رحلت گردید	بگذشت ز خلق ظالم خانہ خراب

(ت) بسط کی بائیسویں قسم بسط تضارب ہے۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ ایک لفظ (جس کو طالب کہتے ہیں) کے ایک حرف کو دوسرے لفظ (جس کا نام مطلوب ہے) کے ایک حرف میں ضرب دیکر حاصل ضرب سے بقاعدہ استنطاق نیا حرف پیدا کرنے کا نام (بسط تضارب) ہے مثلاً ہم کسی شادی کی تاریخ کے لئے خالد کو دو لہا فرض کریں اور ہندہ کو اوس کی دہن

تو خالد اصطلاح جمل میں طالب ہوگا اور ہندو مطلوب۔ اور ان کے حروف مع
اعداد حسب ذیل ہوں گے $\frac{۱}{۹۹} \frac{۱}{۱۰} \frac{۱}{۱۰۰} \times \frac{۵}{۱۰} \frac{۵}{۱۰} \frac{۵}{۱۰}$
پس (خ) کے عدد کو عدد (۵) میں ضرب دینے سے ۳۰۰۰ حاصل ہوگا
اور (ا) کے عدد کو عدد (ن) میں ضرب دینے سے ۵۰
اور عدد (ل) کو عدد (د) میں ضرب دینے سے ۱۲۰
اور عدد (د) کو عدد (۵) میں ضرب دینے سے ۲۰
اب ہم نے بقاعدہ استنطاق ۳۰۰۰ سے ایک صفر چھوڑ کر ۳۰۰
(ش) حاصل کیا اور ۵۰ سے (ن) اور ۱۲۰ سے (ک) اور ۲۰ سے (ک)
پس ش ن ک اک کے مجموعی عدد ۳۹۱ ہیں اور یہی گویا سہ مطلوب ہے
تایخ ذیل ایک واقعہ قتل کے متعلق اسی صنعت میں لکھی گئی ہے۔

جمل معشوق عاشق ہو گیا بعد از قصاص	قاتل و مقتول کو یک جا کیا تلوار نے
سال مہمت رند نے بسط افکار ب سے کیا	جان ہی کو قتل شیرین کو کیا سردار نے

(تشریح)

حروف مقتول (شیرین)	ش	ی	ر	ی	ن
اعداد	۳۰۰	۱۰	۲۰۰	۱۰	۵۰
حروف قاتل (سردار)	س	ر	د	ا	ر
اعداد	۶۰	۲۰۰	۴	۱	۲۰۰
حاصل ضرب اعداد	۱۸۰۰۰	۲۰۰۰	۸۰۰	۱۰	۱۰۰۰۰
استنطاق	ض - ا	ر	ض	ی	ق
اعداد حروف مستنطقہ	۸۰۱	۲۰۰	۸۰۰	۱۰	۱۰۰

میزان اعداد حروف مستنطقہ ۱۹۱۱ سمت

(ث) بسط کی تیسویں قسم بسط کثیر ہے۔ کسور صحیحہ حروف لفظ مطلوب سے بقاعدہ استنطاق نئے حروف کے حاصل کرنے کو بسط کثیر کہتے ہیں۔

واضح ہو کہ کسور ۹ ہیں

$$\frac{1}{2} \quad \frac{1}{3} \quad \frac{1}{4} \quad \frac{1}{5} \quad \frac{1}{6} \quad \frac{1}{7} \quad \frac{1}{8} \quad \frac{1}{9}$$

لفظ مطلوب سے ہر ایک حرف کے عدد میں جو کسر چھٹی بار کا ملتا تقسیم ہو یعنی طرح ہوتی ہو اس کو لکھ لیں۔ پہر ان کسرات سے بقاعدہ استنطاق حروف حاصل کریں اور جب یہی عمل کل حروف لفظ مطلوب کی نسبت کامل ہو جائے تو حروف مستطنتہ کے اعداد کو جمع کر لیں وہی نتیجہ ہوگا بسط کثیر کا۔ جن حروف کے اعداد میں یہ قاعدہ جاری نہ ہوتا ہو وہ بحال خود ہنگی بعض محققین نے کہا ہے کہ ان حروف کا ترک کرنا اولیٰ ہے۔ لیکن غلبہ صورت اولیٰ ہے۔

مثلاً ہم نے چاہا کہ لفظ حامد کا بسط کثیر کریں تو پہلے ہم نے ح کو لیا اور دیکھا کہ اس کا عدد ۸ ہے اور ۸ کا $\frac{1}{8} = ۴$ اور $\frac{1}{4} = ۲$ اور $\frac{1}{2} = ۱$ پس ۴ کا استنطاق د ہوا اور ۲ کا ب اور ۱ کا الف۔
پہر الف کو لیا جس کا عدد ۱ ہے۔ یہ کسی کسر پر تقسیم نہیں پاتا لہذا اسکو بحال خود رکھا اور اس کا استنطاق وہی الف ہوا۔

پہر م کو لیا جس کے عدد ۴۰ ہیں اس کا $\frac{1}{40} = ۲۰$ کے اور $\frac{1}{20} = ۱۰$ اور $\frac{1}{10} = ۵$ اور $\frac{1}{5} = ۸$ اور $\frac{1}{4} = ۱۰$ اور $\frac{1}{3} = ۱۲$ اور $\frac{1}{2} = ۲۰$ سے ک حاصل ہوا۔ اسے ی اور ۸ سے ح اور ۵ سے ۵ اور ۴ سے ۴ اور ۲ سے ۲ اور ۱ سے ۱۔
پہر د کو لیا جس کا عدد ۴ ہے اس کا $\frac{1}{4} = ۲$ اور $\frac{1}{2} = ۱$ ۔

پس (۲) سے ب حاصل ہوئی اور (۱) سے الف -

اب ہم نے حروف مستنطقہ د - ب - ا - ا - ک - ی - ح - ہ
د - ب - ا - کو جمع کر کے ان کے اعداد مجموعی (۵۸) حاصل کئے یہی ہے
(حامد) کا بسط تکسیر -

کسی چھپے رستم کی ایک تارخ ہمارے گوش زد ہوئی ہے جس میں اس نے
اسی صنعت کا استعمال کیا ہے - اگرچہ اس نے جھوکی ہے لیکن ہم اپنے کام سے کام
رہکتے ہیں اور اس تارخ کو مثیلاً ہدیہ ناظرین کرتے ہیں -

اے ماریا کس نہ است مالت برود بدست اغیار بود آن کہ مدام فاقہ بدست کیا شان خدا ہے ایک دم میں ہے بسط تکسیر اس کی تارخ	این حال کہ بغتہ بمیری زان کہ تو گویا فقیری نود دولت شد بعد پیری دولت سے بدل گئی فقیری میراث میں مل گئی امیری
--	--

(نوٹ) معزز ناظرین ہم کو معاف فرما دیں کہ ہم نے بعض منظر حظی
الامکان توارخ ہجو سے احتراز کیا ہے لیکن جب صنعت مطلوبہ بین کوئی اور
تارخ ہم کو نہ ملی تو ناگزیر ایسی تارخوں کو پیش کیا ہے جیسی یہ تارخ ہے
اور موثر خ کے نام کو دانستہ ترک کیا ہے -

(تشیخ)

میزان	ی	ر	ی	ر	-	ی	گ	ع	ر	ع	ی	ر	ش	-	ر	ی	ر	میزان
۰	۱۰	۲۰۰	۱۰	۲۰	۱	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۱۰	۴۰	۵۰۰	۱	۲۰۰	۱۰	۲۰	۱۰۰۰
۶۰۵	۵	۱۰۰	۵	۲۰	۰	۵	۱۰	۱۵	۲۰	۲۵	۵	۲۰	۲۵۰	۰	۱۰۰	۵	۲۰	$\frac{۱}{۲}$
۱۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	$\frac{۱}{۳}$
۱۴۰	۰	۵۰	۰	۱۰	۰	۰	۵	۰	۱۰	۰	۰	۱۰	۱۲۵	۰	۵۰	۰	۱۰	$\frac{۱}{۴}$
۲۲۲	۲	۴۰	۲	۸	۰	۲	۴	۶	۸	۱۰	۲	۸	۱۰۰	۰	۴۰	۲	۸	$\frac{۱}{۵}$
۵	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۵	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	$\frac{۱}{۶}$
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	$\frac{۱}{۷}$
۴۰	۰	۲۵	۰	۵	۰	۰	۰	۰	۵	۰	۰	۵	۰	۰	۲۵	۰	۵	$\frac{۱}{۸}$
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	$\frac{۱}{۹}$
۱۳۱	۱	۲۰	۱	۴	۰	۱	۲	۳	۴	۵	۱	۴	۵۰	۰	۲۰	۱	۴	$\frac{۱}{۱۰}$
۱۳۳	۸	۲۲۵	۸	۴۴	۰	۸	۲۱	۳۹	۴۴	۴۰	۸	۴۴	۵۲۵	۰	۲۲۵	۸	۴۴	میزان

تاریخ متذکرہ بالامین مویخ نے لفظ ملگئی میں صرف ایک یا محسوب کی ہے ایسکا تسلیح اور قواعد جمل سے ناواقفیت ہے۔

دوالف کے اعداد کو اس نے محسوب نہیں کیا ہے۔ یہ عمل درست ہے اس لئے کہ عدوالف کسرات پر تقسیم نہیں ہوتا اور قاعدہ متذکرہ بالانے اس کی اجازت دی کہ ایسے حروف کے عدد خواہ محسوب کریں یا نہ کریں مویخ کو اختیار ہے۔ یہ ہماری ذاتی رائے یہ ہے کہ جب بسط تکثیر میں صرف کسرات سے کام لیا جائے تو ان حروف کو داخل حساب نہ کرنا چاہیے جن کے اعداد کی تقسیم کسرات پر نہیں ہوتی اور ایسا حرف صرف الف ہے۔ لائق مویخ نے جو عمل کیا ہے وہ درست ہے۔

(خ) بسط کی چوبیسویں قسم بسط تقویٰ ہے۔ بقول صاحب معدن الجواهر سکی نہیں قسم ہیں۔ (۱) ضرب باطن در باطن (۲) ضرب ظاہر در ظاہر۔ (۳) ضرب باطن در ظاہر۔ اب ہم قسم اول کی حقیقت عرض کرتے ہیں جس کو اہل جمل نے بسط تضارب باطن سے بھی موسوم کیا ہے پس ہمارے سلسلہ شمار صنائع بسطین جو بیوان نمبر سیدکا ہے۔ متقدمین محقق نے قسم اول و دوم کا ذکر کیا ہے اور قسم سوم غالباً متاخرین کی ایجاد ہے۔

ایک حرف کے عدد کو اسی عدد میں ضرب دیکر حاصل ضرب سے بقاعدہ استنطاق دوسرے حرف یا حروف کے حاصل کرنے کا نام بسط تضارب باطن۔ یا بسط تقویٰ نمبر (۱) ہے۔ اصطلاح جمل میں باطن۔ عدد حرف کا نام ہے۔ اور ظاہر مرتبہ حروف کو کہتے ہیں۔

صاحب معدن الجواہر نے مراتب حروف کو بلحاظ سلسلہ حروف پہنچایا
کیا ہے یعنی ابجد آدم پر آپ نے سلسلہ مراتب کو مبنی فرمایا ہے ہمکو اس سے
اختلاف ہے۔ ہماری رائے میں مراتب حروف کا نمبر سلسلہ ابجد نوحی پر
ہونا چاہیئے۔

الحاصل صنعت ضرب باطن و باطن کے سمجھانے کے لئے لفظ حامد کو ہم پیش
کرتے ہیں جس کا بسط تقویٰ نمبر (۱) ہم کو مقصود ہے۔

حرف اول (ح) کے عدد (۸) ہیں جب ہم نے (۸) کو (۸) میں ضرب دیا
تو حاصل ضرب (۶۴) ہوا جس کا استنطاق - د - و - ہے۔

پہر (الف) کے عدد (۱) کو (۱) میں ضرب دیا تو وہی ایک حاصل قرار
پایا جس کا حرف مستنطق وہی الف ہے۔

پہر (میم) کے عدد (۴۰) کو (۴۰) میں ضرب دیا تو حاصل ضرب (۱۶۰۰)
ہوا جس کے استنطاق سے حروف خ - ا - حاصل ہوئے۔

پہر (د) کے عدد (۴) کو (۴) میں ضرب دیا تو ۱۶ ہوئے جس کا
استنطاق و - ا - ہے۔

اب ہم نے کل حروف مستنطقہ د - و - ا - خ - ا - و - ا کے
اعداد کو جمع کیا تو اعداد ۶۱۹ حاصل ہوئے پس اس صنعت کی وجہ سے حامد
کے اعداد جو ۵۳ تھے ۶۱۹ ہو گئے۔

تاریخ ذیل کسی مورخ نے اسی صنعت میں لکھی ہے جو متشیلا پیش
کی جاتی ہے۔

بیاہ کر لائے مہارانی کو دانت اوس کے ہین مصفا گوہر جسم بے حسن کے سانچہ میں ڈھلا مال و دولت کی ہے دیہی دلہن ضرب باطن سے ہوا سال عیان	شنبو پر شاد ہین قسمت کے دہنی لب جان بخش عقیق مینی اور ٹپک پڑتی ہے نازک بدنی شان و شوکت سے ہو وہ مستغنی واہ وا آج بنے کی ہے بنی
--	--

(التشریح)

حروف	و	ا	ہ	و	ا	ا	ج	ب	ن
اعداد	۶	۱	۵	۶	۱	۱	۳	۲	۵۰
حاصل ضرب	۳۶	۱	۲۵	۳۶	۱	۱	۹	۴	۲۵۰۰
حروف مستنطقہ	وج	ا	ہ	ب	وج	ا	ط	د	ث
اعداد	۹	۱	۷	۹	۹	۱	۹	۴	۵۰۲

حروف	ی	ک	ی	ہ	ے	ب	ن	ی	ی
اعداد	۱۰	۳۰	۱۰	۵	۱۰	۲	۵۰	۱۰	۱۰
حاصل ضرب	۱۰۰	۴۰۰	۱۰۰	۲۵	۱۰۰	۴	۲۵۰۰	۱۰۰	۱۰۰
حروف مستنطقہ	ق	ت	ق	ہ	ب	ق	د	ث	ق
اعداد	۱۰۰	۴۰۰	۱۰۰	۷	۱۰۰	۴	۵۰۲	۱۰۰	۱۸۵۶

(ف) بسط تقویٰ کی دوسری قسم - ضرب ظاہر در ظاہر ہے اور یہ بسط کی کچھ چیزیں

قسم ہے۔ حروف مائید کے اعداد مرتبہ کو انہیں اعداد میں ضرب دیئے کا نام ضرب
ظاہر و ظاہر یا بسط تضارب ظاہر ہے۔ ہم بعض تعریف صنعت ماضیہ بیان کر آئے ہیں
کہ اصطلاح جمل میں مرتبہ حروف کو ظاہر کہتے ہیں۔

صاحب نحل تسلیم نے فرمایا ہے کہ درجہ حروف کو اوس درجہ میں ضرب دینا کا
نام بسط ظاہر و ظاہر ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ آپ سے تسامح ہو جائے یعنی آپ نے
مرتبہ کو درجہ کہا ہے۔ مباح حروف اتحاد عشرات۔ مات۔ اور آتوف کو کہتے
ہیں اور مراتب حروف سے ہر ایک درجہ کے حروف کا سلسلہ وار مرتبہ مراد ہے
نقشہ ذیل میں ہم نے مراتب حروف کا اظہار نمبر وار کیا ہے تاکہ اس صنعت کے
سمجھنے میں آسانی ہو۔

درجہ اتحاد	ب	ا	ب	ج	د	و	ز	ح	ط
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
درجہ عشرات	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸
	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
درجہ مات	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷
	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
درجہ آتوف	ع	ا	ب	ج	د	و	ز	ح	ط
	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶
	۱۰۰۰	۲۰۰۰	۳۰۰۰	۴۰۰۰	۵۰۰۰	۶۰۰۰	۷۰۰۰	۸۰۰۰	۹۰۰۰

بعض اہل جمل نے اسی صنعت کو بسط ضرب مراتب کہا ہے۔
 نقشہ بالا کے خانہ ہائے مزاج کے ذیل میں مراتب کا جو نمبر ہر حرف کے ساتھ اوسکی
 ضرب اوسی عدد میں دیجاتی ہے۔ مثلاً اگر ہم لفظ حامد میں صنعت جاری کرنا
 چاہیں تو ح کے نمبر مرتبہ ۸ کو ۸ میں ضرب دیں گے اور حاصل ضرب ۶۴
 بروے استنطاق حروف د - و - حاصل کریں گے۔
 پھر الف کے عدد مرتبہ (۱) کو (۱) میں ضرب دیکر حاصل ضرب (۱) سے
 الف حاصل کریں گے۔
 اسی طرح م کے نمبر مرتبہ ۱۳ کو ۱۳ میں ضرب دینے سے اعداد ۱۶۹
 حاصل ہوں گے جن سے حروف مستنطقہ ط و ا لئے جائیں گے۔
 علی ہذا د کے عدد مرتبہ ۴ کو ۴ میں ضرب دیکر حاصل ضرب ۱۶
 حروف و ا - کا استنطاق کریں گے۔
 بالآخر حروف مستنطقہ د - و - ا - ط - ا - و - ا - کے اعداد مجموعی
 ۲۸ - لفظ حامد کے اعداد قرار پائیں گے۔
 ہماری رائے میں اس صنعت کا تعلق جمل سے نہیں ہے بلکہ من وجہ اسکو
 بذیل جمل بیان کیا گیا ہے تاکہ صنعت بسط کے اقسام مروجہ مکمل ہوں۔
 کسی طباع مؤرخ نے تاریخ ذیل اسی صنعت میں لکھی ہے جس کو ہم مثیلاً
 ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

نارادم کبھی حق کی رضا میں
 ہوئے ممتاز استلیم بقا میں

ہوئے گہا کس رضا خان ایکے میں
 اوسی دم چلدے ملک فنا سے

شہیدہ محبت ظالم بین مظلوم	ملی حسلہ برین اس کی خزاہین
ہوا سال شہادت ضرب ظاہر	چلو قربان ہو گئے راہ خدا میں
(التشریح)	

حروف	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
نمبر مرتب	۱۰	۶	۵	۱۳	۱	۲	۲۰	۱۹	۶	۱۳
حاصل ضرب	۱۰۰	۳۶	۲۵	۱۹۶	۱	۴	۴۰۰	۳۶۱	۳۶	۱۳۴
استنطاق	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱	۲	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
اعداد	۱۰۰	۹	۷	۱۶	۱	۴	۴۰۰	۱۰	۹	۹

حروف	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
نمبر مرتب	۱۰	۶	۵	۱۳	۱	۲	۲۰	۱۹	۶	۱۳
حاصل ضرب	۱۰۰	۳۶	۲۵	۱۹۶	۱	۴	۴۰۰	۳۶۱	۳۶	۱۳۴
استنطاق	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱	۲	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
اعداد	۱۰۰	۹	۷	۱۶	۱	۴	۴۰۰	۱۰	۹	۹

(ض) صنعت بسط کی چوبیسویں قسم اور بسط معنوی کی تیسری قسم بسط انصاری
 باطن در ظاہر ہے جس سے عدد حرف کو نمبر مرتبہ حرف میں ضرب دینا مقصود ہے
 بعض متأخرین نے اپنی روشن خیالی سے یہ تیسری قسم پیدا کی ہے جس کا ذکر منقدین

نہیں کیا۔ البتہ صاحب معدن الجواہر اور ملخص تسلیم نے اس کا ذکر فرمایا ہے۔
صاحب ملخص تسلیم نے اس کی تعریف میں بھی مرتبہ کو درجہ سے تعبیر کیا ہے۔
اور ہماری رائے میں یہ صرف تسامح ہے۔

حاصل یہ ہے کہ عدد حروف کو نمبر مرتبہ میں ضرب دیکر حاصل ضرب سے بقا
استنطاق حروف کے حاصل کرنے کا نام بسط تضارب ظاہر در باطن یا باطن
در ظاہر ہے۔

مثلاً لفظ حامد سے ح کو لوجس کا عدد ۸ ہے اور نمبر مرتبہ بھی ۸
پس ۸ کو ۸ میں ضرب دو۔ حاصل ضرب ۶۴ سے حروف د۔ و۔ کا
استنطاق کرو۔

پھر الف کو لوجس کا عدد ایک ہے اور نمبر مرتبہ بھی (۱)۔ اور حاصل
ضرب بھی (۱) پس اس کا استنطاق وہی الف ہوا۔

پھر م کو لوجس کا عدد ۴۰ ہے اور نمبر مرتبہ ۱۳۔ پس ۴۰ کو ۱۳ میں
ضرب دینے سے حاصل ضرب ۵۲۰ ہوا اور اس کا استنطاق ک۔ ہ۔
پھر د کو لوجس کا عدد ۴ ہے اور نمبر مرتبہ بھی ۴ ہے۔ پس ۴ کو
۴ میں ضرب دینے سے ۱۶ حاصل ہوئے اور اس کا استنطاق سے حروف
و۔ ا۔ ہاتھ آئے۔

اب کل حروف مستنطقہ د۔ و۔ ا۔ ک۔ ہ۔ و۔ ا۔ سے اعداد
مجموعی ۴۳ حاصل ہوئے اور یہی اعداد لفظ حامد کے داخل حساب تالیخ ہوں گے
رند ناکپوری نے اسی صنعت میں ایک تالیخ لکھی ہے جس کو ہم ذیل میں

ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

اُدھر دل لگی میں اشارہ ہوا
ارے ہاتھ لگنا بہانہ ہوا
سدا رہی وہ دنیا سواک آن میں
کھلا کچھ نہ اسکی حقیقت کا راز
جو کی فکر تاج - ظاہر کے ساتھ
اُدھر آنکھ میں تیرگی چھا گئی
فریسیوں کی یاں عقل چکر لگئی
کسی نے کہا کچھ نہ کچھ کھا گئی
غرض اپنے عاشق کو پٹا لگئی
ہولی ضرب باطن قضا آگئی
۱۹۹۵

(تشریح)

حروف	ق	ض	ا	ا	گ	می	می
عدد حروف	۱۰۰	۸۰۰	۱	۱	۳۰	۱۰	۱۰
نمبر مراتب	۱۹	۲۶	۱	۱	۱۱	۱۰	۱۰
حاصل ضرب	۱۹۰۰	۲۰۸۰۰	۱	۱	۳۳۰	۱۰۰	۱۰۰
استنطاق	ظ - ا	ض ک	ا	ا	ک ب	ق	ق
اعداد	۹۰۱	۸۳۰	۱	۱	۲۲	۱۰۰	۱۹۴۵

(ظ) ضعت بسط کی ستائیسویں قسم (بسط تمانج) ہے۔ صاحب معدن الجمل نے اس کا ذکر نہایت اجمال کے ساتھ فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ طالب کرم کو مطلوب کے حروف کے ساتھ اتمراج دینے کا نام بسط تمانج ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ صرف اس قدر تعریف سے واضح کا مقصد مشتاقان فن کی سمجھ میں نہیں آسکتا یہ ضعت دراصل دو حروف یاد والفاظ یا دو نام یاد و فقر و یاد و فقر یا دو اشعار میں ہو سکتی ہے بشرطیکہ دونوں کے حروف تعداداً مساوی ہوں

ایک کا نام طالب ہوگا اور دوسرے کا نام مطلوب ۔
 پس ہم کو چاہیئے کہ طالب کے پہلے حرف کے عدد کو مطلوب کے پہلے حرف کے عدد کے
 ساتھ بقاعدہ ترتیب مقطعات جمع کریں اور آخر پر اون اعداد مجموعہ کی میزان
 دیدیں تو حاصل جمع سنہ مطلوب ہوگا ۔
 مثلاً ہم چاہتے ہیں کہ ایک شادی کی تاریخ اس صنعت میں لکھیں دو لہا کا
 نام حامد ہے اسی کو اصطلاح جمل میں طالب کہیں گے اور ولہن کا نام ہندہ
 جس کا اصطلاحی اسم مطلوب ہے ۔ پس طالب کے حرف اول ح کے ۸ عدد کو
 مطلوب کے حرف اول ۵ کے ۵ عدد کے ساتھ ہم نے بقاعدہ ترتیب مقطعات
 جمع کیا تو ۵۸ ہوئے اسی طرح ہم ہر ایک حرف طالب و مطلوب کی نسبت
 عمل کریں گے اور میزان کل سے سنہ مطلوب حاصل ہوگا ۔ ملاحظہ ہو نقشہ
 ذیل جس میں حامد و ہندہ کا تمانج ہے ۔

حروف و اعداد طالب		حروف و اعداد مطلوب		تمانج اعداد ترتیب مقطعات	
ح	۸	۵	۵	۵	۸
ا	۱	ن	۵۰	۵	۰ ۱
م	۴۰	د	۴	۴۰	۴ ۰
د	۴	۵	۵	۵	۴
میزان کل یعنی سنہ مطلوب ۳ ۵ ۱۰					
خانہ ۵ کے اعداد کا مجموعہ (۳ ۵ ۱۰) سنہ مطلوب ہے جو صنعت بسط تمانج سے حاصل ہوا ۔					

تاریخ ذیل جو اسی صنعت میں لکھی گئی ہے ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔

ہمارے دوست دیہی داس یکتا
صفاسے کہدیا اہل جمل نے
بحسن صنعت بسط تمارج ۱۹۱۱
ہوئے جس دم گجائی سے منسوب
ہیں راجہ طالب اور رانی ہیں مطلوب
کہا سمیت کا سند بندہ نے کیا خوب

(تشریح)

حروف و اعداد طالب		حروف و اعداد مطلوب		تاریخ اعداد بترتیب مقطعات	
د	۴	گ	۲۰	۲	۰
ی	۱۰	ج	۳	۳	۱
ب	۲	ا	۱	۱	۲
می	۱۰	ب	۲	۲	۱
د	۴	ا	۱	۱	۴
ا	۱	می	۱۰	۱	۰
س	۶۰	می	۱۰	۱	۰

میزان کل ۹ ۱ ۱ ۹ سمیت

(رغ) بسط کی اٹھائیسویں قسم (بسط مداخل اربعہ) ہے۔
صاحب مخص تسلیم نے بحوالہ مطلع العلوم و مجمع الفنون اس کا ذکر کیا ہے
اور صاحب معدن الجواہر نے بھی اس کو لکھا ہے۔
اس صنعت کا طریقہ عمل یہ ہے کہ مادہ تاریخ کے ہر ایک لفظ میں ادغای
عمل کریں۔ اس خاص غرض سے صاحبان جمل نے اعداد و حروف کے چار قسم

قرار دیے ہیں۔ (۱) کبیر (۲) وسیط (۳) صغیر (۴) اصغر
(۱) عدد کبیر وہ عدد ہے جو حروف لفظ سے بقاعدہ جمل حاصل ہو۔
(۲) وسیط وہ عدد ہے جو کبیر کے ایک مرتبہ احاد کو دوسرے مرتبہ عشرت
میں ادغام کرنے کے بعد باقی رہ جائے۔

(۳) صغیر وہ عدد ہے کہ وسیط سے بھی اس کا ایک مرتبہ بوجہ ادغام گم جائے
(۴) اصغر وہ عدد ہے جو اسی ادغام کے باعث وسیط سے بھی کم مرتبہ ہو
پس ان سب پر چونکہ بقاعدہ استنطاق حروف کو پیدا کرنا چاہیے
اور آخر پر اس مجموعہ حروف سے اعداد جمل حاصل کرنا چاہئے۔

واضح ہو کہ اگر اعداد لفظ مطلوب کے مراتب چار یعنی آحاد و عشرات و مآت والوں یا
اس سے زائد ہوں تو سب بار کیے بعد دیگرے عمل ادغام ہو سکے گا۔ اگر لفظ مطلوب
کے اعدادی مراتب صرف ۳ ہوں یعنی آحاد و عشرات و مآت تو عمل ادغام کبھی ضرور
دوبار ہوگا۔ اس طرح اگر لفظ مطلوب کے اعدادی مراتب صرف دو ہوں یعنی آحاد
و عشرات تو ان میں عمل ادغام کبھی صرف ایک دفعہ ہوگا۔ لیکن کل حالتوں میں یہ
صنعت بسط داخل اربعہ سے موسوم ہوگی اس لئے کہ بشرط گنجائش چار درجہ تک
اس میں استنطاق کا عمل کیا جاتا ہے۔

صاحب لمخص السیم نے اس صنعت کے قاعدہ کو تو بیان فرما دیا ہے
لیکن غالباً خود اس کو سمجھا نہیں بھی وہ جسے کہ تمثیل کے عمل میں غلطی کی ہے اور
صاحب معدن الجواہر نے مؤلف موصوف کے بیان کی نقل فرمادی ہے۔

اب ہم مشتاقان فن جمل کے سمجھانے کے لئے سم نظیر من پیش کرلوں

(۱) لفظ وزیر اعظم جس کے اعداد مجموعی ۱۲۳۴ ہیں۔ (۲) لفظ معدلت جس کے اعداد ۵۴۴ ہیں اور (۳) لفظ حامد جس کے اعداد ۵۳۴ ہیں (تمثیل اول) وزیر اعظم کے اعداد ۱۲۳۴ کا نام عدد کبیر ہے۔

ہم نے بقاعدہ بالا اس عدد کا استنطاق کیا تو حروف د ج ب ا حاصل ہوئے پہر ہم نے ۱۲۳۴ میں مرتبہ آحاد کے عدد ۴ کو عشرات میں ادغام کیا تو ۱۱ ہو گئے یہ عدد وسط ہے جس سے بقاعدہ استنطاق ز ب ا حاصل کیا۔ پہر ۱۲ کے پہلے مرتبہ کو دوسرے میں ادغام کیا تو ۱۹ ہوئے اور یہ عدد صغیر ہے جس سے حروف مستنطق ط۔ ا حاصل کئے۔ پہر ۱۹ کے پہلے مرتبہ کو دوسرے میں ادغام کیا تو ۱۰ ہو گئے اور یہ عدد اصغر ہے اور اس کا استنطاق کیا تو ی حاصل ہوئی۔ پس لفظ وزیر اعظم کے بسط مداخل اربعہ سے حروف د ج ب ا ز ب ا ط ا ی۔ حاصل ہوئے جن کے اعداد کا مجموعہ ۵۴۴ ہے اور یہی عدد شامل حساب مادہ تابع ہوگا۔

(تمثیل دوم) لفظ معدلت کے اعداد ۵۴۴ ہیں اور یہ عدد کبیر ہے۔ اب ہم نے اس کا استنطاق کیا تو حروف د د ہ حاصل ہوئے۔ پہر ہم نے آحاد کے ۴ کو عشرات میں ادغام کیا تو ۵۸ ہوئے اور یہی عدد وسط ہے جس سے حروف مستنطق ح ہ حاصل ہوئے۔ پہر ہم نے ۵۸ کے آحاد کو عشرات میں ادغام کیا تو ۱۳ ہوئے اور یہ عدد صغیر ہے جس کے حروف مستنطق ج ا ہیں۔ (واضح ہو کہ لفظ معدلت کے اعداد مرتبہ مات سے زائد نہیں ہیں) اس کا عدد اصغر ۶ ہے اور حرف د۔ اب ہم نے کل حروف مستنطق کو جمع کیا تو د د ہ ح

ج ۵ حاصل ہوئے جن کے مجموعی اعداد ۳۴ ہیں۔ اور یہی اعداد شامل حنا
ماوۃ تائیں ہوں گے۔

(تمثیل سوم) لفظ حامد کا عدد کبیر ۵۳ ہے اور اس کے حروف مستنطق

ج ۵۔ جب ہم نے ۵۳ کے آحاد کو عشرات میں ادغام کیا تو (۸) حاصل ہوئے
اور یہی عدد وسط ہے جس کا حرف مستنطق ح ہے۔ بدین وجہ کہ لفظ حامد کے
اعداد مراتب عشرات سے زیادہ نہ تھے لہذا ان سے عدد صغیر و اصغر حاصل
نہ ہو سکا۔ اب ہم نے کل حروف مستنطقہ کو جمع کیا تو ج ۵ ح کے مجموعی اعداد
۱۶ ہوئے اور یہی داخل حساب ماوۃ تائیں ہوں گے۔

اس صنعت سے یہ حاصل ہوا کہ وزیر اعظم کے اعداد ۱۲۳۴ کے عوض
ماوۃ تائیں میں صرف ۴۰ محسوب ہوئے۔ اور اسی طرح لفظ معدلت کے اعداد
۵۴۴ کی جگہ بوجہ صنعت صرف بقدر ۳۴ داخل حساب ماوۃ تائیں ہوئے اور
لفظ حامد کے ۵۴ عدد کے عوض حساب ماوۃ میں بوجہ صنعت صرف ۱۶ ہو گئے
افسوس ہے کہ مطلع العلوم کا کوئی نسخہ ہم کو نہ ملا ورنہ ہم اس سے معلوم
کرتے کہ اس صنعت کی تعریف اس نے کس طریقہ پر کی ہے۔

ہم اس موقع پر صاحب شخص تسلیم کی عبارت کو لفظ بلفظ نقل کر دیتے ہیں
تاکہ اگر ہم سے علما کچھ غلطی ہوئی ہو تو ذی علم افراد اس کی تصحیح فرما سکیں ہمیں وہی
عبارت پر جدولی علامت کی ہے اور جا بجا فارسی زبان میں اس پر جرح ہی۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہر لفظ یا عبارت کے را کہ خواہند بحساب ابجد عدد برآند
واز عدد حروف حاصل کنند۔ و عدد حروف ہر چار گونہ است کبیر۔

وسیط - صغیر - اصغر - کبیر آن که عدد اصلی الفاظ یا عبارت باشد هر قدر که بود
و عدد و وسیط آن است که یک مرتبه آن را از طرف آحاد کم کنند - و عدد و صغیر آن است
که از وسیط یک مرتبه کم کنند - و عدد و اصغر آن است که از آن هم یک مرتبه
کم کنند - مثلاً لفظ سعید - یک صد و چهل و چهار عدد است حروف آن دم
ق - این کبیر باشد و درین عدد سه مرتبه واقع شده یک آحاد که چارست و
دوم مرتبه عشرت که چهلست - و سوم مرتبه مآت که صدست - چون این عدد
را وسیط کنیم یک مرتبه آحاد را در مرتبه عشرت ادغام نماییم بدین صورت
یک صد و هشت شد - بنده گوید که هجده شد یا بر مرتبه آحاد اگر صفر را باقی
داریم یک صد و هشتاد شد و حروف آن (ح ق) و چون خواهیم که این را
صغیر کنیم صفر را که حافظ مرتبه عشرت است در آحاد که هشتست ادغام
نمودیم هجده شد بنده عرض می کنم که صفر را در هشت ادغام باید کرد نه هشت را
در صفر باین حال هجده چه طور شد همان یک صد و هشتاد ماند و هجده در آنصورت
باشد که حافظ مرتبه را محو کنیم بر خلاف عمل ادغام اول بدین صورت حروف آن
ح می - و چون خواهیم که این را اصغر کنیم آحاد را در عشرت ادغام نمودیم
پس نه شد بدین صورت (۹) و حرف آن ط - بنده گوید که در ادغام اول
صفر را به حفاظت مرتبه قائم داشتن و در ادغامات ما بعد برخلاف آن مراتب را
کم کردن چه معنی دارد پس مجموع حروف که از بسط داخل اربعه لفظ سعید حاصل
شد اینست دم ق ح ق ه ق ه می ط اینهمی کلامه من میگویم
که نه چنین باشد بلکه دم ق ح ق ح می ط باشد - بر اصول مصنف مذکور

واضح ہو کہ استنطاق حروف میں جو اختلاف کہ ہم کو صاحب لمخص تسلیم اور صاحب معدن الجواہر کے ساتھ ہے اسکو ہم نے گزشتہ حصہ میں بضمین صنعت (الف) بیان کر دیا ہے۔ لائق مولف کی فارسی عبارت مذکورہ بالا سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سمجھ کر نہیں لکھا ہے۔ پس جو کچھ ہم نے سمجھا ہے وہ اوپر عرض کر چکے ہیں اور بطور تمثیل ایک لطیف تایخ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو ہماری طبعزاد ہے۔

از چار طاق یافت بنا خانہ خدا	کاندروکن مسجد عالی لمقبست
تایخ از داخل اربع شود عیان	گر چہ لش بضع تناصف مرتبست

اس تایخ میں دو صنعتوں سے کام لیا گیا ہے (۱) صنعت داخل اربعہ۔ (۲) صنعت تناصف مرتب۔ اور بدین لحاظ اس کو مجموع الصنائع بھی کہہ سکتے ہیں واضح ہو کہ مسجد عالی کے اعداد مجموعی ۲۱۸ ہیں جن کے حروف مستنطقہ (ح ۱ ب) ہیں۔

جب آحاد کو عشرات میں ادغام کیا تو ۲۹ ہوئے جس سے بقاعد استنطاق حروف (ط ب) حاصل ہوئے۔

پھر ۹ کو ۲ میں ادغام کیا تو ۱۱ ہوئے جس کے حروف مستنطقہ (۱-۱) ہیں۔

پھر ۱ کو ۱ میں ادغام کیا تو ۲ ہو گئے جس کا حرف بقاعد مذکور (ب) اب ہم نے کل حروف مستنطقہ (ح-۱-ب-ط-ب-۱-۱-۱-۱-۱-۱) کے اعداد کو جمع کیا تو (۲۶) ہوئے اور یہی صنعت داخل اربعہ کا حاصل ہے۔ پھر اسکی تنصیف بقاعدہ ترتیب کی تو ۱۳۲۶ ہوئے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

بحمد اللہ صنائع تاریخ کا بیان ختم ہو چکا۔ عجب اتفاق کی بات ہو کہ جس طرح ابجد کے ۲۸ حرف ہیں۔ اسی طرح بسط کی ۲۸ صنعت ہیں جن کی تعریف ہم نے حصہ گزشتہ میں عرض کی۔

دوسری فصل ترقیم کے متعلق

عجم اور ہند کا طریقہ | جمل کی غایت دوم ترقیم ہے یعنی حروف کا کام اعداد پہنچانا اور یہ تاریخ کا عکس ہے۔ اس لئے کہ تاریخ میں اعداد کا کام حروف سے لیتے ہیں اور ترقیم میں حروف کا کام اعداد سے سنسکرت نے اس سے بہت کچھ کام لیا ہے اور اس خاص مقصد کے لئے اعداد حروف کے سوا اون کے پاس الفاظ خاص کے بھی اعداد ہیں یعنی متعدد الفاظ ایسے ہیں جن کا عدد صرف (۱) ہے اسی طرح بہت سے الفاظ خاص کا عدد صرف ۲ ہے۔ یہی سلسلہ (۱۰) تک چلا گیا ہے۔ عربوں نے زمانہ سلف میں اس طریقہ کو جاری رکھا ہو لیکن فی زمانہ اس کا رواج خال خال ہے۔ عجم میں بھی اس کا رواج بہت کم ہے ایک قدیم شعر فارسی سے جس کو عوام نے شیخ سعدی علیہ الرحمہ سے منسوب کیا ہے صرف اس قدر پتا چلتا ہے کہ عجم میں بزمانہ سابق اس کا عمل تھا۔ یہی کیفیت ہندوستان کی ہے۔ ہم نے اپنی اوائل غم میں تو ہندوؤں میں مراسلت ہوئی دیکھی تھی لیکن اب یہ طرز قریب قریب متروک ہے۔ اور اس کا یادگار کسی قدر زبان سنسکرت میں باقی رہ گیا ہے۔ اور کچھ عجب نہیں کہ اختصار و اخفاء ہی کے لئے واضع جمل نے اس کو وضع کیا ہو۔

برہمنوں کے ایک پنڈت جی (جگت پرشاد و دیا بہوشن ترکہ سرہنی) نے

ہم سے کہا کہ زبان سنسکرت میں متعدد تصانیف اسی طریقہ پر ہند سون میں ہیں اور بہ نسبت حروف کے بہت اختصار کے ساتھ کام لیا گیا ہے متعدد حروف کے ایک لفظ کے لئے جب کہ ایک خاص عدد ہے تو عرض مطلب میں نہایت اختصار کے ساتھ کام لیا جاتا ہے۔ اور عام نگاہوں سے ایک حرکت ایک خط بھی ملحوظ رکھا گیا ہے آپ ہی کا قول ہے کہ بزرگوں کے قیمتی نصائح اور بعض خاص فنون کی کتابیں ہند سون میں لکھی گئی ہیں۔ (انتہی)

مردست ہندوستان میں اس طریقہ کتابت کی بوباس اومی شعر سعدی کی بدولت رہ گئی ہے جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا جس کے ذریعہ سے کتابت بذریعہ اعداد میں ایک خاص خوبی یہ پیدا ہوئی ہے کہ ہر حرف کے ہندسہ کے بعد خط فاصل کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اور وہ شعر یہ ہے (۵) احد بخط نرسد لیکت مسد عشرات بزمات بکروا ز خط الوف کج سورا ست بزمات

یعنی ہر ایک سطر کی جگہ ایک خط جدولی کہینچا جاتا ہے اور اس خط پر ہند سون میں عرض مطلب ہوتا ہے۔ آحاد یعنی اکائیاں تو خط سے کسی قدر بلند رہتی ہیں۔ اور عشرات یعنی دہائیاں خط سے مل جاتی ہیں۔ اور مات یعنی سیکڑے خط سے گزر جاتے ہیں۔ اور الف یعنی ہزار خط سے متجاوز ہو کر سیدھی جانب مائل ہوتا ہے۔ اس طریقہ سے جگہ بہت کم صرف ہوتی ہے اس لئے کہ عشرات اور مات اور الوف میں صفر حذف کر دیئے جاتے ہیں۔ اور ایک عدد سے دوسرے عدد کے درمیان کسی حد فاصل کی ضرورت نہیں ہوتی ہم نے ذیل میں الفاظ غرائب الجمل کو جو اس کتاب کا نام ہے اسی طریقہ پر لکھا ہے تاکہ ناظرین کو مثال کا

کام دیوے (۱۲۱۱۲۱۳۳۳) بعض طبائمان ہند نے اسی مقصد کو ایک دوسرے طریقہ پر حاصل کیا ہے یعنی وہ اعداد مطلوب کو بدون جدل مسلسل لکھتے ہیں اور عشرات و مات والوف میں صفر کو ترک کر کے زیر و بر اور پیش سے کام لیتے ہیں یعنی ہندسہ آحاد تو بحال خود رہتا ہے۔ لیکن عشرات پر ترک صفر ایک اشارہ زبر کا لکھ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح مات پر اشارہ زیر کا اور الف پر اٹا پیش۔ ملاحظہ ہو تمثیل ذیل جس میں غرائب الجمل کو اسی طریقہ پر لکھا گیا ہے۔ ا ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ہمارے رے میں طریقہ اول الذکر اس سے بہتر اور آسان ہے اس لئے کہ اس میں اعراب معروضہ کی پابندی نہیں ہے۔

بعض عشرات کے نیچے ایک صفر۔ اور مات کے نیچے اور اوپر دو صفر اور الف کے نیچے اور اوپر اور سیدھی جانب تین صفر لکھنے کا طریقہ ایجاد کیا ہے۔ اس طریقہ میں گویا عشرات و مات والف کو اصلی صفر قائم رکھ کر گویا مگر ان کے اصلی مقام کو بدلا گیا ہے تاکہ جگہ کم صرف ہو اور ناواقضیق قاعدہ کو دہوکا ہو۔ تمثیل ذیل میں ہم نے غرائب الجمل کو اسی قاعدہ پر لکھا ہے۔ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ہمارے رے میں اس طریقہ میں بھی صفروں کا محور کھ دینا ہے۔ طریقہ اول الذکر ہی اس سے افضل ہے۔

ہم کو بہت افسوس ہے کہ ان ہر دو طریقہ لمے مابعد الذکر کی نسبت بھی کم یہ نہ معلوم ہو سکا کہ ان کا موجد کون ہے۔ بعض قدامد کا قول ہے کہ طریقہ دوم امیر خسرو کی ایجاد ہے۔ اس قول کی تصدیق قابل وثوق ذرائع سے نہ ہو سکی۔

لیکن ترقیم میں آحاد وعشرات و مآت والوف کے لئے کونسا خاص طریقہ اختیار کیا گیا ہے اوس سے مخلوق لاعلم ہے۔ اسی وجہ سے اون کے مطالب کو مالا تیل سمجھا گیا ہر ان کی نسبت صرف یہ عقدہ چلا آتا ہے کہ یہ کتب علوم و حانیہ سے متعلق ہیں۔ بعض پرانے کتب خانوں اور خاص خاص خاندانوں میں ان کے کچھ کچھ اوراق ہیں اور اکثر ٹاٹ کے پٹوں پر نہرئی سے کندہ ہیں اور بطور تبرک پوجا میں رکھ جاتے ہیں البتہ ہم کہتے ہیں کہ یہ ساری تباہی کہ جس کی وجہ سے عثمانی ذخیرے پوجا کے تبرکات بن چکے ہیں ہماری غفلتوں کا نتیجہ ہے۔ اور اگر ہم اس کتاب کے ذریعہ سے اس فن کی اس قدر خدمت کرتے تو آئندہ صدی تک فنِ جمل کے بہت سے مطالب صفحہ روزگار سے غالباً مٹ جاتے۔ من اللہ التوفیق۔

ہم نے طریقہ ترقیم کو ایک خاص فصل میں صرف تکمیل مطالب کتاب کے لئے لکھ دیا۔ آج کل تاریخ کا رواج بہ نسبت ترقیم کے زیادہ ہے۔ الحمد للہ ہماری کتاب ختم ہو چکی۔ اب ہم خاتمہ کا آغاز کرتے ہیں۔

خاتمہ کتاب

خاتمہ کا پہلا حصہ تاریخ سنین کے بیان میں

بیان عام

ہندوستان میں بلحاظ اقوام مختلف جو سنین رائج ہیں قریب قریب اون تمام سنین میں تاریخین لکھی جاتی ہیں اور ممکن ہے کہ دوسرے ممالک اور اقالم میں خاص

سنین کا رواج ہو۔ بناءً علیہ یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ ہم اس خاتمہ میں
 اوں سنین مختلفہ کی مختصر سی تاریخ ہدیہ ناظرین کریں۔ اسی موقع پر یہ بتا قابل
 بیان ہے کہ مورخ کو مادہ تاریخ کے بیان کرنے کے قبل خواہ وہ منظوم ہو یا
 منثور اس امر کا ظاہر کر دینا بہت ضروری ہے کہ ہمارا یہ مادہ فلان سنہ کو
 ظاہر کرتا ہے۔ اگرچہ مادہ تاریخ کے اعداد کا مجموعہ بھی ایک حد تک سنہ کی
 خبر دیتا ہے لیکن زمانے کے گزر جانے کے بعد مجموعہ اعداد سے اسکی اطلاع
 ناظرین کو صحت کے ساتھ ملنا بغیر صراحت کے سخت دشوار ہے۔ فرض کرو کہ
 ایک مادہ تاریخ ہمارے روبرو ہے جس سے (۹۰۰) عدد حاصل ہوتا ہیں
 تو ہم اس بات پر یقین نہیں کر سکتے کہ یہ سنہ ہجری ہے یا محمدی
 یا عیسوی یا اور کوئی سنہ اگرچہ مکمل نفس واقعہ کی مطابقت کسی تاریخی کتاب
 یا اور کسی ذریعہ سے ہونے کے بعد ہم اس مطابقت کے ذریعہ سے اس مادہ
 کی نسبت یہ علم حاصل کر سکتے ہیں کہ یہ سنہ ہجری یا محمدی یا عیسوی یا اور
 کوئی سنہ ہے۔ لیکن اس دردمندی کا متحمل ہر شخص نہیں ہو سکتا۔ پس ہر مورخ کو
 لئے مناسبت یہی ہے کہ اپنے مادہ تاریخ کے ساتھ اس امر کی بھی صراحت کر دیا کرے
 کہ اس مادہ سے فلان سنہ حاصل ہوتا ہے۔

بعض اہل جمل کی یہ رائے ہے کہ مادہ تاریخ سنہ ہجری کے لئے اس
 صراحت کی ضرورت نہیں ہے۔ متقدمین چون کہ اکثر سنہ ہجری ہی میں تاریخ
 لکھنے کے پابند رہے ہیں لہذا اوہوں نے اپنے قطعات تاریخ میں اس صراحت
 کی پابندی نہیں کی ہے۔ اور متاخرین سے جن محتاط مورخین نے غیر ہجری

سنہ میں تاریخ لکھی ہے اونہوں نے صراحت کو لازم گردانا ہے۔ بہر حال ہمارے
راے میں صراحت اولے ہے۔

ذیل میں ہم نے جن سنین کا ذکر کیا ہے اون کی صحت مطابقت کے لئے
افسوس ہے کہ ہمارے پاس کوئی تقویمی ذخیرہ نہ تھا بناً علیہ ہم نے صرف
حسابی عمل سے کام لیا ہے اور حتی الوسع کیسہ کے فرق کو وضع کرتے گئے ہیں
لیکن باوجود اس کے اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو معزز ناظرین مہکومعات فرمائیں
جس قدر سنین کا ذکر ذیل میں ہوا ہے اون سے بعض سنین ایسے ہی ہیں جنکا
رواج ہند میں بہت کم ہے یا مطلق نہیں ہے ہم نے اون کو ترک کر دینے سے
زیادہ مناسب سمجھا کہ اجمالاً اون کا بھی ذکر کر دیں تاکہ طباع مؤرخین کو اپنی
کسی تاریخ کے موقع کرنے میں اس خاتمہ سے مدد ملے۔

(۱) سنہ آدمی

سنہ آدمی سے ابتداء آفرینش آدم علیہ السلام کا سنہ مراد ہے۔ صاحبیات
اللغات نے بحساب شمسی ۱۷۰۰ کو ۱۷۰۰ھ ہجری کا مطابق قرار دیا ہے پس اسی
حساب سے ۱۷۰۰ھ ہجری کے آخر پر بعد وضع تفاوت ہلالی و شمسی سنہ آدمی
۲۵۱ء ہونا چاہیئے۔

بادی النظرین ناظرین کتاب خیال فرمائیں گے کہ ہند کو اس سنہ سے
کیا غرض اس لئے کہ کسی قوم میں یہ سنہ رائج نہیں ہے۔ لیکن جب صنعت
ترصیع میں تاریخ لکھی جائے تو اور سنین کے ساتھ سنہ آدمی پیدا کرنا بھی خوبی
سے خالی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس کا ذکر کر دیا۔ یا منرض کرو

کسی ایسے مادہ تاریخ سے جو سنین مروجہ میں سے کسی ایک سنہ میں لکھا گیا ہے، صنائع کے ذریعہ سے سنہ آدمی بھی حاصل ہوا تو بے شک اس تاریخ کی منزلت دو بالا ہو سکتی ہے۔ یہ خیال ہرگز نہ کرنا چاہیے کہ ایسے کثیرالاعداد سنہ میں مادہ تاریخ حاصل ہونا مشکل ہے صنائع تاریخ کا میدان بہت وسیع ہے۔ ایک دشمن خیال مورخ بہت کچھ کر سکتا ہے۔

(۲) سنہ براہمی

سنہ براہمی وہ سنہ ہے جو براہیم علیہ السلام کی نبوت سے قائم ہوا ہے۔ صاحب غیاث اللغات نے اس کو ۲۲۲ھ ہجری کا مقابل ۱۱۲۲ھ براہمی قرار دیا ہے۔ اویہ شمسی حساب سے ہر۔ پس کسرات ۱۰ روزہ کے وضع کرنے کے بعد ۱۱۲۲ھ ہجری میں یہ ۱۱۲۹ھ قائم ہوتا ہے۔

برہمنوں کی تقاریب میں اگر سنہ مروجہ کی تاریخ کے ساتھ سنہ براہمی کا بھی کوئی مصع ہو یا اسی تاریخ میں کسی صنعت کے ذریعہ سے سنہ براہمی حاصل ہو تو یہ بات بہت پر مذاق ہوگی۔ امت براہمی سے دنیا خالی نہیں رہے پس برہمنوں کا سنہ بکرماجیت اور سالباہن کے سنہ سرکام لینا اور براہمی سنہ قطع نظر کرنا چہ معنی دارد۔ ہم نے انہیں تمام لحاظات سے سنہ براہمی کو بھی اس بیان میں جگہ دی ہے۔

(۳) سنہ داودی

بقول صاحب غیاث اللغات ۱۱۲۲ھ ہجری میں سنہ داودی ۳۵۲۲ھ تھا اور اسی حساب سے ۱۱۲۲ھ ہجری میں اس کی مطابقت ۳۶۲۳ھ ہوتی ہے۔ ہم اس

سنہ کو خاص موقع پر کام میں لاسکتے ہیں اور اپنی تاریخ کا حسن و بالا کر سکتے ہیں اس سنہ کی ابتداء داؤد علیہ السلام کی پیدائش سے شمسی سالوں کے حساب پر ہوئی دنیا کسی ایسی قوم سے خالی نہ ہوگی جس کو داؤد علیہ السلام سے خصوصیت کا دعویٰ ہو

(۴) سنہ موسوی

سنہ موسوی کی حرمت کرنے والی قوم ہندوستان میں موجود ہے یعنی یہودیہ پیمبر موسیٰ علیہ السلام کی تاریخ ولادت کی بہت تعظیم کرتے ہیں اور یہ سنہ اسی کا یادگار ہے۔ بقول صاحب غیاث اللغات ۳۲۱۸ ہجری میں سنہ موسوی ۲۱۲۲ تھا۔ پس ۳۲۵۵ ہجری میں بعد وضع کسرات ۳۲۱۸ ہونا چاہیے۔ لیکن یہودیوں کے پاس ۳۲۵۵ ہجری کو ۳۲۱۸ سنہ موسوی ہے۔

(۵) سنہ عیسوی کا بیان

صاحب غیاث اللغات نے اسکو سنہ انگریزی سے موسوم کیا ہے اور اسکو ہینے حسب ذیل بارہ
 (۱) جنوری (۳۱) یوم کا (۲) فروری (۲۸) یوم کا (۳) مارچ (۳۱) یوم کا
 (۴) اپریل (۳۰) یوم کا (۵) مئی (۳۱) یوم کا (۶) جون (۳۰) یوم کا
 (۷) جولائی (۳۱) یوم کا (۸) اگست (۳۱) یوم کا (۹) ستمبر (۳۰) یوم کا
 (۱۰) اکتوبر (۳۱) یوم کا (۱۱) نومبر (۳۰) یوم کا (۱۲) دسمبر (۳۱) یوم کا
 فروری کا مہینہ ۳ سال تک ۲۸ دن کا محسوب ہوتا ہے اور چوتھے سال ۲۹ یوم کا
 اس سنہ کا مہدار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہے۔ اسی وجہ سے
 اس کو عیسوی سنہ بھی کہتے ہیں۔ اس کتاب کے سال تالیف میں ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۲۱
 ہجری مطابق ہے ۳ فروری سنہ عیسوی کا۔

سنہ عیسوی کے مہینوں میں کبیسہ کا قاعدہ ایک مشہور نظم میں بیان ہوا
جس کو ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں - ۵

جنوری فیبروری و مارچ و اپریل و مئی اگست و نومبر و دسمبر آخرین پس بود اپریل و جون و نیز ستمبر و اکتوبر فروری دو کم بود لیکن بسال چارمین ہفت باقی می و یک و دست گرد قسمت کنی بر نیاید کسر اگر سال کبیسہ شد مہین گریکے مانند سال بے کبیسہ اول ست	جون و جولائی اگست و نیز ستمبر و اکتوبر از مشہور سال انگریزی بسان رومیان شد نومبر اینہم سی روزہ باشد و میان یک برین افزا کبیسہ بست نہ گرد و میان سالہای عیسوی بر چار تا ای مہربان و بر آید پس ترک کسر کن تقسیم آن در دو دویم در سوم سال شد یکمین
---	---

مؤرخین ہند نے اکثر تاریخین اس سنہ میں لکھی ہیں اور کہ چینیوں میں عموماً
یہی سنہ مروج ہے - بدین وجہ کہ ہندوستان میں انگریزی حکومت ہر عموماً سال
اور تجارتی کاروبار اسی سنہ میں ہوتا ہے -

(۶) سنہ محمدی کا بیان

سنہ محمدی سے وہ سنہ مراد ہے جو رسول معتبوں صلی اللہ علیہ وآلہ و آلہ و صحابہ
و مسلم کی نبوت باکرامت سے آغاز ہوا ہے اور وہ تالیف کتاب ہذا کے وقت
۱۲۵۰ھ ہجری کے مقابل ۱۱ سال کے تفاوت کے ساتھ ۱۳۳۶ھ ہجری - مولوی نظام
الدین حسن نینوی سابق رکن مجلس عالیہ عدالت حیدرآباد بن محمد حسن خان مغفور
صد الصدد و راودہ نے اپنی تقویم میں لکھا ہے کہ سال محمدی کا آغاز ۲۰ مارچ ۱۲۵۰ھ
عیسوی روز جمعہ سے بعد ختم یوم ہے - کیونکہ اس سال پیمبر برحق علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا روز پیدائش ۲۰ ماہ اپریل روز دوشنبہ بتایا ۲ رٹور ہے اور معدل
النہار سے فصول کا حساب آسان ہوتا ہے۔ سال محمدی کے مہینے یعنی شہور محمدی
منطقۃ البروج کے ناموں سے موسوم ہیں۔ معمولی سال ۳۶۵ روز کا۔ اور سال کبیہ
۳۶۶ کا تقویم غریبوری سے مطابق ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس میں آپ سے
تساع ہو رہا ہے یعنی آپ نے اس سال کو ولادت محمدی کا سنہ خیال فرمایا اور طائی
ہوئی بات ہے کہ ہجرت کے وقت عمر شریف ۵۱ سال کی تھی۔ اور نبوت کے وقت
چالیسواں سال تھا پس سنہ ہجری اور محمدی کا ۱۱ سال فرق خود اس بات کو ثابت
کر رہا ہے کہ یہ سنہ نبوت باکرامت کا ہے نہ ولادت کا۔ اور اگر سال محمدی کو
سال ولادت ہی تسلیم کریں تو آج وہ بمقابلہ ہجری ۱۵ سال کے تفاوت کے سنہ
۱۳۷۱ ہو گا۔ پس یا تو سنہ ۱۳۶۱ کو سال نبوی کہا جائے یا سال محمدی کو سنہ
۱۳۷۱ مانا جائے۔

پس اس تحقیق کا یہ نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے ایک سنہ اور ہاتھ آگیا
اللہم زد فرد۔

مولانا نے سنہ محمدی کے ۱۲ مہینوں کا نام حسب ذیل لکھا ہے۔

(۱) حمل (۲) ثور (۳) جوزا (۴) سرطان (۵) اسد (۶) سنبلہ

(۷) میزان (۸) عقرب (۹) قوس (۱۰) جدی (۱۱) دلو (۱۲) حوت

ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ وہ مہینے جو عربوں میں زمانہ کجہالت یعنی قبل ولادت
باسعادت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رائج ہیں وہی جن کا ذکر ہم نے سنہ
ہجری کے ذیل میں کیا ہے۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں بھی

انہیں سے کام لیا گیا۔ پس ہیکو سنہ ولادت یا سنہ نبوت کے لئے انہیں
مہینوں سے کام لینا چاہیے۔

(۷) سنہ ہجری کا بیان

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہیں کہ سنہ ہجری کے مشہور قمری مہینوں کا نام یہ ہے
(۱) محرم (۲) صفر (۳) ربیع الاول (۴) ربیع الآخر (۵) جمادی الاول (۶) جمادی الثانی
(۷) رجب (۸) شعبان (۹) رمضان (۱۰) شوال (۱۱) ذیقعدہ (۱۲) ذی الحجہ
رویت ہمال کے دوسرے دن سے مہینہ کا آغاز ہوتا ہے اسی کو غرہ کہتے ہیں اور
بروز رویت۔ ماہ گزشتہ کا اختتام جس کو سلخ کہتے ہیں۔ اور اوسطاً چھ مہینے
۳۰ دن کے ہوتے ہیں۔ اور چھ مہینے ۲۹ دن کے۔ بلالحاظ ترتیب یعنی کوئی مہینہ
۳۰ دن کا۔ اور کوئی ۲۹ دن کا۔ سنہ ہجری کے مجموعی ایام ۳۵۴ دن ہیں۔
اس سنہ کی ابتداء زمانہ ہجرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ہوئی
ہوئی جب کہ آپ نے مکہ معظمہ کی سکونت کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کا ارادہ فرمایا۔
اسی وجہ سے اس سنہ کو سنہ ہجریہ کہتے ہیں اور یہ سنہ بروقت تالیف کتاب
ہذا (۱۳۲۵) ہے۔

آپ ہی نے بحوالہ صاحب عجائب البلدان فرمایا ہے کہ زمانہ خلافت حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ابی موسیٰ اشعری حاکم مین نے آپ کو لکھا کہ دار الخلافہ
کے مکاتیب میں تاریخ نہیں ہوا کرتی جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ وہ کب لکھ گئے
ہیں مناسب یہ ہے کہ اونپر تاریخ لکھی جائے۔ پس خلیفہ نے اصحاب سے
استشارہ فرمایا بعض کی رائے یہ ہوئی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

مبارک سے تاریخ کی بنیاد قائم کی جائے اس لئے کہ یہ واقعہ عظیم ہے۔ بعضوں نے یہ رائے دی کہ رسول مقبول کی بعثت سے اس کا آغاز ہو۔ جب آراء میں اختلاف ہوا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے رائے طلب ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ ہجرت مقدسہ سے اس کا آغاز ہونا مناسب ہے۔ کل صحابہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور اتفاق اسی پر ہوا۔

محققین نے لکھا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۲ صفر کو مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی اور ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور سنہ ہجری کا قرار داد سلمہ ہجری میں برمانہ خلافت دوم ہوا۔ بدین وجہ کہ ہجرت کا ارادہ آغاز محرم سے تھا۔ پہلا مہینہ محرم قرار پایا۔ یا اس مہینہ کی حرمت کی وجہ سے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

بعض اہل جمل نے ماہِ ادل سے محرم کا ارادہ کیا ہے۔ اور ماہ دوم سے صفر۔ ماہ سوم سے ربیع الاول۔ ماہ چہارم سے ربیع الآخر۔ ماہ پنجم سے جمادی الاولیٰ۔ ماہ ششم یا نصف سال سے جمادی الآخری۔ ماہ ہفتم سے رجب۔ ماہ ہشتم یا ماہ شبِ برات شعبان۔ ماہ نہم یا ماہِ صیام سے رمضان۔ اور ماہ دہم سے شوال۔ اور ماہ یازدہم سے ذی القعدہ۔ اور ماہ دوازدہم یا آخر سال سے ذی الحجۃ۔ یہ اشارات قسمِ صوری و معنوی میں کام دیتے ہیں۔ جیسا کہ کسی استاد نے صنعتِ ترقیعِ حرفی میں کسی رقم ۲۸ ہجری کا مادہ صوری و معنوی لکھا ہے (ع) دوشنبہ سوم ماہِ چہارم

حرفِ اصلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸
ترتیبِ حرفی	۵	۴	۳	۲	۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	۱۰	۹	۸
اعداد	۵	۴	۳	۲	۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	۱۰	۹	۸

(۸) سنہ مہدوی

جناب میرزا محمد جعفر آوج تخلص خلف الصدق جناب دبیر مغفور نے اپنی بے بہا تالیف ارمغان مین فرمایا ہے کہ سنہ مہدوی سے ولادت با سعادت حضرت صاحب الزمان ادام اللہ ظلہ العالی کا زمانہ مراد ہے۔ فرماتے ہیں کہ ولادت آنحضرت کی ۲۵۵۷ھ میں مذکور ہے۔ اور بقول دیگر ۲۵۵۷ھ ہجری میں۔

چنانچہ روایت اولیٰ کے حساب سے فی الحال سنہ مہدوی ۱۰۳۷ھ ہے اور روایت ثانی سے ۱۰۳۴ھ۔ پہر آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ یا سنہ مہدوی سے مراد آنحضرت کی ابتداء غیبت کا زمانہ ہے۔ اس میں بھی دو قول ہیں۔ ایک ۲۵۵۷ھ ہجری اور دوسری روایت سے ۲۵۶۷ھ ہجری پس بنا بر قول اول فی الحال (یعنی بروقت تالیف کتاب ارمغان) سنہ مہدوی ۱۰۳۲ھ ہے اور بر بنکے قول ثانی ۱۰۲۷ھ واضح ہو کہ سنہ ولادت ۱۵ شعبان المعظم روز یک شنبہ شروع ہوتا ہے اور کہا گیا ہے کہ ولادت کے دس دن بعد سے یہ سنہ معین ہوا۔ (انتہی)

کتاب ارمغان کی تالیف ۱۲۹۲ھ ہجری میں ہے جس پر اس وقت یعنی ۱۲۹۵ھ ہجری میں ۳۳ سال گزر چکے ہیں پس سنہ مہدوی از روئے ولادت بقول اول اس وقت ۱۰۷۰ھ ہے۔ اور بقول ثانی ۱۰۶۷ھ اور سال آغاز زمانہ غیاب بقول اول ۱۰۶۵ھ ہے۔ اور بقول ثانی ۱۰۶۰ھ والہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

لائق مؤلف موصوف فرماتے ہیں کہ سنہ ہجری مسلمانوں کے لئے ہوا اور سنہ مہدوی مومنین کے لئے اور سنہ عیسوی عیسائیوں کے لئے اور سنہ بکرماجیت اہل مہنود کے لئے۔ ہم نے مسلمانوں اور مومنوں کا فرق اچھی طرح پر

نہیں سمجھا۔ لغت عرب میں مومن کے معنی دل سے تصدیق کرنے والے کے ہیں اور مسلم معنی
 اسلام قبول کرنے والا۔ پس مسلم کا اطلاق مومن اور منافق دونوں پر ہو سکتا ہے۔
 اور جب مومنین کے لئے مہدوی سنہ مخصوص کر دیا گیا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے
 کہ سنہ ہجری منافقین اسلام کے لئے رکھ گیا۔ اور پہری یہی ارشاد ہوا ہے کہ سنہ ہجری
 بقول صاحب غیاث اللغات حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کا مجوزہ ہے۔ اور سکی
 صراحت نہیں کی کہ امیر المومنین نے اس سنہ کو مومنین کے لئے تجویز کیا یا غیر
 مومنین کے لئے۔ اس خلجان نے ہمکو غیاث اللغات کے دیکھنے پر مجبور کیا۔ صاحب
 غیاث اللغات فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باصحاب پیغمبر علیہ
 الصلوٰۃ والسلام مشورہ نمودند بعضی گفتند کہ بنائے تاریخ بروفات سرور کائنات
 صلی اللہ علیہ وسلم باید نہاد کہ واقعہ عظیم است خلیفہ را (بوجود) پسند نیامد بعضی
 گفتند کہ بنائے کار بر مبعث آن سرور موجودات باید ساخت۔ این معنی ہم
 (بوجود) نہ پسندیدہ پس این عقدہ لایحل اعلیٰ ترضی کریم اللہ جہد فرستادند آن حضرت
 اشارت بہ ہجرت فرمودند پس بنا بر اشارت آنحضرت مبداء تاریخ از ہجرت نمودند چ
 ہجرت ابتدائے ظہور نصرت و قوت اسلام بود الخ۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اسی
 لفظ آخرہ اسلام کی وجہ سے جو صاحب غیاث کی آخر عبارت میں ہے۔ مرزا صاحب
 سنہ ہجری کو مسلمین سے مخصوص فرمایا۔ یہاں تک پہنچ کر ہم نے خیال کیا کہ جناب
 مرزا صاحب کا مقصد مومنین سے غالباً امامیہ مذہب والے ہوں جیسا کہ صاحب فرنگ
 آصفیہ نے لفظ مومن کے تیسرے معنی (اہل شیع) لکھے ہیں بے شک یہ بات دل کو گنتی
 ہوئی ہے۔ لیکن خود غیاث اللغات یا اور کسی کتاب سے اس کا پتہ نہیں چلتا کہ حضرت

امیر المؤمنین علیہ السلام نے مؤمنین کے لئے سنہ مہدوی کی تخصیص کی بشارت ہوئی کہ ہم برابر دیکھ رہے ہیں کہ تیسرے معنی کے مؤمنین بھی سنہ ہجری ہی سے کام لیتے ہیں اس لئے کہ وہ اون کے نبی برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہجری سنہ ہے اور نہ ہم نے کسی مؤمن مؤرخ کی تاریخ سنہ مہدوی میں لکھی ہوئی پائی جہاں تک ہم نے غور کیا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ سنہ ہجری ہر ایک مسلم کا سنہ ہر خواہ وہ اہل تشیع سے ہو یا اہل تشیع سے کیوں کہ دونوں مسلمین میں داخل ہیں اور کچھ عجب نہیں کہ خارجیوں کے لئے کوئی ماننے ہوں۔ اگرچہ رسول برحقؐ کے تعلق کی وجہ سے کوئی وجہ ان کو نہ ماننے کی نہیں ہے لیکن کیا عجب ہے کہ ہدایت سنہ کی تاریخ کے لحاظ سے انہوں نے اپنے لئے کوئی فرضی سنہ مقرر کر لیا ہو جیسا کہ سرتاج مؤمنین ابوح لکھنوی نے مہدوی سنہ کی تخصیص فرمائی ہے مگر ہم نے خارجیوں کے لئے کسی خاص سنہ کا نام اب تک نہیں سنا اور نہ اہل تشیع کی تخصیص سنہ مہدوی سے اب تک ہو کر معلوم تھی۔ اسی کتاب کی برکت ہے کہ اس بیان میں ہماری بصیرت بڑھی۔

(۹) سنہ ترکی کا بیان

بقول صاحب غیاث اللغات سنہ ترکی کو ایغوز اور غازلم کہتے ہیں۔ اور اس کے مہینوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ (۱) آرام آی۔ (۲) کند می آی۔ (۳) اوچونج آی۔ (۴) ترتیج آی۔ (۵) آمیشیج آی۔ (۶) التیج آی۔ (۷) پنچ آی۔ (۸) سکرنج آی۔ (۹) توفرنج آی۔ (۱۰) او تونج آی۔ (۱۱) افرینج آی۔ (۱۲) اون ایکنج آی۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہر کون کا سال مثل ہندیوں کے قمری ہے یعنی رویت ہلال پر

کہہ ہی گیا مہینہ اور کہہ ہی اون تیس ہر تیس برس پر کیسہ کا ایک مہینہ بڑا کر سال کو
کو ۳ مہینہ کا کر دیتے ہیں اور اس تیرہویں مہینہ کا نام سوا آئی رکھ دیتے ہیں
اور ابتداء سال شمس و قمر کے اجتماع سے (برج دلو میں) محسوب ہوتا ہے۔
آپ ہی کا قول ہے کہ اس سنہ کا آغاز بادشاہ غازلم کی سلطنت سے ہے۔
۱۲۴۲ ہجری میں یہ سنہ ۱۲۰۱ کہ مطابق تھا اوسی حساب سے اس وقت آخر ذی حجہ ۱۲۲۵
ہجری میں سنہ ترکی کی مطابقت ۴۲۰۳ ہجری۔ اس وقت مالک کی مین سنہ ہجری نبوی ۱۲۰۱

(۱۰) سنہ فصلی کا بیان

جس سنہ کا عنوان ہم نے سنہ فصلی رکھا ہے۔ اہل ہند اسی کو سنہ فارسی کہتے ہیں
وکن میں سال تالیف کتاب ہذا کا فصلی ۱۱۱۱ ہے جو مطابق ہے ۱۲۲۵ ہجری کا۔
اور یہی ۱۱۱۱ فصلی ہندوستان میں سنہ فارسی کے نام سے رائج ہے مہینوں کے
نام دونوں جگہ متحد ہیں۔ یعنی (۱) آذر ۲۹ یوم (۲) دی ۲۹ یوم۔
(۳) بہمن ۳۰ یوم (۴) اسفند ۳۰ یوم (۵) فروردی ۳۰ یوم (۶) اردی بہشت ۳۰ یوم
(۷) خرداد ۳۰ یوم (۸) تیر ۳۰ یوم (۹) امرداد ۳۰ یوم (۱۰) شہریور ۳۰ یوم
(۱۱) مہر ۳۰ یوم (۱۲) آبان ۳۰ یوم۔ کسی استاد نے انگریزوں کو لکھا ایک شعر نظم کیا

لال کٹ و کٹ لال شہور کو تر است	لاولا لب لاولا لاشش مہ است
--------------------------------	----------------------------

آغاز سال دونوں جگہ ماہ آذر سے ہوتا ہے اور اختتام ماہ آبان پر۔ لیکن
تاریخوں میں کچھ خفیف سا اختلاف ہے یعنی وکن میں نیا سن ۲۹ ذی حجہ ۱۲۲۵ ہجری
روز دوشنبہ مطابق ۳۱ فروری ۱۹۰۱ عیسوی موافق ہے یکم فروردی ۱۳۱۱ فصلی
اور اہل ہند نے اپنی جہتیوں میں آخر ۱۲۲۵ ہجری کی مطابقت ۳۱ فروردی ۱۳۱۱

فارسی سے کی ہے۔

الحاصل خواہ اس کو سنہ فصلی کہو یا فارسی دونوں کا نتیجہ ایک ہے۔

صاحب غیاث اللغات نے اسی کو سنہ فارسی اور نیز جد جری لکھا ہے اور اس کا آغاز ماہ فروردین سے اور اقسام ماہ اسفندار پر قرار دیا ہے اور یہ بھی صراحت فرمائی ہے کہ یہ سال تعداد ایام میں سنہ رومی کے ساتھ مساوی ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اس سنہ کا آغاز یزدج کی بادشاہی سے ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ سنہ تالیف غیاث اللغات کے وقت یعنی ۸۱۱ھ ہجری میں مطابق ہے ۹۷۰ھ فصلی کا یعنی سنہ ہجری اور فارسی میں ۴۶ سال کا تفاوت ہے حالانکہ اس وقت ہجری و فصلی یا ہجری و فارسی میں صرف ۸ سال کا فرق ہے یعنی فصلی یا فارسی کا ۸۱۱ھ ہجری ۸۱۹ھ۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ کہنہ بین اور ہندیون نے سلطنت یزدج سے اس کی ابتدا نہیں مانی ہے اور نہ معلوم اون کا مبداء کیا ہے۔ صاحب غیاث یہ بھی فرماتے ہیں کہ اہل فارس سال فارسی کو نوروز سے شروع کرتے ہیں پس ہماری رومی میں ۸۱۱ھ کو فصلی ہی سے موسوم رہنے دینا چاہیئے اور سنہ فارسی سے اس کو نہ ملانا چاہیئے۔ واضح ہو کہ دکن میں ماہ ۱۷ سے متذکرہ بالا کو جو اس سنہ فصلی کے ہینین ماہ آہی کہتے ہیں۔

اہل ہند نے فصلی کے نام سے اپنی جہت رین میں ایک جدا سنہ قائم کیا ہے جو دکن کے مروجہ سنہ فصلی سے دو سال کم ہے اور اس کے ساتھ ہندی ہینینوں کا استعمال کیا ہے۔ ہم اس کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں اور اس موقع پر صرف اس قدر صراحت کر دیتے ہیں کہ اگر حیدرآباد میں اس وقت ۸۱۱ھ فصلی رائج ہے تو

ہندوستان میں فصلی ہی کے نام سے ۱۵۳۱ء فصلی کا رواج ہے۔

صاحب محض تسلیم نے سنہ فصلی کی نسبت لکھا ہے۔ کہ فصلی ایچا جلال

الدین اکبر بادشاہ است دران وقت شمار ہجری نہ صد و ہفتاد و یک بود و تفاوت

کہ شد و آیندہ خواہ شد و ہمیشہ این کہ سال قمری کوتاہ باشد از سال شمسی

بدرہ روز و پنجاد گہری و نہ پل و سال شمسی دراز باشد از سال قمری ہفت گہری

کم از یازدہ روز۔ ہمین زیادت یک ماہ را ہندیان (لوند) گویند بعد انقضای

مدت صد سال شمسی زیادت ۳۰ سال و چند روز بر صد سال ہجری یعنی قمری بطوریکہ

وابتدائش از حیث۔

اس بیان سے لائق ملاحظہ کا غالباً یہ مقصد ہو گا کہ وہ اس وقت بغلی سنی

کتاب کی تالیف کے وقت اس سنہ کے اعداد کو بیان کرنا نہیں چاہتے تھے

اس لئے کہ وہ حسابی مشکلات اس کے مانع تھے جن کا ذکر اوپر ہوا۔ ہم عرض کرتے

ہیں کہ جب اس سنہ کا آغاز ۱۵۳۱ء ہجری سے ہر توپیر ۲۵ سالہ ہجری میں از رو

حساب اس کی مطابقت ۳۵۴ قرار پاتی ہے فی سال ۱۰ روز (مع کسر) متذکرہ

بالا) وضع کریں تو (۳۵۴) سال کے لئے (۱۱۸) مہینے یعنی (۹ سال ۱۰ مہینے) قریباً

وضعات قرار پاتے ہیں اور اس وضعات کے بعد اس وقت فصلی ۱۵۳۲ء ہو چکا

در حالے کہ اس وقت ہندوستان کا سنہ فصلی ۱۳۱۵ء ہے اور دکن کا فصلی سنہ

۱۳۱۶ء۔ ہمارا فہم اس سنہ فصلی کے سمجھنے سے قاصر ہے جس کا ذکر آپ نے فرمایا ہے

اگر آپ کا مقصد اتنی سنہ سے ہر جس کو صاحب غیاث نے اکبر سے منسوب کیا ہو

تو اس کے لئے ملاحظہ ہو بیان مابعد۔

(۱۱) سنہ الہی کا بیان

صاحب غیاث فرماتے ہیں کہ سنہ الہی کی ابتدا جلوس جلال الدین اکبر بادشاہ ہے جو ۳ ربیع الآخر ۹۶۲ھ میں واقع ہوا۔ اس سنہ کے پھینے وہی ہیں جنکو فصلی کے ذیل میں ہم نے بیان کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ تالیف غیاث اللغات کے وقت سنہ ہجری ۱۲۴۲ء ہے اور سنہ الہی ۲۷۱۔ اس حساب سے تالیف کتاب ہدایہ ۱۳۲۵ ہجری میں سنہ الہی بعد وضع کسرات ۵۲ روزہ ۳۵۲ ہونا چاہیے۔

(۱۲) سنہ جلالی کا بیان

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہیں کہ اس سنہ کا آغاز جلال الدین ملک شاہ سلجوقی کے عہد سلطنت سے ہے اسی لئے اس کو سنہ ملک شاہی بھی کہتے ہیں۔ اس کے پھینے وہی ہیں جو فصلی سنہ کو ذیل میں بیان ہوئے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ ہر مہینہ کو ۳۰ روز کا مہینہ قرار دیتے ہیں اور خمسہ مسترق کو ماہ اسفندار پر بڑھا دیتے ہیں اور ہر سال چارم میں کسرات کا ایک دن اسی اسفندار پر بڑھا کر ۳۶ دن کا حساب شمار کرتے ہیں۔ اس سنہ کو مجموعی ایام ۳۶۵ ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ سال تالیف غیاث اللغات یعنی ۷۷۷ ہجری میں سنہ جلالی ۷۴۹ تھا۔ اس حساب سے ۲۹ رذی حجہ ۷۷۷ ہجری میں بعد وضع کسرات پنج روزہ تقریباً سنہ جلالی ۸۳۱ ہونا چاہیے۔

(۱۳) سنہ بنگلہ کا بیان

سنہ بنگلہ بنگالیوں میں مروج ہے۔ صاحب مختص تسلیم نے اس کے متعلق صرف اس قدر لکھا ہے کہ بعضی کتب چون آئین اکبری وغیرہ بشرح و بسط مدونست

ناید وید۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ ہم نے تاریخیگیوں کی امداد اور شتاقان فیج جمل کی بصیرت بڑھانے کے لئے جب کہ سنین مختلفہ کے بیان کا ایک خاص حصہ رکھا ہے تو ایسا اجمال کہہ ہی جائز نہیں ہے جس سے کم سے کم اس قدر بھی معلوم نہ ہو کہ تالیف کتاب کے وقت اس سنہ کے اعداد کس قدر ہیں۔

سنہ بنگلہ بنگالیوں کا سنہ ہجری اور اس وقت یعنی ۱۵۸۵ء ہجری کا مطابق ۱۵۸۵ء بنگالی ہے۔ بعض تواریخ بنگال سے اس کی حقیقت صرف اسی قدر معلوم ہوتی ہے کہ شہنشاہ اکبر کے زمانے میں جب توڈرمل نے بنگال کا بند و بست کیا تو اس وقت سنہ ہجری کو جو قمری ہمینوں پر مبنی تھا فصلی کر دیا اور زمانہ آئندہ میں اس کو شہرہ قمری سے غیر متعلق کر کے ہندی ہمینوں سے اس کا حساب رکھا تاکہ کاشتکار کو مالگاری کے اغراض میں سہولت حاصل ہو۔ اس سنہ کی بنیاد اسی قدر معلوم ہوتی ہے اور یہ درحقیقت توڈرملی سنہ ہے جو صرف بنگال میں رائج ہے اور اس وقت سنہ ہجری کے ساتھ سنہ بنگلہ میں ۱۱ سال کا جو تفاوت ہے وہ زمانہ مابعد کے قمری ہمینوں کی وجہ سے سالانہ کسرات دہ روزہ کا نتیجہ ہے۔

حیدرآباد کے سنہ فصلی کے ساتھ اس میں دو برس کا فرق بھی اعتباری ہے اور درحقیقت دونوں کا مقصد ایک ہے یعنی ممکن ہے کہ حیدرآباد میں بھی کسی کسی سنہ میں ایسا ہی عمل ہوا ہو۔

بنگال کے سوا عمالک مغربی و شمالی وغیرہ میں سنہ فصلی ۱۳۱۵ء مروج ہے اس کی بنیاد بھی غالباً ایسی ہی ہو۔ بنگالی اور ہندوستانی دکن کے سنہ فصلی کو سنہ فارسی کہتے ہیں۔ اور سنہ فارسی درحقیقت سنہ یزدجردی ہے جس کا بیان

اس کے بعد آتا ہے۔

(۱۴) سنہ فارسی ویزدجردی کا بیان

صاحب غیاث اللغات نے سنہ فارسی کی تاریخ جس قدر لکھی ہے ہم نے اسکا حتمی سنہ فصلی کے ذیل میں ہدیہ ناظرین کیا ہے۔ مگر اس وجہ سے کہ ہماری رائے میں دکن اور ہند کے رواج کو لحاظ سے ہم نے اس کو سنہ فصلی ہی سے موسوم رکھا ہے لہذا ہم سنہ فارسی کی نسبت اس موقع پر صرف اس قدر عرض کرتے ہیں کہ بقول صاحب غیاث سنہ فارسی یا سنہ یزدگردی ۶۲۸ھ ہجری میں ۱۱۹۶ تھا تو اس حساب سے اس وقت بعد وضع کسرات وہ روزہ یہ مسئلہ ہونا چاہیئے۔ فی زمانہ پارسیوں کے پاس مروج ہے اور ۶۲۸ھ ہجری ۶۲۸ھ کا مطابق۔ اس کے چھینے وہی ہیں جو سنہ فصلی کے ذیل میں بیان ہوئے۔

(۱۵) سنہ ساکھا و سنبت کا بیان

صاحب غیاث اللغات نے فرمایا ہے کہ سال ہندی جس کا نام سنبت ہے ۱۲ مہینوں کا سال ہے جن کے نام یہ ہیں (۱) چیت (۲) میساکھ (۳) جیٹھہ (۴) اسارہ (۵) ساون (۶) بہادون (۷) کنوار (۸) کاتک (۹) اکھن (۱۰) پوس (۱۱) ماگھ (۱۲) پھاگن۔ یہ سنہ منسوب ہے راجہ بکرماجیت سے۔

منقول ہے کہ جب راجہ سالباہن کو بکرماجیت پر غلبہ ہوا تو اس نے اپنے غلبہ کا سنہ رائج کیا۔ اور اس کا نام سالباہر کہا۔ پس ان دونوں سنوں کے لئے وہی مہینے رائج ہیں جو اوپر بیان ہوئے۔ پس اس وقت یعنی ختم تالیف کتاب ہذا کے وقت۔ ۲۹ ذی حجہ ۱۲۸۹ھ ہجری مطابق ہے ۱۲۸۹ھ ساکھا کے جس کو اہل ہند دکن

ساکی اور شاکی بھی کہتے ہیں۔ اور اسی تایخ ہجری کا سنہ سمت ۱۹۶۴ جس کو بکری کہتے ہیں۔

ہندوستان میں پر وسط کے نام سے اسی سنہ کا رواج ہر چوہمت کر سوا ہے

(۱۶) سنہ رومی کا بیان

بقول صاحب غیاث اللغات رومیوں کے مہینوں کے نام حسب ذیل ہیں اور انہیں کوئی شمسینہ نہیں کہتے ہیں۔ (۱) تشرین اول سی ویک ذہ (۲) تشرین آخر سی روزہ (۳) کانون اول سی ویک ذہ (۴) کانون آخر سی ویک ذہ (۵) شباط ۲۸ روزہ (۶) افارس سی ویک روزہ (۷) نیسان سی روزہ (۸) ابار سی ویک روزہ (۹) حزیان سی روزہ (۱۰) تموز سی ویک روزہ (۱۱) آب سی ویک روزہ (۱۲) ایلول سی روزہ۔ ان بارہ مہینوں کے مجموعی ایام ۳۶۵ ہیں۔ ماہ شباط ہر چوتھے سال ۲۹ دن کا محسوب ہوتا ہے۔

اس سنہ کی ابتداء عہد سکندر سے بیان ہوئی ہے اور ۲۲۴ھ ہجری کا مطابق مسئلہ ۲۲ دی کہا گیا ہے۔ اس حساب سے ۲۹ ذی حجہ ۲۲ھ ہجری میں بعد وضع کسرت ۹۹۹ شمسی یا رومی سال ہونا چاہیئے۔

(۱۷) سنہ نوروز کا بیان

بقول صاحب مخزن الحکمت۔ نوروز سے مراد برائے شمسی سال کا پہلا دن ہے ایک محقق کا قول ہے کہ نوروز کا آغاز اوس وقت ہوتا ہے جب کہ بقول عالمان حکمت آفتاب عالم تاب جو جہان کو اپنی روشنی سے روشن رکھتا ہے برج حوت سے گزر کر برج حمل میں جو اس کی خوشحالی اور شادمانی کا مقام ہے داخل ہوتا ہے اور دنیا کو ایک ہی

رواق دیتا ہے اور سردی کے لٹے ہوئے اور موسم خزان کے ستم رسید کو قطعیت
نور و زوق با ہے سبزو فیروزی پہنا کر تلافی مافات کرتا ہے ۔

نور و زوق فصل بہار کار و زراول ہے اور ایسا مبارک دن ہے کہ اس دن میل و نہا
کے زنگنی و فرنگی بالکل مساوات پر باہم ملتے ہیں یعنی شب و روز برابر ہو جاتے ہیں
اور نئے سال شمسی کا دورہ شروع ہوتا ہے ۔

یوں تو دنیا کے مختلف ممالک اور مختلف اقوام میں ہر نئے شمسی یا قمری سال کو اول
روز کم و بیش خوشی منائی جانے کی رسم کے لحاظ سے بہت سے نور و زون کا ذکر کیا
پڑے گا مگر ان سب کو نظر انداز کر کے صرف نور و زومشرقی اور نور و زمغربی کا ہی
حال ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے ۔

سنہ عیسوی کے مطابق نور و زومشرقی ۲۱ مارچ کو واقع ہوتا ہے اور نور و
زمغربی یکم جنوری کو لیکن علم ہیئت کی رو سے نور و زومشرقی ہی حقیقی نور و زوم
کیونکہ یہ فصل بہار کی ابتدا اور شب و روز کا اعتدال قائم کرتا ہے ۔

نور و زومشرقی کا بانی بادشاہ جمشید ہے جس نے ملک ایران میں شمسی سال کو
رواج دیا ۔ اس نے ایک نہایت عالی شان شہر کی بنیاد ڈالی جس کا نام تخت جمشید رکھا اور
جس دن خورشید خاور پہلے خانہ بہار یعنی برج حمل میں داخل ہوا جمشید نے اس شہر کو شاہی
محل خاص میں بیٹھ کر جشن نور و زومنا یا اور رعایا کو زور و سیم کی بخشش سے خوشحال بنایا
اور حکم دیا کہ تمام رعایا ہر سال اسی دن نور و زومنا یا کرے ۔

ہندوستان کی تقویم میں آخر ذی الحجہ ۲۵۲۵ ہجری کو ماہ دلو ۲۹ ۱۵۲۵ نور و
کی ۱۵ تاریخ ہے ۔

خاتمہ کا دوسرا حصہ

متقدمین و متاخرین و معاصیرین کے کلام کے متعلق

بیان عام

معزز ناظرین کتاب اس بیان کو خوشگوار کی بہرہ کی نہ خیال کریں جن حضرات کو فنِ جمل کی دلچسپی ہے اور ان کو اس کتاب کی سیر کرنے کے بعد اس بیان کا ملاحظہ کرنا نہایت فائدہ بخش ہوگا۔ ہر ایک تاریخ نے اسلوب اور نئے ڈبنگ پر مبنی ہے۔ صرف میلاد ہی کی تاریخوں میں ملاحظہ فرمائیے کہ مورخین نے ولادت کے مضمون کو کس قدر مختلف پہلوؤں سے ادا کیا ہے یہی کیفیت تواریخ وفات و تعمیر و تالیف وغیرہ کی ہے جن کے ملاحظہ کی شائقین جمل کو ایک خاص قسم کی بصیرت حاصل ہوگی۔ وہ مادہ تاریخ کے مختلف نگوں سے اچھی طرح واقف ہو جائیں گے۔ ہم نے اس حصہ کتاب میں بقدر امکان متقدمین اور متاخرین کا تاریخی کلام بھی جمع کیا ہے اور بالآخر معاصیرین کے نتیجہ فکر سے اس کی تکمیل کی ہے اور بلحاظ نوعیت ۲۲ حروف پر اس کو تقسیم کیا ہے۔

- | | |
|---------------------------|----------------------------------|
| (الف) قصائد لغتِ تاریخی۔ | (ب) تواریخ ولادت۔ |
| (ج) تواریخ بسم اللہ خوانی | (د) تواریخ خستان۔ |
| (ه) تواریخ شادی عروسی | (و) تواریخ سالگرہ و جوبلی۔ |
| (ز) تواریخ غسل صحت | (ح) تواریخ جلوس و فرمانروائی۔ |
| (ط) تواریخ فتوح | (ی) تواریخ وزارت۔ |
| (ک) تواریخ خطابات | (ل) تواریخ تقرر خدمات و جانشینی۔ |
| (م) تواریخ خیر مقدم | (ن) تواریخ شکار۔ |

(س) تواریخ تالیف تصنیف طبع کتب (ع) تواریخ بنا و تعمیر۔
 (ف) تواریخ سزا (ص) تواریخ فراغ حج۔
 (ق) تواریخ ربانی (ر) تواریخ وفات۔
 معاصرین میں ہم نے اپنے استادانِ اجل قدر بلگرامی۔ کامل لکھنوی۔
 داغ دہلوی۔ راقمِ مدراسی۔ ذکاء نیلوری۔ معنی حیدر آبادی کے سوا بعض
 مشاہیر مہند کا تاریخی کلام بھی اسی حصہ میں داخل کیا ہے۔ جیسے امیر مینائی۔
 عبد الجلیل بلگرامی۔ آزاد بلگرامی۔ غالب دہلوی۔ ذکی مراد آبادی۔ ان
 بزرگوں کے سوا بعض غیر مشاہیر کے عمدہ کلام کو بھی جن کی تاریخیں قابلِ تعریف
 تھیں۔ اور بندہ ہیچمان کا تاریخی کلام بھی اسی حصہ آخر میں داخل ہے۔
 افسوس ہے کہ استادانِ فن سے زمانہ خالی ہے اور بہت بڑا ستم
 یہ ہے کہ اس فن میں ان کے جانشینوں کے خانہ میں صفر ہے۔ محققین نے
 باقر گیلانی۔ آویختہ کشمی۔ اور سنجہ طہرانی کو امام الجمل فی المتأخرین کہا
 اور انصاف اس کا متقاضی ہے کہ ہم اپنے زمانہ کے بزرگوں سے قدر بلگرامی
 اور ذکی مراد آبادی اور معنی حیدر آبادی کو اس لقب سے یاد کریں۔
 متقدمین کے تاریخی کلام کا نقش صفحہ روزگار پر بہت کم ہے اور جس قدر ہے
 اس کے بڑے حصہ کو ہم نے جا بجا۔ موقع موقع سے اس کتاب میں بطریقِ استناد
 عرض کیا ہے۔ ایمان کی بات یہ ہر کہ ہم متقدمین کے کلام میں وہ لطف اور خوبیاں
 نہیں پاتے جن سے متأخرین کا کلام لبریز ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ فی نفسہ انکو
 اس کا مذاق نہ تھا یا ان کا قابلِ قدر کلام ہم کو دستیاب نہیں ہوا۔ ہمارا خیال ہے

کہ متقدمین کو اس فن کی جانب بہت کم رغبت تھی اور محاسن تاریخ کے وہ مطلق پابند نہ تھے جس طرح وہ لوگ نخل - قصیدے - مثنوی وغیرہ میں استاد مانگے ہیں۔ اسی طرح اس فن کے استاد کہلانے کے مستحق بعض متاخرین اور معاصرین کے وہ افراد ہیں جن کا تذکرہ اوپر ہوا۔ پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم بعض متاخرین اور معاصرین کو اس خاص فن میں متقدمین پر ترجیح نہ دیں۔ علم کسی کی میراث نہیں ہے۔

جن متقدمین و متاخرین کے کلام پر ہم نے کہیں کہیں بطور (افادہ) اعتراض کیا ہے اور شائقین فن کو اس لغزش سے بچنے کی نصیحت کی ہے وہ بے محل نہیں۔ انور می اگرچہ استاد سخن بلکہ پیمبر سخن گزرا ہے لیکن فنِ جمل میں اس کی لغزش یا اس کا تسامح کبھی ہمارے لئے سند کا کام نہیں دے سکتا اور کبھی وہ اپنے خطابِ نقب کی وجہ سے معاف نہیں کیا جاسکتا۔ اس باب میں جس قدر تاریخی کلام ہر اوسر بھی ہم نے تنقیدی نگاہ ڈالی ہے اور جا بجا مختلف نوٹس کئے ہیں جن سے ہر کوئی چینی اور حرف گیری مقصد نہیں ہے بلکہ طالبین فن کو غلطی سے بچانا مقصود ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ انصاف پسند اہل تحقیق ہمارے اس عمل کو نیک نیتی پر محمول کریں گے۔

بعض تاریخی قصیدوں اور مثنویوں اور نوحوں میں ہم نے اشعار بالائی کو اس لئے نقل کیا ہے کہ مادہ تاریخ کا لطف بغیر ان اشعار کے ظاہر نہیں ہو سکتا اگر ہم اختصار کو مد نظر رکھتے اور اشعار بالائی کو ترک کرتے یا ان کے انتخاب سے کام لیتے تو اس کتاب کی ضخامت سیریس و ورق تو بے شک گھٹ جاتے

لیکن یہ بخت اوس نقصان کی تلافی نہ کر سکتی جو مذاق میں پیدا ہو جاتا۔

(الف) قصائد نعتیہ تا ربیعہ

قصیدہ نعتیہ طبعاً و جناب باقر گیلانی مغفور بہ صنعت ترصیع و ازدواج و مجمع القنائے جس کا ہر مصرع حامل تاریخ ہے اور اشعار نمبر ۹ تا ۱۷ میں یہ لطف زائد ہے کہ ہر مصرع میں حروف مہملہ و منقوطہ عددًا و تعداداً مساوی ہیں۔ اور کسی ایک مصرع کے حروف معجمہ اور کسی ایک مصرع کے حروف مہملہ کو جمع کرنے سے سہ سہ مطلوبہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اس طرز عمل سے بہت سے ماڈے حاصل ہوتے ہیں۔

و ہو ہذا

۱	اساس عالم مجد آفتاب ہر دو جہاں	۱	لکھ پناہ و رسل تاج دنیا سلطان
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۲	شفیع کون و مکان احمد رسول اللہ	۲	پناہ ناموران اشفع زمین و زمان
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۳	سواد عین ہدایت امیر ملک و ملل	۳	بزرگ کل رسل منہائے کون و مکان
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۴	خلاصہ دو جہان ماہ ساطع لولاک	۴	شہ مہاں خلک قدر و صاحب احسان
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۵	سماح علم و سخا و مہ جلال و کمال	۵	پناہ تاجران کا سماں ندیدہ چمن
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۶	پناہ اہل نبوت بر بہار علو	۶	گل مراد مل آبرو گئے گلشن جان
۱۰۶۸		۱۰۶۸	

سپهر مجید - محمد شیخ عالمیان	۷	مطاع دین و جهان تاج صاحب معراج
۱۰۶۸		۱۰۶۸
جهان جود و حیا مصطفیٰ رفیع الشان	۸	کمال بد و ورع آبروے موجود است
۱۰۶۸		۱۰۶۸
نبی تاج اتم زریب عصر ماه مہبان	۹	امام کلّ مسلّ تکیہ زمین زمان
۳۲۲ منقوطہ ۱۰۶۸ ہجری ۳۲۲ مغلطہ		۳۲۲ منقوطہ ۱۰۶۸ ہجری ۳۲۲ مغلطہ
قوتی وزین ہمہ مکہ غر و عرش مکان	۱۰	مغزین سلّ ماہ و کام و حی توان
۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲		۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲
بزرگ عالمیان غر کعبہ تاج جہان	۱۱	نبی و تاج ملک مہر علم و زریب مہبان
۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲		۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲
نصیر ملک بقا و ج علم زریب شہبان	۱۲	پناہ ملک سالت کمال فہم و ادب
۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲		۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲
سراج اہل عطا عترت زمین زمان	۱۳	سحاب طبع محمد قوام امن و شرف
۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲		۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲
مہ سحاب کرم و افتاب عدل امان	۱۴	مطاع کلّ عرب تاج دین گزیدہ نسب
۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲		۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲
حیات و غر سلّ ماہ زہد دین سلطان	۱۵	پناہ فتح و ورع ماہ و صاحب لاک
۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲		۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲
علو جاہ و علم زریب دین سپہر توان	۱۶	سحاب لطف ابد مہر عدل و شوق کن ماہ
۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲		۵۳۲ ۱۰۶۸ ۵۳۲

پناہ حلم و شرف کام ملک مطلب حق	۱۷	حبیب زین الثمم کوہ علم و تاج سران
۳۴۴ مخطوط ۱۰۶۸ ۳۴۴ مخطوط		۳۴۴ مخطوط ۱۰۶۸ ۳۴۴ مخطوط
مطلع ما		
صحابہ ادا و کرم آفتاب علم و امان	۱۸	شہاب عدل اہل کام و مطلب قان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
غریز کوں مکان ماہ کل و سدر نشین	۱۹	اساس غزو عطا زینین مہر نشان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
نبی زین سل مجد رشہ کھ لقب	۲۰	شہاب عدل و یقین بدر حلم معجزہ کائن
۱۰۶۸		۱۰۶۸
مہر بزیج عطایوح مکہ منبع کنت	۲۱	صحابہ بن ہدی مجد علم و راست بان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
امین اہل نین بدر جاہ شاہ براق	۲۲	مآب داور کیتاے نائب حمان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
پناہ تاجوران کوہ داد و کرسی زین	۲۳	رسول داد وہ و بدر آفتاب آوان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
ملک زین ملک ملک مجد پر توحق	۲۴	نبی زین بشرہ لوا و مہر خبان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
مآب غریبین مطاع و تاج رسل	۲۵	صحابہ بن و کرم زین مجتہد ملک ستان
۱۰۶۸		۱۰۶۸

۲۶	سحاب داد و یقین بحر علم عالی شش	۲۶	مہ ولام رسل بوستان لطف ابد
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۲۷	شہاب علی امان عہد کن ازل فرمان	۲۷	نبی ماہ شرف مصطفیٰ سحاب عطا
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۲۸	عزیز جلد شہان ابر علم و قبلہ جان	۲۸	حیات ندی و نہر بای حکم و صلی علیہ
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۲۹	سحاب داد و کرم آفتاب علم و امان	۲۹	بہار جاہ و نبی شفیع رومے بین
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۳۰	مار و ماہ ادب آفتاب داوگران	۳۰	بزرگ کون و مکان مجتبیٰ سما عطا
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۳۱	نبی ماہ زمین ابر علم و شمس خنان	۳۱	تاب کل رسل گلستان انس و ادب
۱۰۶۸		۱۰۶۸	

(نوٹ) الف مدودہ اس قصیدہ میں متعدد مقامات پر متعلیٰ ہوا اس کا مد و صرف ایک محسوب ہوا ہے اور قاعدہ مند رجہ کتاب ہذا کی سند ہے۔

شعر بنجم میں لفظ سما کے بعد بقاعدہ فارسی (یا) حساب میں محسوب ہوئی ہے اور ہمزہ بعد الف کے قاعدہ میں جو اصول بیان ہوئے ہیں ان کی سند ہے۔

(ب) تواریخ ولادت

تاریخ ولادت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ طغرل و جناب خواجہ جلال طہرانی معذور

سال تاریخ ہمایون نش نوشت	زاوگ ابد تقابلی قہر ۱۳۹۱ھ
--------------------------	---------------------------

من برم یک الفش از تاریخ	ما کشم میل بحیثم بدرا
(نوٹ) مصرع تاریخی کے اعداد (۹۱۴) ہین مؤرخ نے الف کے ایک عدد کا تخرج کیا ہے	
تاریخ ولادت شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ طبع زاد یکے از استادان عجم - از ملخص تسلیم	
شاہ روئے زمین شاہ جہان	لمعہ آفتاب عالم گیر
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
(نوٹ) اس تاریخ میں بھی الف مدودہ کا عدد (۱۱) محسوب ہوا ہے مطابق قاعدہ ہر	
ایضاً از جناب کلیم ہمدانی	
بعد الحمد کہ از پر تو خورشید عدم	سایہ مرتجتہ بر سر عالم آمد
نیرے از فلک باد شہی کرد طلوع	شاہ شاہان جہان قبلہ عالم آمد
(نوٹ) مادہ تاریخ میں لفظ آمد شریک نہیں ہے - مضمون مصرع اسکا متفق ہے کہ سالم مصرع میں تاریخ ہو - نیز تاریخی اشارہ بھی نہیں ہے -	
قصیدہ جناب سنجر طہرائی مغفور بتقریب تولد صاحب قرآن ثانی شاہ جہان بادشاہ بصنعت ترصیع	
خدا وجود و بقادادہ عالم امکان	برائے شاہ جہان بادشاہ کل جہان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
زلطف یزدان ز عدل وجود ہفت اقلیم	بود با فسر و پاگاہ زاین سلیمان شان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
ز جوہر شاہ جہان بادشاہ ملک آرا	پدید آر در شاہ مواز صد عثمان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ

زجام توٹ او باد با حیات ابد	۱۰۰۰ھ
نشاط و شادی کام طرب بدو آئے	۱۰۰۰ھ
بداد وجود و با حسان شہنشاہ آفاق	۱۰۰۰ھ
بود چو گوہر از ان صاحب قرآن کہ بدو	۱۰۰۰ھ
بد ہر ثانی او این پناہ ملک بود	۱۰۰۰ھ
ہزار سال چو از ہجرت آمدہ بوجود	۱۰۰۰ھ
ہزار قرن بسا نہ آن کہ مردہ ازو	۱۰۰۰ھ
بمدح شاہ جہان طبع این دوازده	۱۰۰۰ھ
از ان دوازده ہر مصرعے بکار نگاہ	۱۰۰۰ھ
مدام بادہ الطاف و قدرت یردان	۱۰۰۰ھ
بیاد شاہ جہان مہر جاہ کام رسان	۱۰۰۰ھ
علیم و عالی و دانان نواز ملک ستان	۱۰۰۰ھ
نبودہ چون آن صاحب قرآن پیسح قرآن	۱۰۰۰ھ
کہ صد قرآن زید این پیمال از اقرآن	۱۰۰۰ھ
شہنشاہ کہ بود زندگئی عالمیان	۱۰۰۰ھ
بود بد و ر جہان صد ہزار جان شادان	۱۰۰۰ھ
ز قسمت ازل آورد از دلم بزبان	۱۰۰۰ھ
کند تو لک شاہ جہان پناہ بیان	۱۰۰۰ھ

(نوٹ) اس قصیدہ میں جہان کہیں الف ممدودہ مستعمل ہے اس کا حد و ایک لیا گیا اور قاعدہ متذکرہ کتاب کی سند ہے۔

اور جہان کہین کاف منفصلہ لکھا گیا ہے اوس کے عدد دہائے مخفی کے ساتھ ۲۵ محسوب ہوئے ہیں اور قاعدہ متذکرہ کتاب کی سند ہے۔
 اور جہان کہین باء عربی کا استعمال ہے وہ متصل لکھی گئی ہے اور اوس کے عدد ۲ لئے گئے ہیں اور یہ بھی قاعدہ متذکرہ کتاب کی سند ہے۔

تایخ جشن تولد سپہر شکوہ پسر دارا شکوہ طبغراہ جناب آقا طہاسب قلی مغفور بصنعت ترمیص

زین جشن مانہ کامرانی دارا	تاد عنوان زشت دمانی دارا
۱۰۵۴ھ	۱۰۵۴ھ
افرو و گل نشاط و اکنون دربر	زینہا ہر سوے گلفشانی دارا
۱۰۵۴ھ	۱۰۵۴ھ

(نوٹ) اس بابی کے ہر ایک مصرع میں تایخ ہے مصرع اول کے حروف مجملہ کو مصرع ثانی کے حروف مجملہ کے ساتھ جمع کریں تو اون کے مجموعی اعداد میں بھی تایخ ہے اگر مصرع اول شعر اول کے حروف مجملہ کے اعداد مصرع دوم کے اعداد حروف مجملہ کے ساتھ جمع ہوں تو تایخ نکلتی ہے۔ اور یہی صنعت بیت دوم میں بھی ہے۔

تایخ میلاد میر غلام نبی بن سید محمد باقر طبغراہ جناب میر عبد الجلیل بگلرامی مغفور

نور چشم میر باقر گفت ہاں	چون گل خورشید در عالم دیدم
سال تایخ تولد خود گفتہم	نور چشم باقر عبد الحمید
	۱۱۱۱ھ

(نوٹ) میر غلام علی آزاد بگلرامی نے سرو آزاد میں لکھا ہے کہ یہ مادہ خود مولود نے عالم رویا میں مورخ سے کہا یجوز للشاعر مالا یجوز لغيره کا مصداق پورا

ہوا۔ (مولف)		
تایخ ولادت دختر طبع از جناب مومن مغفور		
دخت روشن وان ہوئی پیدا	کیا ہی چمکا ہے آخر مومن	
نال کھٹنے کے ساتھ ہاتھ نے	کہی تایخ دختر مومن	
(نوٹ) (دختر مومن) کے عدد (۱۳۴۰) ہیں جن میں سے لفظ (نال) کے عدد (۸۱) کا تخریج ہوا ہے۔ اور سنہ (۱۲۵۹) حاصل کیا گیا ہے۔		
تایخ میلاد فرزند سید محمد رضا بگرامی طبع از جناب قدر بگرامی مغفور		
بسمہ محمد رضا حسان من	خدا داد پورے با قبال حفت	
نشاندہ زہے نخل تایخ او	گل نور سید از نہال شکفت	
تایخ میلاد صاحبزادہ مرزا عباس بیگ دہلوی طبع از جناب قدر بگرامی مغفور		
خان ذی رتبہ و ذی حوصلہ مرزا عباس	پسرے نام خدا یافتہ عالی نسبی	
نازکی ناز فروشی صنمی عشوہ گرمی	گلرچی گلبہ فی سرو قدی غنچہ لبی	
لب لعلین مینی خال سیابش حبشی	موی مشکین ختنی چہرہ صافش حللی	
بشگفتان غنچہ تایخ ولادت اسی قدر	بر در میہ این گل عباس ز نخل عجبی	
تایخ میلاد سید مصطفیٰ بن ابن علی برادر موشخ طبع از جناب قدر بگرامی مغفور صنعت ترصیع		
گر دیدہ ولادت سعادت آمیز	از عیش پیر شدہ دجہانے لیریز	
۱۲۷۷ھ	۱۲۷۷ھ	
از قدر شود مادہ ہر مصرع	این نجم جالست صباحت الگیز	
۱۲۷۷ھ	۱۲۷۷ھ	

تایخ ولادت اطفال توام بخانہ ڈپٹی مرزا خدا داد بیگ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور	
ایک لڑکی ایک لڑکا حور و شمع ضوان شمیم اک صدق میٹھکے دو گوہر وہ دونوں آباد عیسوی سال ولادت قدر بیرون لکھنؤ	ایک لڑکی ایک لڑکا حور و شمع ضوان شمیم اک کل میٹھکے دو نفخے وہ دونوں تازہ دم مشتی و ماہ نکلی برج سے توام بھم
تایخ میلاد صاحبزادہ نواب سر آسمان جاہ مغفور طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور	
دیا آسمان جاہ کو حق نے بیٹا اس اختر سے ہے برج اقبال روشن یہ بھر کرم کا ڈربے بہا ہے کھلا غنچہ آرزو سے خلافت لے اس کو عسر ابد یا آہے پہلے پہلے یہ نو نہال امارت جب اک داغ ہاتھ سے تایخ پوچھی	یہ عالی نسب فخر ہے خاندان کا یہ ہے روشنی بخش کون و مکان کا یہ ہے پھول امتیہ کے گلستان کا کھلا عقدہ بخت پیر و جوان کا یہ لوٹے مزار عشرت جاودان کا تر و تازہ جنبک ہے گلشن جہان کا ندا آئی خورشید سے آسمان کا
تایخ ولادت شاہزادہ بلند اقبال سرکار نظام دام ظلہم طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور	
شاہزادہ کی ولادت کا ہمایون سال ہے مجھ سے ہاتھ نے کہا اک داغ یہ تایخ لکھ	یا فروع دیدہ لکھنؤ یا چراغ دو دہان چاند سا بیٹا مبارک اسے شہ کیوان مکان
تایخ ولادت فرزند ڈپٹی علی حسن خان طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور مرحوم	
ہر دم ہون ترقیان خدا دن وہ دکھ ہے اس طفل جوان بخت کا ہے سال امیر	مان باپ کا دل بڑھ کے یہ فرزند بڑھ اقبال کے ساتھ عمر روز افزون پائے
تایخ ولادت فرزند اربیل امیر جے پرکاش لال بہادر مدالہام ریادٹراون طبعزاد ایضاً	

ہوا فرزند پیدا خانہ فرزند ذی شان مین	مبارک ہو کہ ہون دولت کی صورت راج جوگ آیا
امیر اچھی ولادت کی ہے یہ تایخ سمت مین	بکر ماجت کے گزنیکی صورت راج جوگ آیا
تایخ ولادت فرزند نواب منزل احمد خان بہادر میں بہیکم پور طبع زاد ایضاً	۱۹۵۲ سہمت
ہو مبارک ولادت فرزند	جس سے روشن ہوا یہ گھر سارا
نور کی ہے امیر یہ تایخ	دل کی تہنیک ہے آنکھوں کا تارا
تایخ ولادت صاحبزادی مرزا بہو علی طبع زاد مؤلف حقیر کتاب ہذا بصنعت ترصیع	
در سراے آن محبت مہر دوست	نور گلے از باغ لطف کبریاست
۱۲۹۱ قمری	۱۹۳۹ سہمت
خاتمہ مالے ولا ساش نوشت	بنت بہو د علی میرزا است
۱۸۸۲ عیسوی	۱۲۹۹ ہجری
تایخ ولادت برخوردار غازی الدین احمد فرزند مؤلف کتاب طبع زاد مؤلف	
خداوند ابشکر نعمت متوان سخن گفتن	بکام خود رسد از لطف عامت آرزو مند
بجوش اعتراف مرحمت گوید ولا ساش	خداے بے نیازم داد طالع مند فرزند
	۱۲۹۹
تایخ میلاد نظام النساء سیم صاحبہ صاحبزادی بلند اقبال حضور نظام دام و ولادت طبع زاد مؤلف	
خوشا صبح کہ در عہد بہار از فصل نیرانی	شود دستا نسرا بلبل بجوش تہنیت خوانی
ہمایون روزگارے کا ختر برج مراد ما	بگردون حصول مد عا دار و درخشانی
زہے فصلے کہ محبوب علیخان بہادر	رسید از مین طالع وقت جشن ملک الی
تعالیٰ احمد چہ ہنگامے کہ در شکوہ شاہ ما	سہ نابان نور گذشتہ با سیمائے نورانی
رخش چون نیز نور قد از شمشاد زیبا	دلش حقہ گو ہر ہش لعل بدخشانی

<p>بیش فرما قبالتش چه دارا و چه اسکند زمیلا دوش بهر سو غفلت داشت عالم بشکل مهر زنجش کند شاه جوان دلت به بغای بساط خون نعمت با مرالوانش دعا گو یان دولت را رسد منت میرت صدای تنیت از هر در و دیواری آید و لا ای شهبور ساحت میج شنه والا باب زر رقم کن مصراع سال ولادت را</p>	<p>بجنب طالعش شرمندہ شد بخت سلیمانی بہر یک کو چہ می بینم رنگ جشن قآنی زابر دست جو د او شو دیمہم درفشانی رعایا راست در درگاہ آصف حکم بہانی ز رحم شہ را گشتند مجوسان زندانی وز دبا و طرب و گلشن سر کار دیوانی بدہ شبہ یز طبع خویشتن از رنگ جولانی ہمایون باد ہشیم از نو بر گلزار سلطانی</p>
<p>تایخ میلاد صاحبزادگان بلند اقبال سرکار نظام اوام اسد قباہم طبع ادمو لکتاب نظام الملک آصف جاہ محبوب علیخان کو سرور و راحت جان نور عینین شہ زینشا ملی ہو نعمت غنظمی میر آقا نے نعمت کو ولی نعمہ غلامت کے ہین دونون قوتیانہ و لا کلمہ سہ سال ولادت نذر دوشہ کو</p>	<p>کئے حق نے عطا دودرة التاج شہنشاہی یہ وہ نعمت ہے جس سے ہمارا دلو کو ہر آگاہی غلاموں کی خوشی ہر اپنی دولت کی بھی آہی ہمیشہ انکی قسمت میں جو تاسید ید اللہی گرامی ہین یہ دونون نونہال گلشن شاہی</p>
<p>تایخ میلاد نبیرہ باوقار سرکار عالی تبار حضرت بندہ گانعالی مظاہر عالی طبع ادمو لکتاب حق نے جب بیٹا ولی عہد ریاست کو دیا عیسوی تایخ اسکی عرض کی مین نے والا</p>	<p>ہو گئی مسرور اعلیٰ حضرت ظل اللہی آپ کو پوتا مبارک ہو حضور آصفی</p>
<p>ایضا سپہر تکنت شاہ دکن آقا نے نعمت کو</p>	<p>ولہ دیا اللہ نے اپنے کرم سے چاند سا پوتا</p>

اسی سے جان میں جان اگور آبادت کی بڑا ہنس مکہ ہر چہرہ حسن صورت اٹکو کہتہ ہیں و لا سال ولادت بارگاہ شاہ آصف میں برالفت میں جب شہ نے لیا ہاتھ نے فرمایا ادب سے عیسوی تاریخ اسکی عرض کی میں نے	کہیں گرخضر سے آب بقا کا پھوٹا سوتا کہیں پورسی ہی نہیا سا شہزادہ نہیں و تا کہو سرکار کو موہی مبارک چاند سا پوتا مبارک شاہ آصف جام کو ہو گو دین پوتا جہان پر و مبارک ہو مری سرکار کو پوتا
--	---

(ج) تواریخ بسم اللہ خوانی

تاریخ تسمیہ خوانی فرمانروائے دکن ام قباہم طبعزاد جناب مولوی محمد عبدالقادر طاهر

در تقریب بسم اللہ	عالم شاد و خرم ماند
سال ہمایون گفت خرد	اقرار با سمر ربک خواند

تاریخ تسمیہ خوانی میرا برار حسین طبعزاد جناب تسلیم سہسوانی

خواند بسم اللہ چو ابرار حسین	سر و قد خواست دل بسم اللہ
کرد تسلیم بتاریخ رستم	شاد می شستہ بسم اللہ

تاریخ تسمیہ خوانی شہزادہ والا تبار ولی عبدالریاست دکن دام اقبالہم طبعزاد جناب اغ دہلوی

شہزادہ ہوا ہے زب کتب	سحبان نہ ہوتا فی ولی عہد
سورۃ اقرار کی آج سن لی	سلطان نے زبانی ولی عہد
اللہ کرے کہ شاہ دیکھے	پیری و جوانی ولی عہد
اس رسم کی داغ تو بھی تاریخ	لکھتے تسمیہ خوانی ولی عہد

تاریخ تسمیہ خوانی نورا الحق ابن لطف حسن طبعزاد مولف کتاب ہذا

نور الحق ابن لطف حسن چارسالہ شد	الشکر والشاء رب الذی خلق
سال سعید تسمیاش زور قسم و لا	اقراء باسم ربک فرمود نور حق

(د) تواریخ تقریب ختان

تاریخ خان سید مصطفیٰ برادر زادہ مورخ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور		
چون ختنہ مصطفیٰ شد از چالاکی	گلچین شدہ حجام بفرخ ناکی	
ماسال خان او نوشتیم امی قدر	شد سنت مصطفیٰ ادا در پاکی	
تاریخ خان صاحبزادہ یکے از اعزائے لکهنو طبعزاد جناب مرزا محمد جعفر اوج محلکس		
منت خدای را کہ درین ختنہ ہائے سعد	گل گل حدیقہ دل تلمیذ باشکفت	
تاریخ طبع اوج سخور بقلب صاف	حجام گل گرفت ز شمع ہلال گفت	
تاریخ خان میان الطاف احمد ابن مولوی نعمت اللہ طبعزاد مؤلف کتاب ہذا		
لومبارک ہو میان الطاف کر ختنہ کی رسم	جس کی خاطر دہوم سے کنبہ کی مہانی ہوئی	
رسم گلپوشی کا جلسہ ہم بھی لین گئے غنقریب	خاطر احباب یہ تقریب ہر مانی ہوئی	
عرض کرد و امی و لا سال بیان واقعی	نور عین نعمت اللہ کی سلمانی ہوئی	

(ہ) تواریخ شادی کہ خدائی

قصیدہ تاریخی طوطی شاہزادہ داراشکوہ بضائع مختلفہ طبعزاد جناب آقا طہماسپ قلی		
۱۔ بحمد اللہ کہ شد دیگر رسمی نائب سلطان	رواج الیام افرون حد و وصل آبادان	
۱۰۴۳	۱۰۴۳	

۹۰	صلوات من دادند بهر طوسی شاهزاد	قبول کید لی یابی ازین جشن عمار کارگاه
۱۰۴۳		۱۰۴۳
۹۱	درین ولت که یاز جاودان باد از وجود	میزین شد دلم گل گل لطف داور سبحان
۱۰۴۳		۱۰۴۳
۹۲	تعالی الله ز هر گردون مآب و مادی کامل	دلیل موبد و دانا بعد دانش و عرفان
۱۰۴۳		۱۰۴۳
۹۳	ز به شاهان کو آیین که مانده پادشاه	یمین عهد را باز و یسار وجود را سامان
۱۰۴۳		۱۰۴۳
۹۴	ایم از صیفت عظیمی او کند از مغلسی ناله	دراز قید نوام او بیم اندر صد فلان
۱۰۴۳		۱۰۴۳
۹۵	یقین انم که قصد او کند حل همه مشکل	یخ جو داد و دارد دلا هر مشکلی آسان
۱۰۴۳		۱۰۴۳
۹۶	نویشتن شهنشاد و وصل آمد بحمد الله	قرین فکر که ایزد باد عهد حاجب و ران
۱۰۴۳		۱۰۴۳
۹۷	بر و در سایه شاد جهان طالب القای	برین جهان جان وید عدل امین محیط ایمان
۱۰۴۳		۱۰۴۳
۹۸	لوازم وجود و هر جا مقصد سایه افکن شد	امل بخار رسد کامل کشاده دل کعب دانا
۱۰۴۳		۱۰۴۳
۹۹	وجود جاه و اباد اصفای حکم رقمیت	نومرزیم او ساز دل شیر مرده اشاداد
۱۰۴۳		۱۰۴۳

۷۸	حضور بدگوی اور انخوست مائل طالع	۱۰۴۳
۷۹	مراد و مقصد مدح شہاب الدین الدینا	۱۰۴۳
۸۰	حصول سرور قیام آن طوبی لقائید	۱۰۴۳
۸۱	محبت میں کہ دارد بردوام جود کد او	۱۰۴۳
۸۲	لوار احشیل وقائد جهان ادا دا وانجم	۱۰۴۳
۸۳	شہد کرنا لطف و مکنہ چون ہدی دایم	۱۰۴۳
۸۴	آجہا ابداد الواعیزیش و می بر پا	۱۰۴۳
۸۵	ہمیشہ فریاد اقبال او با وقع و با امن	۱۰۴۳
۸۶	بصد ترزین بلوغ محمل شاہ	۱۰۴۳
۸۷	رقم دیدم قرآن مجید بر باہ	۱۰۴۳

(نوٹ) اس مقیدہ تاریخی کو باعتبار صنائع مختلفہ مجمع الصنائع کہنا چاہیے

(۱) ہر ایک مصرع سے مادہ تاریخ حاصل ہوئے۔ اور یہ صنعت ترصیع ہے۔

(۲) ہر ایک مصرع کے اعداد حروف مہملہ کو دوسرے مصرع کے اعداد معجمہ کے ساتھ جمع کرنے سے بصنعت اعجام تاریخ نکلتی ہے۔

(۳) اسی طرح ایک شعر کے دونوں مصرعون سے حروف مہملہ کے اعداد کی میزانیں نوٹ نہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

(۴) ہر ایک مصرع کے حرف اول کو بصنعت توشیح جمع کریں تو ایک تاریخی شعر حاصل ہوتا ہے جو آخر قصیدہ پر لکھا گیا ہے۔ اس شعر میں ہی صنائع ترصیع و اعجام و ہما موجود ہیں۔

(افادہ) (۱) شعر سوم کے پہلے مصرع میں (کہ) کے عدد ۲۰ محسوب ہوئے ہیں حسب مذہب دوم۔ اسی طرح شعر ختم کے پہلے مصرع میں۔ اور باقی تمام قصیدہ میں (کہ) کے عدد حسب مذہب اول ۲۵ محسوب ہوئے ہیں۔ ایک قصیدہ میں ایک ہی مؤرخ کی دو عملی قابل غور ہے۔ ہماری رائے میں مؤرخ کا تسلیح ہے۔

(۲) شعر ختم کے دوسرے مصرع میں (کہ) کے عدد ۲۰ محسوب ہوئے ہیں حسب مذہب دوم۔

سہر تاریخی بقیرب موسیٰ صاحبزادہ ڈیٹی مرزا عباس بیگ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

آئینہ منہ سنبخت سکندر سہرا	رشد شامانہ دکہا تا ہے چمک کر سہرا
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
دامن حسن ہے فیاض کے سر پر سہرا	حلقہ شوق ہے یہ بات میں لگنا دلخواہ
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
دیکھئے ان کا رخ نایاب ہٹا کر سہرا	جس نے دیکھا نہ ہو خورشید زمین کر زمین
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷

کیا ہی حیران ہے گرد رخ انور سہرا	مثل تار نگہ شوق ہوا جو صدقے
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
سب جبین صبح ہے منہ چاند ہر اختر سہرا	سرخ جوڑا ہے شفق وہ قد طراز فلک
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
صیدا خلاص کرے سر کے نیچا ور سہرا	تازہ الفت کا بہت دام تو پہلایا ہے
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
ہے سجا رخیہ یہ سہر کے برابر سہرا	سب کے تار نگہ شوق بین پلٹے معکوس
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
دامن ظل علمدار دلاور سہرا	تاج ہے روشنی الفت مرزا عباس
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
کہیں اس زور کا ای قدر سخنور سہرا	ایک اک مصرع تاریخ مسیحی ہے ملا
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
تاریخ کہ خدائی نواب اصغر علی خان لکھنوی طبغراد ایضاً	
متہارا گہر بسا شادی مبارک	سنو نواب اصغر خان صاحب
نشاط خانہ آبادی مبارک	کہا یہ قدر نے مصرع تاریخ
۱۲۹۷ھ	
ایضاً ولہ	
دین عقدہ بشہر فقہور شش و اشد	نبین صاحب بعقد مہد آراشد
بازہرہ قرآن مشہری آغا شد	اے قدر نوشتیم مسیحی تاریخ
۱۸۸۵ء	
تاریخ کہ خدائی دختر و پسر نواب شرف الدولہ بہادر وزیر سلطنت اودہ طبغراد جٹا امیر نائی معفور	
جنگل بہادری پہ ہر شمشیر تک گواہ	نواب باحشم شرف الدولہ ذمی ہمسم

<p>اچھے کے اچھے ہوتے ہیں سچ ہے جہاں ہیں رنگ و بو کرباغ شرف و تحسین دونوں کی شادیان ہوئیں ایوان نرپائی نب تایخ خامہ و دربان نے لکھی امیر</p>	<p>وہ آسمان جاہ تو اولاد مہر و ماہ دونوں دریا نہ دریاے عز و جاہ گلشن کا رنگ جشن سے محفل پر اشتباہ یہ سقیرن برہرہ و زہرہ قرین ماہ</p>
ایضاً	
<p>زمین و آسمان دونوں میں نارازان یہ سال عقد سے نور علی نور</p>	<p>گہر و واپس ہیں درج شرف کے قمر و آسپے ہیں برج شرف میں</p>
<p>نوٹ (لفظ آئے میں مورخ نے ایک یا محسوب فرمائی ہے جس سے ہم کو اختلاف ہے (مؤلف)</p>	
<p>تایخ رسم عروسی صاحبزادہ مولوی عبد القادر طاہرہ طبعاً و مؤلف کتاب ہذا جستہ عہدہ و جستہ فضلے جستہ سال و جستہ سال چہ عہدہ عہدہ کہ شد مکرم مہینت مہینت عالم چہ سال سالیکہ ماہ و روز و شمال نور و نور چہ روز و روزیکہ شاخ و پریش نغشہ شود بڑا چہ صبح صبحی کہ در جوانی نسیم گلزار کامرانی چہ شام شامیکہ خوان نعمت بشیر و شمسیت جستہ جشن بود قرآن اعروشہ نوشاہ جہم جہا چہ عہدہ محبوب فصل مرغوب سال مہمون مہمون جستہ تایخ حبالتش ز روز و تایخ و ماہ و سال</p>	<p>جستہ روز و جستہ صبح جستہ شام جستہ دان چہ فصل فصلیکہ شد سلیم بہار و جلوہ گلستان یہ ماہ ماہیکہ شمع و شمع چراغ و شمع کند و نوا بہار شمس بہار نور چہ چرخ آفتاب تابان علائم محمود و تودائی حصہ او کرد گل بلبلان چہ شام گامیکہ زیب و زینت کند شب و چہ چرخ جستہ آئیکہ این آئینہ قرین کند و حضور قرآن چہ روز و چہ صبح مسعود و شام امید آن امان و لا قلم زد کہ روز آئینہ بست و چہ ز ماہ شمع</p>

آج رسم عروسی خزاوی مولوی احمد حسین چیف سکریٹری مقیم پیشی سرکار نظام آباد طبعاً و کتباً	
لاشک من تبع الہدی بالطلع فهو مہذب	انی البشر للذی ترک المناہی فاشعاً
فلقد تزوج انت احمد حسین مطیب	وقع النکاح بجلستہ شرعیۃ اخ الولا
ایضاً ولہ	
بزم شادی شد از وجہ جلوہ فروز	جشن دامادی مہر کرم است
نوشہ الطاف حسین ست امروز ۲۵ مارچ	باقف سال عروسی ست ولا
ایضاً ولہ	
آرزو پوری ہوئی کیجیو حسین	اومیان آج چڑھی بیل منڈ ہے
کتھا ہو گئے الطاف حسین	عقد ہوتے ہی کہا باقف نے
سہرہ تاریخی بتقریب عروسی صاحبزادی مہاراجہ کرشن چندر بہادر الہام سلطنت آصفیہ عروسی	
نقاب پوش نبویہ امیر سخندان سہرہ بر عارض دبہ با جلوہ لولوے غلطان سہرہ بر عارض توان دریافت از زلف پریشان سہرہ بر عارض کہ سرتاپا بدار دگل بدامان سہرہ بر عارض کشادہ پنجہ خورشید تابان سہرہ بر عارض عروس باغ دارد در گلستان سہرہ بر عارض بوصلت کتھالی راست سامان سہرہ بر عارض کہ دامادی پروانہ پنہان سہرہ بر عارض غلاف تارکش بر جلد قرآن سہرہ بر عارض	ندیدمتی مگر در رسم ایران سہرہ بر عارض بسفتم گوہر مضمون بتار فکرت نازک اگر داری ہوا موشگا فیہا مضمونش سحر گاہان شود صمد عند لب ل فدا مژ سرخ دارد عروس نہ فلک زین نقابت رگل گل سلک گوہر یکشد از قطرہ شبم ز تار نعمہ بیل ز رگل گشتہ زربفتی عروسی خانہ فانوس دارد شمع محفل را باب زربود بر مصحف رود صد خط روشن

<p>چشم آنکه خارا زوئے نشکند دل چکد صد قطره شرم از رخس در و نمایم بر حل خط فروز مصحف و جلوه روشن بتقریبی که باشد از رگ جان ساز و مانش و آلا از ما خداین رسم بندستان خبر دارم بمشکوه مہاراجہ بین السلطنہ حبشہ بیان واقعی ہم صنعت اعجاز سداش مبارک عقد صاحبزادی شادہست تاربخ</p>	<p>پسند و مردم چشمش مرغان سہرہ بر عارض ز ملک گوہرین کرد و بر نیسان سہرہ بر عارض غلامی میکشد بالا و فرقان سہرہ بر عارض منہ دتا رنگ با صد دل و جان سہرہ بر عارض کہ دعوائے نفوق میکند زان سہرہ بر عارض کہ شد رونق فراداماد و یوان سہرہ بر عارض زہر و مصرعہ نوشتہ دلشان سہرہ بر عارض ہمایون باد یار ہم دست سلطان سہرہ بر عارض</p>
---	---

ایضا قصیدہ تاربخی ولہ

<p>شاد شد دلہا کہ تابان گوہر برج مراد چشم ماروشن کہ رخشان کوکب برج اہل جنداروزیکہ خورشید و رخشان امید لے خوشا فصلیکہ اشک شادامی اہل طرب محل با من ہا عالم ریخت رنگ انبساط شادامی دامادی دخت یمین السلطنہ آن مہاراجہ وزیر اعظم ملک دکن اعتبارش مہر بخت سکندر طالعان جان نثار شاہ شاگرد رشیدش سخن آنکہ ذات او بقصر ملکوت رکن رکین</p>	<p>شد آب و تاب و زیور کش لبند شاد دربستان طرب و بروج شادامی جلوه داد بر سپہر خاطر عالم بر آمد با داد صبح عشرت و چمن زار تمنا آب داد تالسیم جانفزائے غنچہ دہا کشاد یافت از افضال خلاق دو عالم انعقاد آیہ رحمت لقب دارد بلطف و عدل داد انکسارش حلقہ در گوش شہ آصف نژاد تابع ہر لفظ و معنی پرور حسن رشاد و آنکہ راے مستقیم اوست دولت را عباد</p>
---	---

انکہ صلح کل بود وابستہ حسن معاش	وانکہ از حسن عمل وابستہ فکر معاد
فطرت دشمن نوازش دوستدار خاص عم	نیت اعدا گذارش قامع اصل عناد
دشمن از لطف عجمیش غرقہ آب حیا	دوست از دست کریمیش میکش جام و د
اوست که طرز عمل بہر عسایا معتبر	اوست کہ حسن عمل شدہ را بذاتش اعتماد
این بود مردی کہ با خویشان ندارد اختلاف	وین بود شخصی کہ با بیگانگان اش اتحاد
باشد اورا با امان شریعت اعتراف	باشد اورا با بزرگان طریقت اعتقاد
در طریقت مسلک او جادہ پیامے صفا	در شریعت رہنمائے او طریق اجتناب
اقدارش قدر دان پایہ ارباب فضل	قدرتش جوہر شناس مایہ اہل سواد
دارد او ذوق سخن آن مایہ در لفظ عجم	کہ کلامش میکند فکر نظمی ہستم
جستش از حیطہ فکرست بیرون اسے ولا	حرف صفتش را بود صد معنی نو مستزاد
برو عا ختم سخن اولے کہ پایان مشکلست	قول (خاموشی بود حد ثنا) دارم بیاد
زانکہ در فن حمل نازدید طول اسے من	و عا ہر مصرع من طرح تاریخی نہاد
حق نگاہش دارد از ہول حوادث دہا	کو نگہدارد بوضع عافیت حق العباد
۱۳۱۷ فصلی	۱۹۶۵ سمت
باد عمر او بطل سدرہ آصف دراز	عسکر اقبال روز افزون بود دولت یاد
۱۹۰۸ ع	۱۳۱۵ بگلہ
دوستانش را میسر باد گنج بے شمار	خاک در چشم رفاہ دشمنان بد نہاد
۱۹۶۵ سمت	۱۹۶۵ سمت
یارب این جشن ہمایونش شود رنگ طرب	چشم اور روشن بود و اہم دل او شاد باد
۱۸۳۰ شاہیون	۱۳۲۶ ہجری

(و) تواریخ سالگرہ و جوہلی	
تاریخ سالگرہ و سعید حضور نظام دکن خلد اسد ملکہ طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور	
ہوئی ہے سال گرہ آج شاہزادہ کی	رہے ہمیشہ الہی بہار سال گرہ
برائے نذر شہنشاہ داغ لکھنؤ تاریخ	زیادہ تا با بد ہوشمار سال گرہ
تاریخ سال گرہ حضور نظام دکن ادام اسد دولہ طبعزاد ایضاً	
ہوئی ہے سال گرہ آج شاد والاک	حجستہ فال ہے یہ اور نیک فال گرہ
یہ جشن وہ ہر کہ کہتی ہر ساری خلق اسد	کہلے نصیبوں کی یار بڑ ذوالجلال گرہ
ہزار دانہ یا قوت کی بنے تسبیح	بڑ ہے کلاوہ مین ہر سال ایک لال گرہ
لکھا ہر داغ نے یہ اس کا صریح تاریخ	ہزاروں سال مبارک یہ جشن سالگرہ
تاریخ سال گرہ چہل سالہ سرکار نظام دکن حضور بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی طبعزاد ہولہ کتا	
خوشا جشنی کہ عہد بہار از فضل یزدانی	گرہ بندان چل سال ست ایوان سلطانی
رعایا راست در درگاہ آصف حکم بہانی	نوا سنجان باغ مع محو تہنیت خوانی
مہ و ماہمید شد شمع شب افروز گشتا نش	
زمین تا آسمان محو تماشاے چراغائش	
ہوا جو یان دولت در ہوا سیر گلزارش	نوا سنجان مدحت چشم بردست گہرازش
تمناے مراتب در دل ارباب دربارش	بقدر تمہت خود فکر ہر کس در پئے کارش
دل یک عالمے شوق حصول مدعا دارد	
دعا گویش سر نوک زبان فوق دعا دارد	
الہی تا بود دست و قلم از آستین پیدا	شود ناحق مشکین بیاض کاغذین پیدا

خط تقدیر عالم را بود تا بر جبین پیدا	کند تا صنعت حکاک نقشه بزرگین پیدا
کتابین چهره محبوب ما با خال و خط باشد	طراز نکته چین محکوک چون حرف غلط باشد
مدا این حرف بر کاغذ کند تا غنبر افشانی	ز شجر فین قم آتش خور و تا لعل رمانی
بود تا حلبیه بین السطور صبح نوالی	کشد تا پیچۀ خورشید از جدول پشیمانی
الهی تا بر اوراق جهان نقش است از صولت	بود شیرازه بند مملکت شاه جوان دولت
الهی تا بود نوک زبان را لذت گفتن	همی تا در نقاب لفظ معنی راست بنهفتن
سخن گفتن بود تا در مثال کبر جان سفتن	الهی تا مضامین است نگار بوز بنگفتن
نگار لفظ را تا جان معنی در بدن باشد	نظام المنک آصف جاه محبوب و کن باشد
الهی تا بود مضمون نگین در ته فکر ت	باید تا بر اوج طبع نورانی مه فکر ت
عروس نظم تا پنهانست در خلوت کفر ت	الهی تا بود استایم معنی راشه فکر ت
زبان خسرو ما طوطی شکر شکن باشد	کلام آصف ما آصف ملک سخن باشد
بسطیح ارض تا نظم مالک است آینه	ضوابط را بود تا در جهان ترتیب دید
نواستبجان مدحت راست تا مضمون رنگینه	زمین آسمان را بود تا تحریر و سینه
الهی شاه معنی پرور ما در جهان باشد	زمین نظم را فکر ملبسش آسمان باشد

بنطل ایزدی طوبای ذات پر ثمر بادا	ولی عہد تو بر خوردار در نخل پد بادا
بزریر سایات نخل مرادش بار و بادا	زابر قدرت سیرایش از آب زرباد
زمثرگان آب و جاروبے کشم بر سطح بستانت	ضیای چشم عالم باد قندیل گلستان
گرہ بر گوش بدخواہان نپہ سرفک پیہم	بکو تا ہی گراید رشتہ عمر عدو ہر دم
گرہ افند بکار بد سگالان جفا توام	گرہ از کار یارانش کشاید خالق عالم
و اما سال گرہ بندان بود دلخواہ آصف را	ہمایون باد این جشن ہمایون شاہ آصف را
(ز) تواریخ غسل صحت	
تاریخ غسل صحت مہاراجہ دہبے سنگہ والی ریاست بلرام پور طبع فراد جناب قدر بلگرامی مغفور	دہبے سنگہ آنریبل کے سہی اس آئی خطاب
چشمہا برداشت اندر صید شیران کنام	آنکہ اندر رزم بر شیران زندہ و ربایش
ہر یکے نخل دعا بنشاندش از بہر اثر	شد زبون چون مردن چشم تن بر نابیش
غسل صحت کرد و آب رفته در جو آمدش	ہر یکے دست و زبان برداشت از بہر عیش
قدر از دست دعا بنوشت سال عیسوی	عمر عیسیٰ مرثوہ گوی آمد زلب ہا شفاش
	بہر پاس جسم باد آب غسل آب بقاش
تاریخ صحت نواب اعظم الدین خان مدارالمہام ریاست رام پور طبع فراد جناب داغ دہوی	ترا منصب و جاہ و ثروت مبارک
کرم گتر داغ جنرل بہادر	مبارک ہر آئینہ صحت مبارک
شنیدم چو این مرثوہ تاریخ گفتہ	

قطعہ تاریخ صحت اعلیٰ حضرت بند گانے متعلق حضور نور کن اقبالہ طبع زاد جناب داغ دہلوی مغفور		
رہے شاہ دکن یارب سلامت	ضیا حاصل رہے جب تک مہر و مدد کو	
لکھی یہ داغ نے تاریخ صحت	مبارک دور صحت بادشہ کو	
ایضاً ولہ		
میرے حضور اگلی جین ہزار برس	شفا سے جن کے سکون ہر دل زمانہ کو	
لکھا ہے داغ نے یہ سال صحت سلطان	خدا نے دی ہے شفا عادل زمانہ کو	
تاریخ جشن صحت نواب یوسف علیخان بہادر والی رام پور بروز عید طبع زاد جناب امیر مینائی مغفور		
مژدہ امر طالبان شاہد عشق	کہ ہوئی صبح عید شام امید	
یوسف عہد کو ہوئی جو شفا	مرتبے میں ہوئی دوبالا عید	
دہوم ہے ہر طرف مبارک ہو	وصل میں وصل اور دید میں دید	
فکر تاریخ کی جو میں نے امیر	کیا ہی روح القدس نر کی تائید	
ہوئی تاریخ جشن و عید بہم	جشن میں جشن اور عید میں عید	
ایضاً ولہ		
شرف وان مہر کو ہریان عروج ماہ دولت	عجب صحبت عجب جلسہ عجب شاد کی عبت	
کسے سال ہمایون ماتہ آتا ہے امیر ایسا	بہینا عید کا نور روز کا دن روز صحت ہے	
تاریخ غسل صحت منشی امتیاز علیخان وزیر ریاست بہوپال طبع زاد جناب امیر مینائی مغفور		
عمد خضر نصیب مرے دستگیر کو	چین آگیا ہر ایک صغیر و کبیر کو	
لب پر امیر مصرع تاریخ آگیا	اقبال شاہ سے ہوئی صحت وزیر کو	
تاریخ غسل صحت جناب لوی حسن الزمان محمد دام فیوضہم طبع زاد مولوی محمد براہیم سعد تخلص حیدر آبادی		

چشم حق بین شیخ پاک نہاد چشم مار و شین دل ماشاد ۱۳۲۶ھ	شکر حق باز یافت مینائی سال آن فی البدیہہ سجد گفست	
حامی ترا خدا ہے ملک دکن کے والی حکمت سے کب جدا ہے تقدیر لائیلی اور مرکز دعا ہے درگاہ ذوالجلالی سب کچھ تیری عطا ہے وجہ فراغ بالی جیبیں و دہر ہر ماہر تہا جس کا ہاتھ خالی موجود جا بجلا ہے رنگ خمستہ عالی رَد تیری ہر بلا ہے امی بند گانغالی ۱۳۲۶ھ	تایخ غسل صحت حضرت اقدس اعلیٰ حضور نور نظام کن مدظلہ العالی طبع زاد مؤلف کتاب ہذا کل تیرے دشمنوں کی ناسارتی طبیعت شکوئے کوہ تنہا اور صلح بدین منت منار ہے ہین صد قے ہی کر ہین خیراتیوں کی کثرت داد و دہش کی شہرت تیرے کرم کے صد تیری عطا کے قربان خوشیوں کے ہین ترانے محبت کے سادیا تایخ غسل صحت لکھو ولا بجلت	
(ح) تویخ جلوس و فرمانروائی		
تایخ جلوس شاہ جہان بادشاہ طبع زاد جناب آقا امیر شوقی مغفور		
خرم و شاد و کامران باشد تاجہان باد در جہان باشد ۱۰۴۰ھ	بادشاہ جہان و شاہ جہان حکم اور حسن لائق عالم	
(نوٹ) اس قطعہ تایخ کے مصرع سوم میں کوئی اشارہ تایخ کا نہیں ہے۔		
یہ طرز متاخرین کے پاس جائز۔ ہماری رائے میں اشارہ تاریخی ضرور ہے۔		
انتخاب قصیدہ تاریخی دوازدہ شعر فی کی مراد آبادی تقریب جلوس نواب ناصر الدولہ والی حیدرآباد		
وجہ اشعارم ز دل بید کنون کو قدون	جوہر ناطق منم مشہور از حسن بیان	
۶۲۲	۱۲۴۴ھ	۶۲۲

نہیں تہ از جوہر اہل دول گہ بام قدر	۶۲۲	۱۲۴۴ھ	۶۲۲
یاد دادم از دل اعجب نکتہ ہا کو قدران	۶۲۲	۱۲۴۴ھ	۶۲۲
دیدہ ام من در جهان وقت بازار ہلال	۶۲۲	۱۲۴۴ھ	۶۲۲
ہر کہ می دارد سند سازد باوقات جهان	۶۲۲	۱۲۴۴ھ	۶۲۲
قلب اور کم شناسد از مدار جہائے نطق	۶۲۲	۱۲۴۴ھ	۶۲۲
درک عاقل میدہد از جوہر قابل نشان	۶۲۲	۱۲۴۴ھ	۶۲۲
<p>(نوٹ) ہر ایک مصرع میں حروف مجملہ کے اعداد ۶۲۲ ہیں۔ اور حروف مہملہ کے اعداد ۶۲۲ اور دونوں کا مجموعہ ۱۲۴۴۔ اور یہی سنہ مطلوب ہے۔</p> <p>اسمیں صنعت ترصیع کے ساتھ صنعت از دواج۔ اور مجمع الصنائع بھی ہے۔</p> <p>ہمارے ایک مہربان نے براہ مہربانی اس قصیدہ کی نقل مرا آباد سہیجی تھی</p> <p>مگر اس کے اکثر اشعار میں لفظی غلطیاں بہت سی تھیں اعداد پورے نہیں ہوتے تھے</p> <p>لہذا ہم نے ان سے صرف ۴ اشعار کو منتخب کر لیا جن کے عدد صحیح تھے۔</p> <p>یاسخ جلوس سند نشینی نواب محمد شاق علیخان بہادر والی ریاست ام لوی طبرغ اجناد باغ و مہر</p>			
زہے نشاط زہے حر می زہے عشرت	زہے غیرت فردوس مصطفیٰ آباد		
جہان جہان ہر خوشی عیش انبساط سرور	زبان زبان ہے اور انعمہ مبارک باد		
نگہ نگہ سے ٹپکتا ہے بادۂ عشرت	نفس نفس میری آواز ہے کہ آئی مراد		
دہن دہن میری دعا ہے بقا و دولت و عمر	سخن سخن میں ہر شکرو سپاس حد سزا یاد		
عروج و دولت و اقبال و شان و شوکت تھے	بنائے عالم بالا یہ عالم ایجاد		
ہوا و سادہ نشین روز جمعہ کو نواب	فنا یوں نے دعا دیکے دی مبارک باد		

زہے طراوت آب و ہوائے گلشنِ دہر
 وہ جوش رنگ ہر ہوا بے شہتہ بھی شہتہ
 مثال خاطر بے گفتم ہر گل امید
 سب اعتدال سے ہیں اب غنا صراہ
 مزاج اہل زمانہ میں ہے وہ یکسوئی
 چڑا کے ساغر صہبائے عشق کو صوفی
 قضا قضا کرے لے لیکے ہچکیاں پیہم
 شرابِ برق بھی دانتوں میں ڈر سے لڑکا
 ترے سکون طبیعت قیام دولت سے
 فروغِ نیرِ قبائل سے عجب کیا ہے
 ترے زمانے میں دل ہو گئے ہیں آئینہ
 گدا کو بھی وہ تحمل ہے عہدِ ولایت میں
 ترا اشارہ ابر و کلید فتحِ امید
 ڈلی ڈلی کو نمک کی ترستے ہیں اعدا
 اب اسکو سہو کہیں ہم کہ حافظہ ٹھہرائیں
 بہت قدیم نمکخوار معتمد ممتاز
 جگرِ فگار و دل افگار و مضطر و غمناک
 اسے خدا نے باغِ آرزو و آبرور کہا
 امید وار ترجمہ ہے خواستگارِ کرم

قدمِ جا کے سنبھلتا ہے باغ میں شمشاد
 جو صدمے رگ شاخ نہال کی فضا
 برنگِ غنچہ نشگفتہ ہر لب فریاد
 سب اتفاق سے ہیں آب و خاک آتش و باد
 مریض کہے ہی مرض میں نہ جمع ہوں افساد
 پکار اٹھتے ہیں نشے میں ہر چہ بادِ باد
 کسی مریض کو ہولے سے بھی جو آئے یاد
 ہوائے عدل سے ہو صرصر خزانِ برباد
 کہے نہ اب سے زمانے کو کوئی بے بنیاد
 پڑھے اگر خطِ تقدیر کو رِ مادرِ زاد
 ہوا تباہان سکندر کے عہد میں فولاد
 جو اس زمانے میں ہو خسرو کی کرے فریاد
 ترمی نگاہِ دل آرزو ہے جانِ مراد
 مٹا ہے عہد میں تیرے وہ نام شور و فساد
 ہمیشہ تجھ کو ربا دیکے بھول جانا یاد
 یہ داغِ مدح سدا ساکن جہانِ آباد
 قلیلِ خسرو اعدا و کشتہ حساد
 مدام شاد رہا یہ بغضِ ربا و عباد
 نگاہِ لطف رہے خلد آشیان سے یاد

دعائین دیکتہ لکھتا ہے مصرع تایخ	جلوس خبر و عالم پناہ نیک نہاد
تایخ فرمانفرمانی و سلطنت انی خصوص پر نور ولی دکن دام اسد قبائلہ طبع زاد مؤلف کتاب ہذا	۳۴۳ھ
میر محبوب علیخان شاہ والا منزلت	حکمران شدہ شاد از احسان خللا ق بن
۱۹۴۰ سمت	۱۸۸۴ عیسوی
چارتاسا لش نویسد بچہ کلک و لا	مملکت رانی ہمایون بادامی شاہ دکن
۱۲۹۳ فضلی	۱۳۰۱ ہجری
تایخ دربار دہلی بتقریب تاجپوشی ملک معظم قیصر ہند طبع زاد مؤلف کتاب ہذا	
آباد بود تا بقیامت سر ہند	شاہ انگلند و قیصر کشور ہند
ہاتف چون نقیب زد ندا سال جلوس	جشن دربار بنام قیصر ہند
تایخ منہد نشینی مہاراجہ میسور طبع زاد مؤلف کتاب ہذا	
زہے جتنے کہ اندر ملک میسور	سرور افرائے ہریر و جوان شد
خجے رسمے کہ در ایوان شاہی	مسرت بخش قلب راجگان شد
گور نر جنرل ہند از برایش	بکرو فرشتا ہی میہمان شد
مہاراجہ سریر آراے راج است	بجہ اسد کہ این دولت جوان شد
ولا سال ہمایونش چہ خوش گفت	مہاراجہ بدولت حکمران شد
(ط) تواریخ فتح	
تاریخ فتح دہلی بدست بابر شاہ طبع زاد جناب مولانا حامی مغفور	
کشت در پانی پت ابراہیم شاہ	شاہ غازی بابر عالی نسب
وقت و روز و سال دتایخ ظفر	صبح بود و جمعہ و ہفت رجب
	۳۴۹ھ

تایخ فتح ستارہ گدہ صنعت نقطہ ترتیب طبعہ و جناب مولوی عبد الجلیل بلگرامی مغفور		
چوسیوا و سنبھا و رانا بہ گیتی	ز تبیع شہنشاہ گشتہ پارہ	
الف بابے این ہرہ رانا بیکجا	نوشتیم تایخ فتح ستارہ	
ایضاً ولہ		
یونحی الدین محمد شاہ غازی	ستارہ فتح منہ موداز اشارہ	
مستم کردم بکلم فکر بیعتی	کزوشد چارہ تایخ آشکارہ	
بود ہر مصرع عش تایخ منقوط	ہمان حاصل بہم شد در شمارہ	
محمد شہ اساس شطج را کند	بر آمد باطل از حصن ستارہ	
۱۱۱۱ھ	۱۱۱۱ھ	
(نوٹ) شعر چہارم کے دونوں مصرعے حامل تایخ ہیں۔ اور صیغہ ترتیب ہی اور انہیں دونوں مصرعون کے حروف مجملہ سے تایخ نکلتی ہے جس کا نام صنعت اعجام ہے۔ اور علیٰ ہذا دونوں مصرعون کے حروف مہملہ میں بھی تایخ ہے بصنعت اہمال۔		
(ی) توایخ وزارت		
قصیدہ تاریخی وزارت نواب فتح الملک زیر غلم حید آباد کن طبعہ و جناب معنی مغفور حید آبادی		
۱	بجملہ سالار و افضل عزیز و اہب سبحان	بشد سالار و الاشان باقبال عجب دیوان
	۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
۲	خجہ سالار کزنسوی اسم خریل وی	مباہتے بیک عالم کند سالاری دودان
	۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ

۳	زگوهر باری دست عطاے بامداد و	بجوش دل شده گریان بس از بی باگی عیان
	۱۲۶۹ هـ	۱۲۶۹ هـ
۴	ز برق دانش عالم فروز لمعه زریب او	بگردد در حجاب ابر مہر نورده پنهان
	۱۲۶۹ هـ	۱۲۶۹ هـ
۵	مدار کرده با حجاب عالی منزلت الحق	بشد دار آبان درگاه قضی جاہ او دربان
	۱۲۶۹ هـ	۱۲۶۹ هـ
۶	فداے وجہ او جانم کہ در غر نشار او	لالی را حصول آب و جانی یافته مرجان
	۱۲۶۹ هـ	۱۲۶۹ هـ
۷	ز بڑا و فروده دیکہ آبے جوہر منت	ز جود او گرفته حسن بگیر میکمل احسان
	۱۲۶۹ هـ	۱۲۶۹ هـ
۸	ہدایت میدہ بس مفسدان جبر کاسب	شود در عہد او چون پیر صاحب سلسلہ زندان
	۱۲۶۹ هـ	۱۲۶۹ هـ
۹	بکنج جود او چون لعلی از رنگ ہوا رفته	بمال بدل او گوہر بیامد از بن دندان
	۱۲۶۹ هـ	۱۲۶۹ هـ
۱۰	بہمان آزاد گشت از بند رنجی بس عہد او	بطوق قمریان بس سرو از برگ زیند ستوان
	۱۲۶۹ هـ	۱۲۶۹ هـ
۱۱	دین فحط الرجال از قدر افزائی او تصدأ	بود ہر حال اہل علم با قدر گران از ان
	۱۲۶۹ هـ	۱۲۶۹ هـ
۱۲	ز جود و معین بدہرات زرق عالم ہا	باو گردید دیوانی باین رو و شمعان
	۱۲۶۹ هـ	۱۲۶۹ هـ
۱۳	رمہ در سر چہرہ اگہ میچہرہ چالاک بے نیی	دلہان گرگ بر بستہ ز عدل عام و میچہرہ ان
	۱۲۶۹ هـ	۱۲۶۹ هـ

۱۴	سبحوستان اور دشواری حصول آید	۱۴	بیایے نعت ایوان سراز جہدے نہد کیوان
۱۵	ریاست اولاً بودہ بدید مرگ بیمار	۱۵	کہ در دربان دے در ماند و عورتی ہند و زن
۱۶	کنون از طبت تدبیر بسط آن فراطون عقل	۱۶	بیک دار و صحت آمدہ جسم وی صد جان
۱۷	چہ دارد آبر و بایی بوس از آتش دلہا	۱۷	بباد از خاکپایے موکب می کحل چار کارکان
۱۸	بود زین بوم نیکو بوم حیوان سخا نہ ویرانی	۱۸	کہ بس این ملک است اسعی او شد جملہ آبادان
۱۹	ز حیرانی دید او دہشتی بدیوار	۱۹	بہ پیش لمعہ نور روے او آئینہ حیران
۲۰	بسر عقل او سہل آمدہ دشوار از بر فن	۲۰	بہ پیش طبع او از علم ہر مشکل ہو آسان
۲۱	سر اعدایای دے بہر سومی فتہ چون گوگر	۲۱	میان جنگ آن شمشیر و گر گویا زند چو گان
۲۲	برایوان بلند دے کہ بعد لا تناہی شد	۲۲	ز اہل حکمت اتحق نامستلم ستمی بڑان
۲۳	عجب نبود اگر معنی ہم از دولت برد زلمہ	۲۳	جہانے آمدہ بر خوان جود وی کنون مہمان
۲۴	اٹہی نابود ساکن چو مرکز این زمین گیرہ	۲۴	بگردا و بود مانند پرکار آن فلک گردان

سکون این ریاست از وجود ہمیشہ باد	۲۵	بیاد دولت و جاہ ابد گردوی قرآن
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
(نوٹ) استاد ی معنی مغفور نے (کہ) کے اعداد ۲۰ محسوب فرماے ہیں اور شعر (۱۹) میں لفظ آئینہ میں یاے اول کو ہمزہ قرار دیکر اس کا عدد (۱۱) لیا ہے۔ ہماری رائے میں یہ تسامح ہے۔ اور خلاف قاعدہ۔		
تایخ وزارت ایضاً طبعزاد جناب معنی مغفور حمید آبادی		
صد شکر ز تائید عظیم یزدان		دیوان و کن چو گشتہ سالار زمان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
زان سال نکو چین نوشتہ معنی		سالار زمان بگشت نیکو دیوان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
(نوٹ) اس رباعی کے مصرع اول میں حضرت معنی نے لفظ تائید میں ہمزہ کا ایک عدد محسوب فرمایا ہے۔ یہ تسامح اور خلاف قاعدہ ہے۔		
	ولہ	
چون بآن نواب دارا نزلت سالار جنگ		طرفہ دیوانی نصیب از لطف جمالی بشد
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
معنی از سال جلوس انبساط افگاشت		جلوہ سالار کل بر صدر دیوانی بشد
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
	ولہ	
ہزار شکر کہ سار جنگ نیک مال		چو شد وزیر بے انبار از مکارم شان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

نمودہ فکر باین سال مہینت معنی	نوشت قاعدہ از منطق محیط جان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
چہ از خطاب کلام عرب و منطق بحسب	چہ از محاورہ ترک و کرج و جملہ زبان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
بگوئے ہر چہ بخوہی ز حرفت جمیل	شمار کن عدد الاحقش بعد از آن
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
میان دہ بزن و ہشت ہم در آن فرا	شدہ چون جمع بقسیم پنج نہ ہمگان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
بر پنجگانہ چو کل منقسم تمام بشد	بین کہ حصیت باقی عدد بفاش عیان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
ز گنج چار صد و بست و سہ بزن بر عمل	کہ تا عیان بشو و سال او ز قصہ نہان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
(نوٹ) واجب الاحترام مؤرخ نے اس قطعہ تایخ میں بھی کاف کے عدد ۲۰ محسوب فرمائے ہیں۔ اور یہ یا تو تسخیر یا مذہب دوم کی پیروی۔ واضح ہو کہ اس تایخ میں صنعت ترصیع کے سوا عامۃ الورد سے بھی کام لیا گیا ہے۔	
تایخ وزارت نواب معتمد الدولہ وزیر غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ از جناب ناسخ مؤرخ	
تایخ سعید کرد ناسخ تحریر	شد اسکندریہ وزیر اسطاطالیس ۱۲۶۳ھ
تایخ مدار المہامی جنرل اعظم الدین خان بہادر طبع از جناب داغ دہلوی مغفور	
اعظم الدین خان بہادر کو	جاہ و منصب ملا آبائی

<p>یہ مدارالمہام عالی جاہ کیون نہ ہوتا یہ فوج کا جنرل عدل و انصاف داد و فیض و کرم داغ آشفٹ ہو گیا مجبور تن ہے آلودہ ہزار امراض مانگتا ہے دعائیں صحت کی اپنے جرنیل کو دیا عہدہ اس نیابت کی یہ کہی تاریخ</p>	<p>مستقل ہے بحکم سلطانی ہے شجاعت میں رستم ثانی عہد دولت میں با فروانی ہے یہ آزار دشمن جانی دل ہے مجموعہ پریشانی پہلو پہلو بغض و بانی ہے یہ نواب کی ہنردانی اصف بم ۱۳۰۵ عظیم جہانبانی</p>
<p>تاریخ وزارت نواب سر آسمانجاہ مخفور وزیر اعظم حیدر آباد طبرغرا جناب داغ دہلوی مخفور پہلے سلطان ابن سلطان خسرو ملک کن قابل معج و دعاہین لائق وصف و ثنا یہ دلاور ہے سکندر وہ بہادر ہمتین جہذاخاقان دوران مرجا نواب عہد یہ ہے شمع سلطنت تو وہ چراغ ابھرت یہ اگر ابر کرم ہے وہ ہے دریائے نال داغ تاریخ وزارت اتفاق شہ سے لکھہ</p>	<p>پہر بشیر الدولہ عادل امیر ابن امیر بادشاہت بربدل ہی تو وزارت بے نظیر شاہ عالم گیر دستور عظیم شہ گہر اس سی جان آرام میں ہر اس سودا رحمت مالک اقبال روشن صاحب رائے نیر کیون رہے ملک کن میں نام کو بھی اب فقیر مہر و ماہ آسمان نور ہیں شاہ و وزیر</p>
ایضاً ولہ	
<p>ملا آج نواب کو خاص خلعت کہی داغ نے خوب تاریخ اس کی</p>	<p>ہوئی دہوم سے دہوم ماہی سے تاماہ وزیر شہنشاہ سر آسمان جاہ ۱۳۰۵ھ</p>

تاریخ سرفرازی خلعت وزارت بہ سالار جنگ ثانی طبع از جناب طاہر ناظمی	
وزیر داد و در مختار دوران	بہ گیتی تا ابد باشد باقبال
۱۹۴۰ء سمیت	۱۲۹۳ ف
چنان خامہ مبارک سنہ نوشتہ	جوان بختی جوان پیہ جوان سال
۱۸۸۳ ع	۱۳۰۱ ہجری
تاریخ وزارت نواب عماد السلطنہ سر سالار جنگ ثانی وزیر سرکار نظام خلد الملکہ طبع از مولف	
رفیق با وفا گوشہ تشریف وزارت دی	ہوئی حاصل بلندی پایہ عز و تفاخر کو
ولاجوش مسرت میں پئے تاریخ بول اوٹھا	کہ دیوانی ملی لائق علی خان بہادر کو
تاریخ وزارت نواب سرفواد الامر امغفور وزیر سلطنت آصفیہ طبع از مولف کتابت	
چون مہر کرم خلعت دستوری خود	بخشید ببالاے مہ برج امارت
برجستہ رقم زد سنہ اش معتمد او	زمید بوقت الامرا البس وزارت
تاریخ وزارت مہاراجہ مین السلطنہ سرشن پرشاد بہادر شاہ و مخلص وزیر سلطنت آصفیہ طبع از مولف	
پیشکار دکن کشن پرشاد	شد وزیر حضور شاہ دکن
ای و لا سال سرفرازی اوٹ	دل ما بشاہ چشم مار و دشمن
(ک) تواریخ خطابات	
تاریخ خطاب ہجری بہ نواب افسر الملک بہادر طبع از جناب داغ دہلوی مغفور	
قدردان ہے قیصر ہند وستان	کرد یا میحبر زرا و معدلت
ہو مبارک یہ خطاب ہجری	تجھ کو اے نواب والا منزلت
اے بہادر پاک دل پاکیزہ خوی	مدح کے قابل ہے تیری ہر صفت

شاہ کیسا شاہ فخر سلطنت میسر افسر جنگ عالی منزلت	قدردان تیرا ہے شاہ دکن مصرع تاریخ لکھا داغ نے
شاہ نے بخش نہایت انتخاب جس کی قدر و منزلت ہے بحساب سید والا حسب عالی جناب معتد صاحب ہونے زیبا خطاب	اک خطاب آصف نواز الدولہ آج دوسرا آصف نواز الملک ہے ان خطابوں کے تھے شایان آپ ہی داغ نے تاریخ اس کی یہ کہی
(نوٹ) استاد نے لفظ ہوئے میں ایک یا محسوب فرمائی ہے۔	
تاریخ خطاب شمس العلماء سب درجے ہیں آفتاب شمس العلماء اعلیٰ ہے یہ خطاب شمس العلماء	ایضاً طبعزاد جناب مولوی صبغة اللہ مدنی افسر تخلص نواب فلک جناب شمس العلماء راقت لکھی ہے میں نے اسکی تاریخ
ایضاً طبعزاد جناب میر دلاور علی حیدر آبادی دانش تخلص شمس العلماء بفضل رب بیچون شمس العلماء عزیز جنگست کمون	گردید عزیز جنگ والا ایدون دانش بر خواند مصرع سال خطاب
ایضاً طبعزاد جناب سید سجاد علی سوم تعلقہ دار حیدر آباد (اثر) تخلص شمس العلماء دادہ بولا شاہ طبرش در مصرعہ ستر افضل سندش نبوت اثر	ایضاً طبعزاد جناب سید سجاد علی سوم تعلقہ دار حیدر آباد (اثر) تخلص شمس العلماء بفضل رب بیچون شمس العلماء عزیز جنگست کمون
تاریخ سرفرازی خطاب کے سی آئی ٹی بہ نواب کرنل افسر الملک بہادر طبعزاد مؤلف کتاب افسر فوج دکن آج ہیں کے سی آئی ٹی	جن کے اعزاز سے مسرور ہے سارا لشکر

کہہ یامین نے دلا مصحح تاریخ خطاب	افسر الملک کو قیصر نے کیا کیوان سر
ایضاً ولہ	
افسر الملک کو برٹش نو دیا سر کا خطاب	یا الہی ہو مبارک یہ خطاب افسر کو
پنے تاریخ یہ کہتے ہیں دلا رتبہ شاس	افسر الملک نے ریت ہو خطاب سر کو
(ل) تواریخ جانشینی و تقریر خدمت	
تاریخ جانشینی چودہری طالب علی بجائے پدر	طبعہ از جناب قدر بگرامی معذور
طالب علی اسی قدر ولی بود بحق	برجائے پدر جلوس فرمود بحق
بر کرسی سال نقش تاریخ نشست	حق بر سر کرسی قرار بنمود بحق
تاریخ تقریر نواب وقار الملک وقار الدولہ امصار جنگ مولوی شفاق حسین خان و طبعہ از مولف کتاب	
<p>باحسن البشارة العظيمة وقار ملكت امصار معتمد ولم يكن سواه مستحقه فاحسن تلافيا لما فات سمعت عامه من الولا كذا</p>	<p>ابشر العنبريق كان شفاق بكالح فتم منه احقاق فعنه ذاك لظلمن آفاق ان لنا بحسن البدل زفاق بالصلح المقام قام شفاق</p>
ایضاً ولہ	
بہر کالج معتمد گردید مرد با وقار	آن وقار الدولہ ما افتخار الملک شد
سال تارخیش دلا بر صفحہ گیتی نوشت	جانشین جائز محسن قیام الملک شد
ایضاً ولہ	
وقار الملک سر دنیا میں ناواقف نہیں کوئی	فقیرانہ روش رکھتے ہیں آگاہ حقائق ہیں

پسند انکو ہمیشہ سیر میں ہب کی پابندی لیاوت قابلیت تجربہ ہے انکا لاثانی کریں گے وہ بہت کچھ آفریدی معتمد ہو کر بیان واقعی تاریخ ہے ان کے تقرر کی	جفاکش ہیں بڑی محتاط ہیں چوں ناپہن غرض ہر طرح سے مشتاق مدح خلایق میں سنا ہی قوم کی خدمت کو وہ پہلے سر شائق ہیں وقار الملک حق جو یا اسی خدمت کو لائق ہیں
---	---

(م) تواریخ خیر مقدم

تاریخ خیر مقدم نواب مختار الملک مغفور وزیر اعظم حید آباد طبرغرا جناب قدر بلگرامی مغفور	کیا مقدم نواب کی بس شہرت ہے
حقاً نازل یہ آیہ رحمت ہے	۱۲۸۶ھ
۱۲۸۶ھ	ذیحجہ میں ہے نزول اول امر قدر
جب توحج اکبر میں نہیں حجّت ہے	۱۲۸۶ھ
۱۲۸۶ھ	تاریخ مراجعت العلی حضرت حضور پر نور ادام السہ اقبالہم از مہمکندہ طبرغرا جناب داغ دہلوی مغفور
ملا دیدہ و دل کو نور و سرو	ہوئے زیب بلدہ جو شاہ دکن
مہمکندہ سے آگئے اب حضور	کہو خیر مقدم کی تاریخ داغ
۱۲۸۶ھ	تاریخ خیر مقدم سرکار نظام ادام السہ اقبالہم از کلکتہ طبرغرا مؤلف کتابچہ
کہ از مقدم شد و کن شد منور	ہنیا ہنیا لکل البرایا
ز کلکتہ آبدشہ بندہ پرو	و لا سال تاریخ او عرضہ دارد
۱۳۱۱ھ	خمسہ تاریخی متعلق بہ خیر مقدم پرنس آف ویس ہجید آباد طبرغرا مؤلف کتاب ہذا
وی جلا افزائے تخت اند یا خوش آمدی	امی لکین خاتم و کٹور یا خوش آمدی
امی سہیل آسمان اعتلا خوش آمدی	امی درخشدہ بحر عطا خوش آمدی

ای فروغ مطلع منکر یا خوش آمدی	
ای اسطوخودوس زمان لقمان و افلاطون شیم	دی همیمن تن نریمان نیر دو گشتا سپیم
ای سکندرت بخت و دارا منزلت جیشیدیم	دی منظر فرسلیمان تخت وافریدون شیم
ای کلیت پروبال بها خوش آمدی	
دید که گیتی بخیر مقدست چشم ره است	گر در ایت سر مه بخش چشم هر شاه بنشست
غفل قطع ریت از پشت مایه است	خانه دلباس یک عالم ترا منزل گه است
ای سلی بخش بر شاه و گدا خوش آمدی	
در چمن با صد زبان سوسن ثنایت گفته است	شبنم اندر رشته جان در دشت سفته است
در نقاب بر گل مضمون نو نهفته است	غنچه دل در سوایت همچو گل بش گفته است
در بهار دولت ای باد صبا خوش آمدی	
ای بهندستان و در چین صبا اندر چین	انگشت فیضت چو بوی نافه مشک حستن
تا قدم بنهاد بر تارک ملک دکن	تا چراغ افر خستی در خانه چشم برین
از در و دیواری آید صدا خوش آمدی	
سایه پروردان تو ظل الهیت گفته اند	آستان بوسان تو گردون شایهت گفته اند
حکمرانان خسرو اقلیم جا بهت گفته اند	دور بینان جهان نور نگاهت گفته اند
ای فروغ دیده اهل صفا خوش آمدی	
از شهنشاهان چین گوئی سبقت برده	از حکیمان سلف حکمت بدست آورده
بر طریق حاتم طائی قدم افشوده	تا بهندوستان ز نخل جو خود بر خورده
ای چین آرا می گلزار سخی خوش آمدی	

شیر با آمو خور دار چشمه عدل تو آب	پشته ایل و مان هرگز نه میگیر و حسن
باز و شاهین از شکار کبک دار و اجتناب	جور و بیداد و جفا را کس نمی بیند بخواب
ای توانائی ده هر بینوا خوشش آمدی	
چشم عالم طالب روے پر انوار تو بود	دیدة اهل دکن مشتاق دیدار تو بود
در دلم سو دایه جنس قدر بازار تو بود	ای می کنعان دل سکیں خریدار تو بود
ای متاع نیک لعل بے بها خوش آمدی	
بینوایان چشم بردست گهر بار تو اند	جان نثاران دکن جانبار سرکار تو اند
حکمرانان جهان با جان و دل یار تو اند	خسروان دهر سر تاسر وفادار تو اند
ای نگه دار دل اهل وفا خوش آمدی	
با تو هر اهل پرست دکن جهان مست	جلوه افروزش و نق تجش هندستان مست
از قدوم او بهار تازه درستان مست	نغمه سنج بارگاهش غنایب جان مست
مرحبا ای بانو گلگون قبا خوش آمدی	
یا آلهی خسرو مادر جهان پاینده باد	قیصر هندوستان بر فرق عالم زنده باد
آفتاب خاندانش دامنا خشنده باد	مهر ذاتش بر سپهر دولتش تابنده باد
ای ولی عهد در وقت دعا خوش آمدی	
خدمت هندوستان را بجا آورده ام	ماز تالیفات خود این پنجتا آورده ام
من بدرگاه عیسمت التجا آورده ام	عمد اقبال ترا دست دعا آورده ام
ای پذیرای مقال مدعا خوش آمدی	
بر غدار نازک مهتاب عکس خال تست	در دل آینه مهر فلک مثال تست

سطع ہفت آسمان ششخا تا قبل است	حسمہ فکر و آرا رونق پذیر سال تست
ای موبج شہنشاہی بیاجوہش آمدی	
(ن) تواریخ شکار	
تاریخ صید افگنی حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی طبع و جناب داغ و دہلوی معفوری	
میر محبوب علیخان خسرو آفاق کو	سخت اسکندر دل رستم دیا آمدی
داغ اس شیر افگنی کا سال اگر چو چو کوئی	کہدے اچا شیر مار شاہ آصف جاہ نے
ایضاً ولہ	
ایک ہفتہ کا ہے حساب شکار	داغ کی تم زبان سے سن لو
کہی گنتی کی ایک ہی تاریخ	شاہ آصف نے شیر مار سے دو
ایضاً ولہ	
سلطان دکن رستم دوران و دلیر	ایسا ہے زبردست کوسہ شیر کویر
کہا سر آماز سے یہ داغ نے سال	بالفعل جاندار نے مار سے دو شیر
(س) تواریخ تالیف و تصنیف کتب وغیرہ	
تاریخ اجرائے اخلاص شعلہ طور کا پور طبع و جناب قد۔ بکرا می معفوری	
غش بین شہریان پر ہی ارنی بیان	شعلہ طور کا پور نور نشان ہے درو
قد شروع سال ہے مصغیر عیسوی لکھو	سر چشم فکر ہے شعلہ طور کا پور
تاریخ طبع دیوان مولوی سلامت اللہ کشفی طبع و جناب قد۔ بکرا می معفوری	
کلام کشفی جادو کلام را نا زم	بگوش طبع خواص و عوام شد مطبوع
چو طبع گشت کلامش قبول طبع اقا	تمام گشت چو دیوان تمام شد مطبوع

کیسے بیاض مسطور و دیگر سواد خطش	چو غرض سحر و زلف شام شد مطبوع
زہے ترانہ و فرد و قصیدہ و غزلش	چمہ کلام بلاغت نظام شد مطبوع
نوشت قدر پے طبع مصرع تیار بخ	کلام کشفی نادر کلام شد مطبوع
تاریخ کتاب مفتاح الہند مولفہ غلام محمد خان و اصل طبع از جناب قدر بلگرامی مغفور	
اسے قدر نوشت و اصل این طرفہ کتاب	نام پاکش نہاد مفتاح الہند
مفتاح متکم کشود و فصل ابجد	مصدقہ فصل دل کشاد و مفتاح الہند
(نوٹ) وزن رباعی مین پہلا مصرع بدون التزام ردیف و قافیہ مکروہ ہے۔ (مؤلف)	
تاریخ عثمانوی لوح محفوظ طبع از جناب قدر بلگرامی مغفور	
چھوٹے نامون مرے فیروز علی	نکرتے کر گئے ادا و مسلم
شمر لکھنے کو لگا یا جوشنگام	کھل کھی حنا طرناش و مسلم
لوح محفوظ لکھی مسلسل علی	اس مسلم و مین ملی و ادا و مسلم
کیا حد یثون کو بنا یا تصویر	جبذا صنعت بہذا و مسلم
مثنوی ہے کہ خدا کی قدرت	دیکھئے زور خدا و ادا و مسلم
نعم بلبل معنی معنی	لفظا مین قسمی شمشاد و مسلم
نہوئی حسن کبھی ایسی کتاب	جب سے قائم ہوئی بنیاد و مسلم
یاد کر کے انہیں سر و ہنہ سے	یہ صریح مین مین کہ فریاد و مسلم
جم گیا سال کا نقشہ امر و قدر	لوح محفوظ ہے ایجاد و مسلم
تاریخ آغاز محسنون الاخبار طبع از جناب امیر مینائی مغفور	
محسنون الاخبار کو پایا جو مال حسن	لوٹنے کا دیر غلطان کو بہانہ مل گیا

سال سے بروج نجم مشرقی و شمس امیر	جس کو پرچہ ملکیا سمجھا خزانہ ملکیا
تاریخ رسالہ اردو منشیت اور علی بہو پالی طبع از جناب امیر مینائی مغفور	
اس رسالہ کی قدر ہو گی ضرور	رائگان جائیگی نہ یہ محنت
فال ہے نیک امیر کی تاریخ	پاسے گا یہ قبول کا خلعت
تاریخ طبع دیوان اول نواب کلب علیخان بہادر والی ریست رام پور طبع از ایضاً	
جب اہل فہم سنتے ہیں ایسے کلام کو	آتی ہے چار سمت سے آواز مرجا
تاریخ ہے یہ خاتمہ طبع کی امیر	دیوان شاہ ملک سخن طبع ہو چکا
تاریخ ناول تصویر مولف ریاض طبع از جناب امیر مینائی مغفور	
لفظ تو مخصوص انسان ہر امیر	ہے اسی کا خاص تصویر بھی
لیکن اس ناول نے ثابت کر دیا	بولنی تصویر ہے تصویر بھی
تاریخ رسالہ سلوک مولف حضرت شہ معصوم نقشبندی طبع از جناب امیر مینائی مغفور	
ہدایت میں اس کے مضامین عالی	خضر ہیں پے کاروان طریقت
امیر اس کی تاریخ میں نے یہ لکھی	زبے بہرہ سالکان طریقت
تاریخ دیوان نواب عبدالعزیز خان دہلوی طبع از جناب امیر مینائی مغفور	
کتاب فصاحت میں بلاغت میں دیوان	تعریف کرے اس کی یہ کیا منہ ہر دہن کا
زیبا ہے امیر اس کے لئے مصحف تاریخ	ہر صفحہ نیا آئینہ ہے بزم سخن کا
تاریخ دیوان فارسی نواب کلب علیخان بہادر والی ریست رام پور طبع از جناب امیر مینائی مغفور	
در انجمن معنی سلطان سخن آرا	شمع عجیب فروخت از شعلہ زبانیہا
آن شمع بود دیوان آن شعلہ بود مضمون	پیدا ست ز لمعاتش رنگ بہرہ و اینہا

از مہند بایران شد وز پارس بہند آمد در پارس ہمی بالذین نظم زبان لانی مطبوع شد و گفتم تاریخ امیر آزا	مر ملک معطر گشت از عطر فشا نیہا در مہند ہمی جوشد زین بحر و اینہا چون ہند بجم پا زید ام شوخ زبانہا
تاریخ دیوان نایاب مرحوم طبع از جناب امیر مینائی مغفور	
نایاب نے کیا کہلائے ہین ہول تاریخ بھی ہے امیر نادر	اسد رہے یہ باغ شاداب کس حسن کی پی یہ نظم نایاب
تاریخ طبع کلیات میان منیر طبع از جناب داغ دہلوی مغفور	
جب یہ دیوان ہو چکا مطبوع داغ نے اس کی یہ کہی تاریخ	ہو گئی نظم و شعر عالم گیر آفتاب منیر و بدر منیر ۱۲۹۶
تاریخ ناول منشی ریاض احمد خیر آبادی طبع از جناب داغ دہلوی مغفور	
یہ فسانہ کس قدر رنگین ہوا داغ لکھد واس کا سال عیسوی	ہو سکے کیا ہم سے تعریف ریاض ناول نادر سے تالیف ریاض ۱۲۹۶
تاریخ اشاعت اخبار ہزار داستان طبع از جناب مولوی سید علی کامل گھنوی مغفور	
در مجلس مابیا کہ ایخبا بشنو نعمات تغیر اخبار	خوش انجمن ز داستان است این بزم بزار داستان است
تاریخ طبع سالہ معین الشعر مؤلفہ میر محمد علیخان طبع از جناب مولوی محمد یحییٰ عالم و قابل قاصد تخلص نابطلی حیدر آبادی	
آپ نے حضرت ناظم اکشر عام لوگوں کی سہولت کے لئے	قاعدے جمع کئے بے تحصیف آپ نے اس کی اوٹھائی تکلیف

<p>بے معین الشعریہ تالیف سید محمد امین</p>	<p>جب ہوئی ختم کیا تھا قصہ نے</p>
<p>تاریخ تالیف کتاب قانون فارسی مؤلف میرزا کمال الدین سبزواری مؤلف کتاب ہذا</p>	<p>تاریخ تالیف کتاب قانون فارسی مؤلف میرزا کمال الدین سبزواری مؤلف کتاب ہذا</p>
<p>درین زمانہ کہ شیرین مقال گردیدہ اگرچہ در طلبش ماہ و سال گردیدہ میان حلق عذیم المثال گردیدہ وجود نسخہ دیگر محال گردیدہ پسند خاطر اہل کمال گردیدہ ۱۲۹۹ ہجری</p>	<p>چہ سحر آن چمن آراے بوستان کمال فلک نیافتہ چون و سہ بروی صحنہ ہر بین بہ نسخہ قانون رستم شود و او بدین صراحت و خوبی و اختصار بیان و آراے ماسنہ طبع او نموده رقم</p>
<p>ریویو تاجی بر کتاب صحیفہ زرین مرتبہ آراے پر اک ناراین بہار گو طبع از مؤلف این کتاب</p>	<p>ریویو تاجی بر کتاب صحیفہ زرین مرتبہ آراے پر اک ناراین بہار گو طبع از مؤلف این کتاب</p>
<p>نخست بدل خلق نقش بر حجر است خوشا بہار کز و نخل علم پر شمر است حدیقہ چمنستان دانش و مہر است شہ قمر دانش الیق نامور است دلے بعقل جوان گویم این بہ از پدر است مقولہ عجمی حسب حال این سپر است کہ در سلسل احوال رشتہ گہر است بنام نامے قیصر چہ مایہ فقہر است صحیفہ کہ جلا بخش معنی سیر است عجبو بہ ایست کہ وریا مگر بکوزہ در است بیاض مین سطورش تجلی نظر است</p>	<p>نوکشور کہ مرد خجستہ طالع بود بہار باغ وجودش پر اک ناراین صنیاعے حشم مروت امیر روشن رہے روان طبع سخن مالک اود و خبا بر آراے صائب خود گرچہ آن نفوق داشت پہر اگر نتواند پسہ تمام کند بین صحیفہ زرین ز حسن تالیفش صحیفہ بمثل یادگار دربار است صحیفہ کہ مشابہر ہند را تاریخ زبے وضاحت مضمون باختصار بیان سواد بخش معانی بود سوادش</p>

<p>پسند خاطر اهل کمال چون نه شود بنزدوران جهان قدر و قیمتش دانند بهای اوج سعادت بدام او افتد بعید نیست که قیصر کند بر و نظر طلا کند مس بے مایه را نگاہ کرم مؤلفش همه تن در خور خطاب پدر نزد که نائب قیصر شود محرک او ز دست من نرسد هیچ جز بصدق دعا و لا بلوح کتابش رسم ندای رخ</p>	<p>که از کمال مؤلف زمانه با خبر است که کوه نور با کلیل مسرق تا جوهر است اگر تو جوش را بجای بخش گزیر است که این خزینہ از ان بار که قریب تر است شگرف نیست اگر کیمیا ز خاک درست که یک اشاره سلطان وسیله الظفر است بعند لیب چمن احتیاج بال و پر است که ارمغان سخن گوسه حرف مختصر است نشان بستی نام آوران ز آب زهر است</p>
--	---

قطعه تایخ آغاز پیمه اخبار روزانه طبع از مؤلف این کتاب

<p>بجان دل ستایم مولوی محبوب عالم را بحمد الله که حسن صورت اخبار روزانه طراز معینش تسکین ده لباس عالم را قلم بشکست در دست خرد و مضمون نگار با چه تصویر یک از خال و خطش بر صفحه گیتی ز روز افزونی قدرش بین یک نکته تصدیق زبان معترض اندر دهن کیفیت دارد پس سانش هم گوید و لا بر حسته تشبیه</p>	<p>بروز بازویش بنیادین اخبار محکم شد جلا افراست چشم قدر دانان کرم شد سواد خط بیاض کاغذش حسن مجسم شد گروه خرد و گیران اسواد دیده پریم شد تجملای نگار صورت معنی مسلم شد که نقد قیمت سالانه از و هم و گمان کم شد بترک زبان پهلوشین حرف بدغم شد که حسن شایه در نگین بیان محبوب عالم شد</p>
--	---

تایخ تألیف کتاب حیوة الحام مؤلفه مؤلف طبع از مؤلف کتاب هذا

<p>شکر خدا راست که تالیف من بندہ دیرینه نمک خوار و مایہ نازست که حسن قبول خسر و ما بر فلک ملکوت تا باد بر سر ما زنده بشد بر ورق دهر بود و قدرت ساقی تقدیر تو بزم ترا فکر لبند تو شود و اوج سا کام رو باد و لی عهد تو ببل منکرت نوا سنج سال</p>	<p>یافت آوان نگو اختتام پیش کشیدش بحضور نظام نامورم ساخت و خاص عام نیر اقبال تو تا بد مدام با همه اقبال و همه احتشام از قلمت ملک تو گیر نظام بادہ امیید بریزد بجام طائر اقبال در افتد بدام آصف ما بادا آبی بکام لنسخہ نایاب حیوة الحام</p>
<p>تاریخ تالیف کتاب عطیات سلطانی مؤلفه مؤلف طبغرا دت مؤلف کتاب ہذا نوشتم درین نامہ مضمون خاص چہ قسم آن کہ منعم کند مغلسے را طلسمے کہ آبے دہد از سرابے چہ جسم آنکہ یک لفظ و صد معنی او</p>	
<p>(ع) تواریخ تعمیر و تیاری عمارات و چاہ ہا و باغ ہا و حوضہا تاریخ تیاری باغ فرح بخش طبغرا دت نعمت خان عالی</p>	
<p>در باغ فرح بخش گزر کن شاہا نعمت خان را براسے سال تاریخ</p>	<p>بر حسن گل و سبزه نظر کن شاہا از باغ فرح بخش بدر کن شاہا</p>

(نوٹ) باغ فرح بخش کے اعداد ۲۱۹۳ ہیں جن میں سمر اعدا و نعمت خان (۱۲۱۱) کا خرچہ کیا جائے تو ۲۲۹۵ حاصل ہوتا ہے اور یہی سہ ماہی مطلوب ہے	تاریخ تعمیر مسجد غصنف خان در شہر کنجی طبع از جناب ناصر علی سر مہندی مغفور
آن خان غصنف جلہ و دشمن گاہ تاریخ بنائے او علی مے گوید	مسجد آراستہ نقش بت کردہ تباہ ایک شدہ حسن مطلع بیت الہ
تاریخ تعمیر پل رود موسیٰ واقع حیدر آباد طبع از دفتر مغفور	بعہد الفصل الہ دولہ بہادر الہی تابود تابان سر و خور نکو دیوان او مختار ملک بہت بود کر نیل ڈیوڈ سن بہادر بحسن رائے مشہر میارٹ این پل عمر اٹھستقیم رود موسیٰ
نظام الملک آصف جاہ دو ان بود خورشید اقبالش درخشان کہ نیک را بود ہر حال خواہان سفیر نیک دل ذی شوکت و شان نباشد بمحو طاق بہمت ایوان زمعنی مصراع تاریخ برخوان	تاریخ بنائے چاہ در بلگرام طبع از جناب صدر بلگرامی مغفور
چو ساخت چاہ سر رہ محمد اسماعیل پے کتابہ نوشتیم قدر تاریخش	مثال زمزم از و آب کرد طغیانی بنامودہ سر راہ زمزم ثانی
تاریخ مسجد لکھیم پور کہ از زرچندہ تیار شد طبع از جناب قدر بلگرامی مغفور	طرز خانہ دین سیدی وزیر حسین کشیدہ دائرہ از عوامل دفتر بنائے سال ز معمار و فکر قدر آمد
چو جد خویش علی بیخ کفر اقامع بسعی خویش بنا کرد مسجد لامع شد از جماعت اسلام قائم این جامع	

تاریخ تعمیر مسجد آغا علی خان لکھنوی طبعاً و جناب قدر بلگرامی مغفور	جناب آغا علی خان اور الطاف حسین نے
عبادت کو خدا کی راہ میں تعمیر کی مسجد	کبھی یوں قدر نے تاریخ ہجری ایک صریح
حرم کی شکستہ اور اللہ اکبر یہ نئی مسجد	تاریخ ختم تعمیر کیننگ کالج واقع لکھنوی طبعاً و جناب قدر بلگرامی مغفور
بجڈ و جہد کل اٹھارہ سو سو سٹہ نو مین	گورنر جنرل عالی روش لارنس صاحب نے
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
مگر سڈ کینڈ جس طرح وقت سکندر مین	قومی ڈالی بنائے خیر خود کیننگ کالج کی
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
زمان عدل و زبیر وٹ سر جارج کو پین	عمارت بن چلی وہ بنتے بنتے بن گیا کالج
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
ملک پہلو نشین مین اس واقع عرش پیکر مین	جو بامکین مین کرنل ریڈ صاحب مہتمم لائق
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
ہمزیار شجاعت کہیجے سنگ اسم ذفر مین	سنخی دل سر ہوا اجہ بہادر منصف واقف
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
کفیل حال کالج مین یہ دانہ بخشش زمین	پریسڈنٹ مہر برج طاقت کے سی اس آئی
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
یہ عالی رکن امیر حسن مین فتح مگر مین	سعید الملک امیر اللہ ولہ والا نجم ذی جہت
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
کوئی مہر نہیں جاہ و عمر ج و شوکت ذفر مین	یہ عثمان منشا وائس پریسڈنٹ سابق مین
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷

ہیں یہ ایسے پیٹنٹ داخل اہل جوہرین	ہے زیب پایہ از بس اوج شکوہ بخش راناکا
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
ہیں سرکاری یہ نمبر بکرا نش جملہ بچرین	ہمایون یہ ڈپٹی میرزا عباس خان صاحب
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
دل افزا ہے صفا کی خوب ہر دیوار و ہر دین	ہوئے میر عمارت نیکدل کرنل ہوشی سہمین
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
لکھی تھی قطع صنعت انکی کالج کے مقدسین	ہیں لغمان خرد و لمور صاحب نامی انجمن
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
سر با فر دے کیننگ کالج ہفت کشورین	نکو خواجہ جی بواسطہ صنام امر سہمین قہرین
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
ہیں جب تک نجم و مہ فلک پر موتی سمندین	سلامت یا خدا حکام منصور اور یہ کالج
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
ہیں سال عیسوی مقصود ہر ایک مصرع ترین	مکمل نظم و لکھی ہے قدر بگرا می نے
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
تاریخ تعمیر دولت سراے حاجی بادشاہ سفیر کی مقام بہ راس طبغرا و مولف کتاب ہذا	
کہ قصر آسمان شیش اولپست	گرامی منزل و فرخ مکانے
ہمایون قصر حاجی بادشاہ است	بیان واقعی شد سال تعمیر
۱۲۹۸	
تاریخ تعمیر دولت سراے نواب عماد جنگ مرحوم میر مجلس مجلس ایہ عدالت حیدر آباد طبغرا و مولف کتاب ہذا	
کہ عالی پایہ خیلہ ہوشمند است	میر برج امارت میر مجلس
فراز بام معنی راکند است	سخن سنچے کہ طول باع فکرش

بنام سرمود نورانی بنائے والتایخ تعمیر شش چہ خوش گفت	کہ چون بانی بعالم سر بلند است تقلے الہیہ مکان دلپسند است ۱۲۹۹
تایخ تعمیر مسجد بنامودہ نواب صدیق باجگاہ ایک از احسان حسن عمارت گرفت	تایخ تعمیر مسجد بنامودہ نواب صدیق باجگاہ ۱۲۹۹
۱۲۹۹ سمت	۱۲۹۹ سمت
کتاب سرود و لاسال بایش شست	کتاب سرود و لاسال بایش شست
۱۲۹۹	۱۲۹۹
تایخ تعمیر الکن محل در ریاست ناپہا تبعہ مولفان کتاب	تایخ تعمیر الکن محل در ریاست ناپہا تبعہ مولفان کتاب
بہا یون راجہ بیکوان سنگہ نوی مراتب مولی تکمیل اس کی راجہ ہیر سنگہ بکت یہ راجہ راجگان ہند کے ہیں اور مہاراج اسیمین نائب قیصر کی مہانیکا سامان تھا بڑا لی آبرو فیض قدم سے لارڈ ولیمز نے انہیں کے نام سے روشن ہوا نام اس عمارت دکھانرض کی تایخ مسمت بر محل اسکی	بنائی اک عمارت دلکش و بار بار باہمین چونعل بے بہا ہیں معدن کہنہ ناپہا شجیع نامور ہیں لشکر جہار ناپہا اسی سے نام پایا یہ مکان امصار ناپہا اسی سے آبرو ہے گوہر شہوار ناپہا بشکل وہ تابان گنبد و دار ناپہا بنائالکن محل پر فیض سرکار ناپہا ۱۲۹۹
تایخ تعمیر مسجد سلطان پورہ حیدر آباد کن جسکا صرفہ صرف شاہی و طبعہ مولف	تایخ تعمیر مسجد سلطان پورہ حیدر آباد کن جسکا صرفہ صرف شاہی و طبعہ مولف
مسجد صرف خاص سلطانے راست مے گویش علو منار سہ اسکنہ ریست دیوارش	تین سلطان پورہ راجان است قامت سرو و رگلستان است فاصل حد کفر و ایمان است

چهره اش را کمان چو قوس قزح رکن ایمان بود ستون بلند زینۀ منبرش تعالی الله بارک الله پر فضیلتش نهر او سبیل باغ جنان صف آویزه قنادیش فرش گلزنگ جانا ز می او حافظ اوست اوستاد ازل سال تعمیر از سر وش و لا	خم طاق ابرو سینان است سقف عالیش ظل سبحان است ارتفاعش عروج ایمان است در فراخی دل کریمان است آبر و بخش بجر عثمان است سلک سیار لای تابان است پرده چشم عند لیبان است مکتبش درس گاه قرآن است مسجد صرف خاص سلطان است ۱۳۱۸
---	--

تایخ تعمیر مسجد بنا فرموده شیخ میران در قصیدۀ امارت می پیوسته طبع فرموده کتاب

میران الشیخ بنی المسجد فیقول ولا التایخ له	لصلوة العبد الاواه اعلم هذا بیت الله ۱۳۱۸
---	---

(ف) تایخ سزا

تایخ حکم میل کشیدن بچشم شاهزاده شهریار طبع فرموده	زنگس گلاب ارچه نتوان کشید اگر از تو پرسند تایخ من	کشیده از زنگس من گلاب بگو کور شد دیده آفتاب
---	--	--

(ص) تایخ فراغ حج

تایخ فراغ از حج بیت الله شریف طبع فرموده جناب شیرین سخن خان راقم معذور	چو فارغ گشتم از حج و زیارت	بلطف دستگیر شفقت افرا
--	----------------------------	-----------------------

دعائش خواستم و ضمن تارخ	جزاہ اللہ فی الدارین خیرا
(ق) تارخ ربانی	
<p>تارخ ربانی میر مہدی علی بگرامی از قید فرنگ طبع زاد جناب قدر بگرامی مغفور سید عالمی نسب الاحسب مہدی علی پہر گئے طالع ہوئے وہ قیدی قید نگ قید خانہ برج عقرب تھا تو وہ اوسمین قمر قید خانہ اک گبتن اوسمین وہ خورشید تھے انہمین آنسو و مال پر دلوئین داغ و در قید سے اوس یوسف ثانی کا چہنکا لبوا پہر وہی جلسے وہی چلبلیں ہی ہیں جگہ گئے برسر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرے گو کب تارخ چمکے دو سماے فکر</p>	<p>فرش راہ آل احمد خاک پا ہے بو تراب تین سال آخر یونہیں نازل رہا سپر عدا اُن ریز گردش ہر کہیں ایسی خواست کا جواب اُن ریزند پیر اہل عالم سب تہو با چشم پر آب دفعۂ یون ہو گئیں سب کی دعائیں مستجاب آیا پہر آیا زینجا سے مسرت پر شباب پہر وہی ساقی وہی مینا وہی چنگ و رہا چپ رہو امیر قدر جریہ داستان گونگے کا خوا ماہ اس عجب سب کی نکلا یا کہن سے آفتاب</p>
(ر) تارخ وفات	
تارخ شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ طبع زاد عبد الغفور خان نشا	برید ابن مجسم چو فرق ولی
<p>(نوٹ) اگر فرق ولی (وا) کو گرا دین تو سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔ یا فرق ولی سے لفظ علی کا عین لین تو عین کے جدا ہونے سے (لی) کے عدد ۴۰ باقی رہ جاتے ہیں جو سال شہادت ہے۔</p>	<p>عیان گشت تارخ فوت علی</p>
تارخ شہادت حضرت امام ہمام علیہ السلام طبع زاد مولانا روم علیہ الرحمہ	

سن چہ گویم کہ بلارا واقعات	آہ بے پروا آمدہ از اسم ذات
(نوٹ) اسم ذات سے لفظ آمدہ مراد ہے جس کے عدد و موضع نے ۶۷ لئے ہیں اور پہر انہیں سے اعداد و لفظ (آہ) یعنی (۶) کا تخرجہ کیا ہے۔ واضح ہو کہ اسمین الف ثانی از روئے رسم الخط فرقائی کثرت از بر ہے نہ الف اور کثرتے زبر کا عدد و حمل بقاعدہ حمل محسوب نہیں ہوتا۔ اہل حمل کے پاس اسم کے عدد (۶۶) معین ہیں (ع) اللہ بود یک الف و ہا و دو لام پو پس مولانا سے حساب اعداد میں تاع ہوا ہے۔	

تاریخ وفات شیر شاہ طبرعاوی کے از متاخرین	
شیر شاہ ہے کہ از صلابت او	شیر و بزا آب را بہم می خورد
چون برفت از فنا بدار بقا	سال تاریخ او زاتش مرد ۹۵۲
تاریخ وفات ہمایون بادشاہ طبرعاوی کے از متاخرین	
ہمایون بادشاہ آن شاہ عادل	کہ فیض خاص او بر عام افتاد
بنائے دولتش چون یافت فعت	اساس عمرش از انجام افتاد
چو خورشید جہان تاب از بلندی	بی پایان در منار شام افتاد
جہان تاریک شد و چشم مردم	خلل در کار خاص و عام افتاد
قضا از بہر تاریخش رقم زد	ہمایون بادشاہ از بام افتاد ۹۶۱
تاریخ وفات کلیم ہمدانی طبرعاوی عینی کا شمیری	
تاریخ وفات او عینی	طو معنی بود در روشن از کلیم ۱۰۶۱
تاریخ وفات مولانا سید نوح طبرعاوی جناب آزاد بلگرامی معفور	

عمدة العصر سیدی نوح قال آزاد عام حلتہ	ذاتہ نخبۃ البریات ان للمتقین جنات ۱۱۴۵ھ
تاریخ وفات ناصر جنگ شہید آفتاب تخلص طبع از جناب آزاد بلگرامی معذور	
نواب عدل گستر عالی جناب رفت در ہفتم زماہ محرم شہید شد	فرست نہاد تیغ حوادث شباب رفت تاریخ گفت نوحہ گر آفتاب رفت ۱۱۴۶ھ
تاریخ شہادت بزرگے طبع از جناب شمس الدین مظہر جانجان رحمۃ اللہ علیہ	
آن قبلہ ارباب تقی عاشق حمید مجموعہ ہر دو صفت سال وفاتش	وان قد وہ ارباب سخا مات شہیدا ۱۱۹۵ھ مظہر رضی اللہ لہ لفظ کان سعیدا
تاریخ رحلت عباس پاشا خدیو مصر طبع از جناب راقم مدراستی معذور	
فرمود رحلت چون والی مصر تاریخ فوتش گفتا سر و ششم	زین دار فانی اسے وادریغا شد سوے جنت عباس پاشا ۱۲۰۰ھ
تاریخ رحلت حضرت شاہ محی الدین قطب یلور قدس سرہ طبع از جناب افضل مدرستی معذور	
شیخ دوران زدار فانی شد گفت تاریخش افضل مہجور	در بیع مدینہ سوے جنان رفت ہیہات محی دین ز جہان ۱۲۸۹ھ
تاریخ وفات غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ طبع از جناب نسخ مرحوم	
گشت تاریخ مصرع استاد	اکر بسا آرزو کہ خاک شدہ ۱۲۴۴ھ
تاریخ رحلت نواب میر جعفر علیخان طبع از جناب غالب دہلوی معذور	
گردید نہان مہر جہان تاب دریغ این واقعہ از روے زاری غالب	شد تیرہ جہان بچشم اجاب دریغ تاریخ رستم کرد کہ نواب دریغ ۱۲۸۰ھ

تایخ رحلت قاضی شیخ محمد تلمسانی طبعرا و جناب باقر آگاه ناطلی مغفور	
مقتدای شریعت غرا	شد بدگاه قاضی الحاجات
گفت آگاه غم رسیده او	رضی اللہ عنہ سال وفات ۱۲۳۱
تایخ رحلت نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان نور احمد مرقدہ طبعرا و جناب ذکاء مغفور	
اے طبیب جانستان نادر علی	صحت ازراے تو دائم نارضی
کردہ با افضل الدولہ چنان	کا بن مجسم باغی مرتضیٰ
ما جرابس عبرت انگیز است لیک	حاصلے نبود بدکر ماضی
در گزر کردم از این تایخ آنست	چون طبیب ابلہ شود آید قضا
	۱۳۲۶ - ۶۱ = ۱۲۶۵
تایخ رحلت مولوی سید غلام جیلانی مودودی طبعرا و جناب ذکاء مغفور	
اے رونق دودمان مودود	کز عہد شباب بر نخورده
رفتہ ز جهان و رستن او	نور نظر از قبیلہ برده
کلفت زده خاطر منش گفت	بے بہر شام شمع مرده
	۱۲۶۵
تایخ وفات سید محمد ابراہیم مغفور طبعرا و جناب قدر بلگرامی مغفور	
وفات کردہ ز دنیا و دن ہزار افسوس	رہیں نامورے عمدہ نامدار و کریم
۱۲۷۸ م	۱۲۷۸ م
ز قدر سال چہارم برگ او بشنو	سفر نمودہ ز بہستی محمد ابراہیم
۱۲۷۸ م	۱۲۷۸ م
تایخ وفات مولوی صدر عالم تہانوی طبعرا و جناب قدر بلگرامی مغفور	
صدر عالم کہ بود بدر عالم	در وہرے فروز قدر عالم

تاریخ وصال او نوشتیم اے قدر	رحلت بجان نمود صدر عالم ۱۲۷۹ھ
تاریخ وفات عظمیٰ مورخ طبعی از جناب قدر بلگرامی معذور	جان بجان آفرین سپرد افسوس ۱۲۸۳ھ
عم من قبلة و ملازمین	سال شفقار او بخوان اگر قدر
تاریخ وفات خواجہ بدرالدین دہلوی طبعی از جناب قدر بلگرامی معذور	
خواجہ بدرالدین ہوئے تربت میں دفن	نور آیا یا کہ چشم کور میں آہ بدر آیا خسوف کور میں ۱۲۹۶ھ
قدر نے تاریخ کا مصیع کیا	تاریخ رحلت فرزند راجہ گردباری پر شاد باقی طبعی از جناب داغ دہلوی معذور
راجہ ہنسی نگر کو باقی تخلص نیک خو	ذمہ چشم زمی رتبہ عالی منزلت عالی داغ
اگر فلک افسوس یوں ہو مٹلاے حادثات	اس طرح برباد ہو جائے یکایک اسکا باغ
سال بہرین و دلون فرزند گویچھے اٹھ گئے	آفتاب خاندان وہ تھا تو یہ گہر کا چسپاں
سچ ہے ہستی کے لئے لازم ہوئی نئے سیتی	تنگناے و ہر میں حاصل نہیں ہو تا فراغ
ایک دن عشرت کہہ چائیں سان ہو شکندہ	اس جہان پرالم میں کوئی کیا ہو باغ
آدمی کو چاہیئے صبر و شکیبائی کرے	جو خدا کے پییدہ ہیں ملتا ہے کب اکائمرغ
داغ نے یہ عیسوی سنہ میں کہی تاریخ آج	آہ باقی کو جواب دو میرے بیٹے کا داغ ۱۲۷۷ھ
تاریخ رحلت سعادت میر خان طبعی از جناب مولوی محمد یحییٰ عالم و فاضل قاصد تخلص الطلی حیدر آبادی	
چون فدا از آسمان نجد آن سعادت السعد	گشت تیرہ از غم اندوہ آن نابندہ دل
خاتمہ قاصد رقم زد سال تاریخ خشنین	روح رفتہ از سعادت میر خان زندہ دل ۱۵۴۶ھ
(نوٹ) سعادت میر خان زندہ دل کے اعداد ۱۵۴۶ ہیں جن میں سے روح کے	

۱۲۴۸ عدد خارج کئے جاوین تو (۱۳۲۲) حاصل ہوتے ہیں اور یہی سنہ مطلوب ہے	
تاریخ رحلت مولوی محمود نواز خان عم مؤلف کتاب طبعراؤ مؤلف	
کریم النفس از دنیا سفر کرد	مقامش منزل مقصود بادا
دعائے مغفرت شد سال رحلت	خدایا عاقبت محمود بادا ۱۲۹۵ھ
تاریخ وفات محمد جہان گیر، مہتمم انعامات حیدر آباد طبعراؤ مؤلف کتاب ہذا	
خدایا این چہ نافر جام روزیت	کہ از شام بلا افزون بہ تحذیر
زبان گردیدہ با فریاد ہمدم	مفلس را تجیر شد گلوگیر
الم پشت جہان شکل کمان کرد	رساند از آہ دل بر سینہ ہاتیر
ز تار نالہ و منہ یاد عالم	مسرت را بپا افتادہ و تجیر
کہت افسوس می مالہ پئے ہم	ز حسرت ہر جوان و کودک پیر
چو این افسانہ خواہی فی المثل بود	بجستم از سر و ش غیب تعبیر
سر دہم داد تاریخی جوانے	جہان گمر داشت چہ چارہ جہان گیر ۱۲۹۹ھ
تاریخ وفات شفیق مولوی نیاز احمد وکیل ہائی کورٹ حیدر آباد دکن طبعراؤ مؤلف کتاب ہذا	
پاک باطن آسمان علم و فضل	از قضا زین دار فانی شد روان
۱۲۹۳ مقلی	۱۸۸۳ عیسوی
کہت رضوانم و لا از بہر سال	شد نیاز احمد بگلگشت جان
۱۹۴۰ سمت	۱۳۰۱ ہجری
تاریخ رحلت نواب احمد حسین خان بادر فعت یا جنگ صوبہ دار حیدر آباد دکن طبعراؤ مؤلف کتاب ہذا	
جب ہوئے دنیا سے خست دولت ایمان کوستا	قصر جنت میں ہوئے مٹا ز فعت یا جنگ

چلہ یے دنیل سے باہر از رفت یا جنگ	کہد یا فکر ولانے سال رحلت فی البیت
مثنویہ تاجی حلت نواب سر سالار جنگ مختار الملک وزیر اعظم حیدر آباد دکن طبعاً مولف کتاب	
<p>انکہ در ملک کن مینی ز عدلش آب رنگ ماہر ہر کار عالی فہم نفاذ و زرنگ نیر بج امارت مہر چرخ ہوش و ہنگ انکہ از حسن بیان آورو دہار بہ جنگ دادا و پیدا در بار داشت چون آئینہ رنگ کافقائے زہفت از چشم عالم بے رنگ آسمان ز دیشیشہ عمر عزیزش را بہ سنگ زمین سبب بار و مصائب میجو باران خدنگ اندرون سینہ دار نفس گردیدہ تنگ بسکہ باریدہ است چشم خلق اشک لالہ رنگ در عرا داریت روم و شام با چین و فرنگ صبر کن ز بہار با تقدیر یزدانی مجنگ کاندیرین رو بنگری ندیشہ اباپاے رنگ خانہ دار البقا گردیدہ سر سالار جنگ</p>	<p>آسمان رفعت وزیر نامور مختار ملک حامی خلق خدا شیرازہ بند ملک جو ہر کان کرامت گو بہر بحر کمال خوش زبان شیرین بیان غلب اللسان شکر طاق خلعت آباد دکن را مہر ذاتش نور دم حیف از چرخ جفا کا راہ از جور سپہر آن قلع شکست و آن ساقی نماند از جہر شد و تادار نامش پشت فلک نامہ توس تا فغان نالہ بر خیزوز دلہا متصل سبیلستان جہان مرخت چون خست شہید ملک بنہد از حلتش تنہا نباشد نالہ کش امر و لایس کن ز اشک و آہ و فریاد و فغان در قضا حضرت باری نباید دخل کرد بشت کن سال و فانش بر سر لوح مزا</p>
اولہ	ایضاً
ظلمت سر از کون و مکان از قضا گزاشت ہر گاہ کہ مرد نام نکو در قضا گزاشت	مختار ملک دادگر کشور دکن تا زیست کرد ہمسر خود در جہان بشت

در روزگار هر که جفا بود پیشه اش آئینه کرد ملک دکن را بنور عدل واحسر تا که بر ورق دهر کس نماند واحسر تا که فرد فرید از زمانه رفت واحسر تا که همچو گلے را خزان بسر با خود بسر دینج مگر نیکی عمل رحمت بروج پاک وزیر کرد که همچو نیست افسرده خاطر هم مستی انتقال گفت	از همیشه سجیه جو و جفا گزاشت خود از جهان گزشت و برایش جلا گزاشت دور زمانه همچو کس را چو و اگر گزشت رفت آبخنان که عقل و دل خلق جا گزاشت بر و آبخنان که طاقت صبرش و لا گزشت بر روی دهر شهره جو و دنیا گزشت احسان نمود و مزد عمل بر خدا گزشت سالار جنگ و ای جهان فنا گزشت
---	---

در قطع تاریخ

صاحب مہمت وزیر باخبر سالار جنگ	راہی دار الجنان گردیزین دیز خراب
۱۹۳۹ سہمت	۱۸۶۸ عیسوی
سیر گلزار جنان بگزید سر سالار جنگ	سال او گوید ولایے در دمنده جان شاد
۱۳۰۰ ہجری	۱۲۹۲ قمری

مرثیہ تاریخی محفلت خیر النساء بیکم خلل خاص نواب غلام غوث خان در رئیس کرناٹک طبع و مولف کتاب

چینا از جهان که مامک دیرینہ وطن چینا مفلک کہ بیکم خاص امیر ہند فریاد از ان زمان کہ نشانے نماند از واحسر تا کہ در چمنستان زندگی گویم مگر کہ ما در گیتی خبر داشت	زین خاکدان گذشت و ملک بقا رسید رخت سفر بست و بد را الجزا رسید در ساعتیکہ نعرہ واحسر تا رسید در موسم نسیم چہ باد فنا رسید زین عالم گذشت کہ آہ زویش ہما رسید
--	--

<p>چشم جانیان بعمش شک خون گریست دل بقرار گشت و جهان تیرہ در نظر ہے ہے ازین دلم کہ طپیدن نہان شد گو بصر عی کہ لبیل شیر از زو نفیر آن پیر لاشہ را چو سپر و نذیر خاک ستیارگان دور فلک منتشر شدند کایح او بدخلہ گوید سر و دش غیب روح الامین بگفت کہ بنگرم آتش</p>	<p>گوئی کذاو کے بدل اندر فرار سید چون این خبر پر دہ گوش و لا رسید زان نخبہ کہ بر جگر م بر طار سید از گلستان دہر بگوش آشار سید خاک از زمین بدامن پیر سمار سید شور غمش بین ز کجا تا کجا رسید خیر النساء حضور ۹۵۲ + ۳۹۹ = ۱۳۵۱ خیر النساء ۹۵۲ + ۷ = ۱۳۵۹ در گہل و علا رسید</p>
<p>وہ محی الدین خان تیغ جنگ اصفی دربار کے میہ کبیر تھے دکن میں وہ بزرگی کے نشان رنگراے جنت الما و لے ہوئے شمس یہیم امارت چھپ گیا تیراند و ہنس بد لہا جا گرفت سال رحلت ہے بیان واقعی</p>	<p>صاحب اقبال عالی پا نگاہ مطلع پا نگاہ کے تابندہ ماہ اور ریاست کے نہایت خیر خواہ قصر فردوس برین ہے خواب گاہ ابر غم سے روز روشن ہے سیاہ تیرہ و تارہست و چشمان نگاہ ماے دنیا سے گئے خورشید جا</p>
<p>چون حامی قوم و افتخار ملت گفتہ سنہ وفات او منکر و لا</p>	<p>فرمود ازین جہان فانی رحلت سید محمود و شد بقصر جنت ۱۳۵۱</p>

تاریخ رحلت مولوی سید علی لکھنوی کامل تخلص اسناد مؤلف این کتاب مؤلفہ	
دنیا سے گیا ملک سخن کا والی	اقلیم سخن کی ہے یہ باقبالی
افسوس جہان میں فرد کامل رہا	استاد سے ہو گیا زمانہ حالی
تاریخ رحلت استاد دی نواب افصح الملک مرزا خان داغ دہلوی طبع از مؤلف کتاب ہذا	
میرے استاد داغ نام آور	جو مرجح ہتھے ہر مقابل پر
اس زمانے میں انکی فکر لبند	آسمان تہی زمین شکل پر
بلبل ہند تہی زبان ان کی	مستند تہی لب عناد دل پر
آج دنیا سے کر گئے وہ سفر	واصل حق بہن پہلی منزل پر
ہو گیا آج انکا بیڑا پار	رہ گئے ہم ٹرپ کے ساحل پر
مصروع سال ہے فغان و آلا	ہاے وہ داغ دگر گئے دل پر
تاریخ رحلت استاد دی مولوی نجم الدین حسن افضل تخلص طبع از مؤلف کتاب ہذا	
کرد تیر آہ ہجران کا ریک دیگر تمام	زانکہ از بار غمش پشت جہان ز قوس شد
چشم گریان را دلا سامی شود سال و قات	جائے نجم الدین جن بر مطلع فردوس شد
مرثیہ تاریخی رحلت نواب محسن الملک مرحوم طبع از مؤلف کتاب ہذا	
محسن قوم کزین ملک فنا ہجرت کرد	تا دم رست بغم خواری ماد عورت کرد
بود در پیش روی ہمقدم مر سید	اے چہ سجادہ نشینے کہ برو سبقت کرد
داشت با خلق خدا خلق ہمیب قائم	با تبحر نشان حوصلہ اش نصرت کرد
رہبر مسلک احکام شریعت میبود	تا تو انت مگر پیروی سنت کرد
فطرت او بالوالغری خود داشت صفت	رونقے داد بہر کار کہ او ہمت کرد

دست از شیوه راحت خیالی باز کشید
 حیدر آباد هم از تکل وجودش برخوردار
 والی ملک و کن آصف سادس اکرم
 با خطا بیکه نرا وار همین خدمت بود
 نائب سلطنت هند گورنر جنرل
 گر چه بودند و گزشتند حکیمان بے
 منهک بود شب و روز بغم خواری و نوم
 نظر خوش گزرش داشت دل خلق بے
 مرتبت داشت ولیکن بره خدمت قوم
 تلخ گفتاری عالم بشکر خنده برد
 حرمت هر کس ناکس بنظر داشت مدام
 مزد محنت بخدا داد و خلوص عمل
 کرد کارے ز پی قوم که بے کار نرفت
 وای چشم زدن ملک بقادر بگزید
 هر که بشنید صفاتش بدعا کردش یار
 وادریغا فلک کج و دش نامتو
 قوم اسلام چه نقصان عظیم برداشت
 روسی کل سیر ندیدیم بهار آخر شد
 لاله داغی بجگر دارد و ما هم داغی

تا بر حمت کشی بار سفر عادت کرد
 سسی موفور بشادابی این دولت کرد
 محسن الملک خطا بش عوض خدمت کرد
 نام نایش با طراف جهان شهرت کرد
 تمغه قیصر شین داد و بے عزت کرد
 شرط انصاف که با او نتوان نسبت کرد
 خدمت قوم بهر خطه و هر ساعت کرد
 سخن او همه را شیفته الفت کرد
 بنده بود که ترک ترک چشمت کرد
 ز بر به گوئی مارا عوض شهرت کرد
 با حریفان بجای جو کرم و شفقت کرد
 بارگاه الله که بے مرد مثل محنت کرد
 ایچو پیغمبر بر حق به حق ائمت کرد
 دیر نگذشت که زین دار فنا حلت کرد
 و آنکه نامش بر زبان برده و حرمت کرد
 بر هم این دغتره شیراز جمعیت کرد
 کلفتش مایه نقد دل و جان نهارت کرد
 که بهر باد می این باغ خزان عجلت کرد
 داغ هجران که فلک در حق با قسمت کرد

دیدہ عالمیان در المش خون بگریست دولتے بود گرانمایہ کہ از دست برفت حیف از مادر گیتی کہ کشد فرزندے اے ولاتن زن و این مرثیہ را طول نہ دست گامیکہ بفن جملت داد خداے فکرت من بسد لوح دل از سال وفات	تادل از سوز غم طلت اور قست کرد وایے چرخ کہن از مایہ خود غفلت کرد لقف برویش کہ ستم گار چنین حرکت کرد کہ بقدر آہی نتوان حجت کرد صرف این کار بیاید بعبودیت کرد نقشبہ یافت کہ گوی قلم قدرت کرد
رحلت محسن ملک آہ چہ کلفت زوہ است	مایہ صبر و دواے دل مارخصت کرد
۱۹۰۷ عیسوی	۱۹۶۳ مکرماجیت
ما فر و ماندہ بماندیم درین غم کہد	ہادی صادق ازین ملک فنا بھرت کرد
۱۹۰۷ عیسوی	۱۳۳۶ محمدی
ما بر بخوری و تاریکی خود جان لبیم	سید القوم مسیحی دم مارحلت کرد
۱۹۰۷ عیسوی	۱۳۱۷ افضلے
حیف ہنگام خبر گیری مانیت کسے	ما لقف قوم بگلزار جان راحت کرد
۱۹۰۷ عیسوی	۱۸۲۹ شالیوآن
داشت کارے مگر آنچاہے قوم ممتاز	محسن الملک بزودی سفر جنت کرد
۱۹۰۷ عیسوی	۱۳۲۵ ہجری
تاریخ وفات نواب محسن الملک مرحوم طبع زاد مؤلف کتاب ہذا	ہوا محسن قوم دنیا سے رخصت ترے دم سے کالج کی تہی خیر و برکت
آہی یہ ہے قوم پر کیا مصیبت ارے ہاے مہدے علیخان بہادر	

نہ اس طرح مرنے کا وہم و گمان تھا
گئے جب وہ شملہ پہاچے پہلے تھے
سافر بنے خاطر قوم ایسکن
یکایک ہوا سرخ بادہ کا دورہ
مقامی حکیموں نے کی فکر ساری
خبر پاکے پہنچے طبیب اپنے جلدی
شب چار شنبہ میں محسن سد بارے
اماوے کو لے کر چلے نعلش اون کی
وہ قسمت سے غافل تھی دنیا کے بندے
عزیزوں نے چاہا کہ لے جائیں گہر پر
ادھر حسن تبریر پر تھا بہر و
ٹھٹھکی ہوئے جس گہری جمع سارے
مگر روح سید کا مقصد یہی تھا
ہوا فیصلہ قوم کے حق میں جس دم
نماز جنازہ پڑھی جمعہ کے دن
چھپے۔ محسن الملک مہدی علی خان
عجب بندہ پاک باطن تھا حسن
دم مرگ بھی قوم کا غفلت تھا
رہا عمر جب قوم کا وفاداری

زمانہ سے اچھی نہ تھی گرچہ صحت
گزشتہ مرض کی تھی تھوڑی نقابست
طبیبوں نے اونکو ندی تھی اجازت
بدلنے لگی و مہدم ان کی حالت
مگر کچھ نہ کام آئی اون کی خداقت
ولیکن گئی راہگان ساری محنت
جہان فنا سے ہوئی اون کی ہجرت
علی گڑھ کی مٹی میں تھا جذب الفت
رہی دیر تک دفن محسن میں حجت
رفیقوں نے کی چرخ اپنی رفاقت
ادھر حکم تقدیر نے کی حمایت
وصیت کی ظاہر ہوئی سب حقیقت
بنے اپنے پہلو میں محسن کی تربت
چلے لے کے تابوت تب اہل ملت
غرض دفن سے اسکے پائی فراغت
۱۳۲۵ کہل گور میں تعمیل کی حقیقت
کرے تجھ پہ نازل خدا اپنی رحمت
نہ کی اپنے گہر کے لئے کچھ وصیت
پنجوڑی کسی وقت کالج کی خدمت

تجہی سے بڑھی اپنے کالج کی رونق
 تنزل کو روکا ترے دم قدم نے
 اولوا العزمیان تیری مخفی نہ تھیں کچھ
 وہ خلق مجسم تھا محسن ہمارا
 زمانہ میں اوس کا مہا کوئی شاکی
 امارت تھی اوس کی خدا داد لیکن
 غریبوں کا مونس فقیروں کا والی
 امیروں کے دل میں جگہ اوسنے پائی
 کیا کام جو اپنی طاقت سے بڑھ کر
 کریں جس قدر اوس کی تعریف کم ہے
 رہے گا زمانہ میں نام اوس کا قائم
 لکھو اے و لا مصرع سال ایسا
 پڑے تہلکہ کیوں نہ دنیا میں اس سے
 پہنچا آج صور سرافیل گویا
 عجب کیا جو قبروں سے اٹھ آئیں مریک
 عجب کیا جو سوچ ہو نیزے پہ قائم
 اڑے خال زحط مصحف رخ سے ایسے
 یہ کہکرا تر آئے عیسیٰ فلک سے

تجہی سے گہٹی بد گمانی کی شہرت
 ترقی رہی ساری تیری بدولت
 زمانہ میں ممتاز تھی تیری فطرت
 مثل تھی زمانہ میں اوس کی مروت
 عجب اوس کی فطرت میں تھی اومیت
 پسند اوسکو ہرگز نہ تھی شان و شوکت
 مصیبت زد و پیر رہی اسکی شفقت
 رئیسوں کی آنکھوں میں تھی اسکی عزت
 غرض اس زمانہ میں تھا دم غنیمت
 زبان مستلم کو نہیں اسکی طاقت
 کرے گی اوسے یاد تا حشر خلقت
 کہ ذکر اوس کا باقی رہے تا قیامت
 کہ اپنی جگہ سے ہٹا رکن ملت
 ہوا ہو گا میدان برستی ہے وحشت
 کہ مردوں سے بدتر ہے زندہ و زکی صوت
 نف غم سے غرق عرق ہے جو خلقت
 کہ جس طرح فوٹو مٹے بعد مدت
 قیامت ہوئی ہاے مہدی کی رحلت

اب ہم اس کتاب کو دعلے دولت و عمر و اقبال و فی نعمت و ام القیام
 پر ختم کرتے ہیں جس نے مؤلف حقیر کو وظیفہ حسن خدمت عطا فرمایا کہ مالا مال اور
 فکر معاش سے فارغ البال کر رکھا ہے۔ اسی نعمت عظمیٰ کی بدولت ہم مشاغل
 علمی میں منہمک اور اس ریاست ابد قرار اور والی ریاست کے لئے دعا
 کرتے ہیں۔ - ۲۹ رذی حجہ ۱۳۲۵ ہجری

اعلان

جس کتاب کے آخر پر اسی عبارت کے ذیل میں مؤلف کے دستخط نہ ہوں
 وہ کتاب مسروقہ سمجھی جائے گی فقط

فرہنگ الفاظ اصطلاحی متذکرہ کتاب غرائب الجمل پیابندی و فی

سلسلہ نشان	الفاظ اصطلاحی	صفحہ نشان	سلسلہ نشان	الفاظ اصطلاحی	صفحہ نشان
۱	۲	۳	۱	۲	۳
الف ممدودہ					
۱	آبی حرف	۵۱	۱۵	ابجد نجومی	۳۹
۲	آبی لفظ	۵۳	۱۶	ابو جاد	۳۶
۳	آتشی حرف	۵۱	۱۷	ابو جاد	=
۴	آتشی لفظ	۵۳	۱۸	احسن الصنائع	۱۸۳
۵	آحاد	۲۸	۱۹	اساس	۳۰
الف مقصورہ					
۶	ابجاد	۳۶	۲۰	استنطاق	۲۳۰
۷	ابجد	۳۹	۲۱	اسم	۶۹
۸	ابجد آدم	۳۷	۲۲	الفاظ جمل	۳۵
۹	ابجد ابدان	۵۵	۲۳	الفاظ جسمانی	۵۶
۱۰	ابجد ترفع	۲۲	۲۴	الوف	۲۸
۱۱	ابجد تنزل	۵	بائے عربی		
۱۲	ابجد سبعہ	۴۶	۲۵	باطن	۲۷۹
۱۳	ابجد طبعی	۵۲	۲۶	بسط	۲۲۹
۱۴	ابجد عناصر	۵۱	۲۷	بسط الحروف	۲۳۵
			۲۸	بسط المربی	۲۳۸
			۲۹	بسط المقوی	=

۲۶۲	بسط تواخی	۲۹	۲۶۶	بسط تجمع	۳۰
۲۷۹	بسط ضرب باطن باطن	۵۰	۲۵۱	بسط ترفع ازواج	۳۱
۲۸۴	بسط ضرب باطن ظاهر	۵۱	۲۴۹	بسط ترفع اوتار	۳۲
۲۸۱	بسط ضرب ظاهر ظاهر	۵۲	۲۴۸	بسط ترفع بالطبع	۳۳
۲۳۳	بسط عددی ترکیبی	۵۳	۲۴۵	بسط ترفع حرفی	۳۴
۲۳۰	بسط عددی حرفی	۵۴	۲۴۶	بسط = طبعی	۳۵
۲۴۱	بسط غریزی	۵۵	۲۴۳	بسط = عددی	۳۶
۲۸۸	بسط داخل اربعه	۵۶	۲۷۲	بسط تضارب	۳۷
۷۰	بیانات	۵۷	۲۶۹	بسط تضاعف	۳۸
نامے عربی			۲۷۹	بسط تقوی	۳۹
۱۴۳	تایخ	۵۸	۲۷۶	بسط تکرر	۴۰
۱۵۸	تایخ مرکب	۵۹	۲۸۶	بسط تمانج	۴۱
۱۵۹	تایخ مستقل	۶۰	۲۷۰	بسط تناصف	۴۲
۱۵۷	تایخ مفرد	۶۱	۲۶۱	بسط تنزل ازواج	۴۳
۱۵۹	تخریج	۶۲	۷	بسط تنزل اوتار	۴۴
۱۶۰	تدخل	۶۳	۲۵۹	بسط تنزل بالطبع	۴۵
۲۹۴	ترقیم	۶۴	۲۵۷	بسط تنزل حرفی	۴۶
۱۵۹	تعبیه	۶۵	۲۵۸	بسط تنزل طبعی	۴۷
۷	تعمیه	۶۶	۲۷۱	بسط تفضیف	۴۸

۵۱	حروف آتشی	۱۳	۱۶۰	تعمیہ خارجی	۶۷
۵۳	حروف بارود	۱۴	۷	تعمیہ داخلی	۶۸
۲۵	حروف تہجی	۱۵	نامے مثلثہ		
۲۹	حروف جبل	۱۶	۴۰	لُحْذ	۶۹
۵۳	حروف حادثہ	۱۷	جیم عربی		
۵۱	حروف خاکی	۱۸	۷۴	جامع صغیر و وسیط	۷۰
۵۳	حروف رطوبہ	۱۹	۱۶	جمل	۷۱
۴۷	حروف زحل	۲۰	۶۲	جمل اصغر	۷۲
۷	حروف زہرہ	۲۱	۷۷	جمل اکبر	۷۳
۵۵	حروف میراپے انسانی	۲۲	۷۹	جمل اکبر مع الترفع	۷۴
۴۷	حروف شمسی	۲۳	۷۰	جمل اوسط	۷۵
۷	حروف عطارد	۲۴	۳۴	جمل رومیان	۷۶
۷	حروف قمر	۲۵	۳۲	جمل سنسکرت	۷۷
۲۵	حروف مہانی	۲۶	۶۶	جمل صغیر	۷۸
۴۷	حروف میخ	۲۷	۳۱	جمل فارسیان ہندیان	۷۹
۱۹۹	حروف مسروری	۲۸	۷۳	جمل کبیر	۸۰
۴۷	حروف مشتری	۲۹	۷۰	جمل وسیط	۸۱
۲۵	حروف معجم	۱۰۰	حائے مہملہ		
۱۹۹	حروف کتبوی	۱۰۱	۵۱	حروف آبی	۸۲

۲۶	سریانی	۱۱۶	۱۹۹	حروف ملفوظی	۱۰۲
۳۰	سعفس	۱۱۷	۲۵	حروف منفردہ	۱۰۳
۲۱	سکیت و دیا	۱۱۸	۲۵	حروف منفصلہ	۱۰۴
۳۰۰	سنہ آدمی	۱۱۹	۲۵	حروف ہجا	۱۰۵
۳۱۳	سنہ آہی	۱۲۰	۵۱	حروف ہوائی	۱۰۶
۳۰۱	سنہ براہیمی	۱۲۱	۵۳	حروف یابہ	۱۰۷
۳۱۶	سنہ بکرمی	۱۲۲	۴۰	حظی	۱۰۸
۳۱۳	سنہ بنگلہ	۱۲۳	خائے معجمہ		
۳۰۹	سنہ ترکی	۱۲۴	۱۸۶	خاصۃ الوجود	۱۰۹
۳۱۳	سنہ جلالی	۱۲۵	۵۳	خاک لفظ	۱۱۰
۳۰۱	سنہ داؤدی	۱۲۶	وال مہمل		
۳۱۶	سنہ رومی	۱۲۷	۲۱۰	داکرہ تاریخی	۱۱۱
۳۱۵	سنہ ساکا	۱۲۸	۲۱۵	داکرہ شمنہ	۱۱۲
=	سنہ سنبت	۱۲۹	فال معجمہ		
۳۱۶	سنہ شاہی	۱۳۰	۲۰۸	ذو تاریکین	۱۱۳
۳۰۲	سنہ عیسوی	۱۳۱	زائے معجمہ		
۳۱۵	سنہ فارسی	۱۳۲	۶۶	زبر	۱۱۴
۳۱۰	سنہ فصلی	۱۳۳	۷۳	زبر و بیات	۱۱۵
۳۰۳	سنہ محمدی	۱۳۴	سین مہملہ		

۱۳۵	سنه مهدوی	۳۰۷	۱۵۲	صنعت تعریب	۲۰۲
۱۳۶	سنه موسوی	۳۰۲	۱۵۳	صنعت تکثیر	۲۲۰
۱۳۷	سنه نوروز	۳۱۶	۱۵۴	صنعت تاصف	۱۹۴
۱۳۸	سنه هجری	۳۰۵	۱۵۵	صنعت تنقیط	۲۲۱
۱۳۹	سنه یزدجردی	۳۱۵	۱۵۶	صنعت خاصه الوجود	۱۸۶
۱۴۰	سهل المتنوع	۱۸۳	۱۵۷	صنعت دائره	۲۱۰
شین معجمه			۱۵۸	صنعت ذوات یخین	۲۰۸
۱۴۱	شعبه نایخ	۱۸۳	۱۵۹	صنعت سلب نقط	۲۲۳
صا و صله			۱۶۰	صنعت طلسمی	۲۲۴
۱۴۲	صنعت ازدواج	۲۰۳	۱۶۱	صنعت عاتقه الودود	۱۸۳
۱۴۳	صنعت اعجام	۱۹۶	۱۶۲	صنعت مجمع الاقسام	۲۲۶
۱۴۴	صنعت اجمال	۱۹۷	۱۶۳	صنعت مراتب	۲۱۰
۱۴۵	صنعت بسط	۲۲۹	۱۶۴	صنعت مرکبه	۲۰۱
۱۴۶	صنعت تجمع	۱۹۲	۱۶۵	صنعت مستجمع	۲۰۶
۱۴۷	صنعت تحریک	۱۹۹	۱۶۶	صنعت مسروری	۱۹۹
۱۴۸	صنعت ترصیع	۲۰۷	۱۶۷	صنعت معکوس	۲۰۶
۱۴۹	صنعت تسکین	۲۰۰	۱۶۸	صنعت معملی	۲۱۹
۱۵۰	صنعت تقارب	۱۹۵	۱۶۹	صنعت مفرده	۲۰۱
۱۵۱	صنعت تضاعف	۱۹۳	۱۷۰	صنعت نقطه ترتیبی	۱۹۱

۱۸۳	کلمن	۲۰	۱۹۹	صنعت مکتوبی	۱۷۱
لام			=	صنعت ملفوظی	۱۷۲
۱۸۴	لوح طلسمی	۲۲۵	۱۵۱	صوری	۱۷۳
میم			۱۵۲	صوری و معنوی	۱۷۴
۱۸۵	نات	۲۸	ضاد و معجمہ		
۱۸۶	مجمع الصنائع	۲۲۸	۲۰	ضغظ	۱۷۵
۱۸۷	نایج	۱۸۲	طائے مہملہ		
۱۸۸	نائب	=	۲۸۷	طالب	۱۷۶
۱۸۹	مستقل تاریخ	۱۵۹	طائے معجمہ		
۱۹۰	سہلی	۶۹	۲۷۹	ظاہر	۱۷۷
۱۹۱	مطلوب	۲۸۷	عین مہملہ		
۱۹۲	معنوی تاریخ	۱۵۲	۱۸۳	عامۃ الورد	۱۷۸
۱۹۳	مفردات	۲۵	۱۸۴	عدد و بنیادی	۱۷۹
۱۹۴	مقطعات	۲۵	۲۸	عشرات	۱۸۰
۱۹۵	ملفوظ	۷۰	غین معجمہ		
۱۹۶	مقطعه ترتیبی	۱۹۱	۱۵۹	غیر مستقل تاریخ	۱۸۱
نون			قاف		
۱۹۷	نظیرہ	۳۰	۲۰	قرشت	۱۸۲
ہائے ہوز			کاف عربی		

۱۹۸	ہوائی حروف	۵۱	۲۰۰	ہوڑ	۴۰
۱۹۹	ہوائی لفظ	۵۳			
تواریخ کتاب ہذا					
(۱) تواریخ تالیف کتاب طبع زاد جناب مولوی سعید الدین سعید تخلص					
اٹھ المکتوب فی فن الجمل			مالہ بدل و لیس لہ البیل		
استغنی الاعباب تاریخیالہ			قلت عامہ		
ایضاً			از مولف کتاب		
مانرے واسطہ فی فن الجمل			مثل ذرا و ہو دلیل قاطع		
قلت تاریخی تالیف الکتاب			انہ ہذا کتاب با طبع		
دلہ			دلہ		
حقا کہ غرائب الجمل رنگین ست			ہر صفحہ او در خور صد تحسین ست		
نعمت عیوی تالیفش			در علم جمل سخن نہ نادراست		
دلہ			دلہ		
مثل ہذا غرائب الجمل			مانرے فی الغرائب العرب		
قال نکلہ عام تالیفہ			ان ہذا الکتاب بہر العجب		
ایضاً طبع زاد جناب مولوی جمیل حسن مینائے جمیل تخلص					
مرحبا خواب والا نشان نے لکھی وہ کتاب			وصف میں جس کے زمان اہل بان کی لالہ		
سال جو تالیف کا پوچھے کہو اس سے جمیل			بے بہا آئینہ تاریک کوئی سال ہے		
(نوٹ) لائق مورخ نے لفظ بہا کے (۸) عدد کا تحفہ نہایت لطافت سے فرمایا کہ					

ایضاً طبعزاد جناب ابو طیب محمد یحیی قاصد تخلص - منشی - فاضل - مولوی - عالم

قد اوضح هذا التالیف

الارخت لعام التالیف الفصل ۱۶ دلیل التالیف

(۲) تالیف طبع کتاب طبعزاد فاضل اجل جناب ابوبکر بن شهاب پروفسر عربی مدرستہ عالیہ

للعلم عرش معتل

العلم خیر مفتی

یسوء المرأی

بنور انواع العلو

فأنبل الفوارس

واستخرج المنجی

وان اردت النجم فی

فداوم الامعان فی

مولای شمس العلام

عزیز جنگ الشیاب

فقد اتی فیہ بما

مفتی لما مضی

الذ عنده اہلہ

ارختہ اذ تم فی

زمن مولانا انتہی

فوق السماک الاغزل

زین لکل محصل

کل مقام اکمل

م کل غیم بجلی

فرا تہا و علل

ت من غریب الجمل

تحقیق اے مشکل

کتاب ذمی الفضل الجلی

عالبارغ المتکمل

می الذری المبتجل

اعجز کل الاول

والحال والمستقبل

من الرجیق السلسل

بیت من الشعر الجلی

جمع کتاب الجمل

ایضاً طبعزاد مؤلف کتاب	
لقد شاعت الفسوخ فی الزمان	بفتح الجمل ذاک فن مبیل
فأرخت تأیخ طبع الکتاب	اللات ہذا الکتاب مبیل
ایضاً ولہ	
قد آتف ذلک الکتاب	مطبوع الخلق مستطاب
أرخت بدایتہ لعامہ	ما أحسن ذاہو الکتاب
ایضاً ولہ	
صد شکر خداے خالق غر جمل	شائع شدہ این کتاب علم و عمل
از فکر و آست سال طبعش پیدا	مطبوع شدہ این نسخہ احوال جمل
ایضاً ولہ	
فضل الہی سے یہ نسخہ چپ چکا	اہل جمل کہتے ہیں جسکو لا جواب
تأیخ طبع اسکی کہو تم اے دلا	علم جمل کی مستقل ہے یہ کتاب
ایضاً طبعزاد جناب ابو طیب محمد کجلی قاصد مخلص فشی - فاضل - مولوی عالم	
و آلا کی مین نے یہ تالیف دی کہی	گلستان جمل کی خوب کی سیر
مؤلف سے کہی مین نے یہ تأیخ	جزاک اللہ فی الدارین بالخیر
ایضاً ولہ	
در علم جمل دیدم این طرفہ کتابے را	جمع ست درین ذکر صد ہا سنہ تأیخ
بسیار صعوبت برداشت بتالیفش	آوردہ مؤلف از ہر جا سنہ تأیخ
از بسط بیان کردہ استاقسام وقواعد	اینہم کہ شدت از کہ پیدا سنہ تأیخ

نایاب منافع ہم آورده درین نسخہ	بنوشته شائش را ہم با سہ تائیح
باید کہ عمل پیرا باشد بہ قوانینش	خواہد چو کسی کردن انشاء تائیح
تا پیش کشم نذر نایاب مولف را	از فکر بر آوردم کیت سہ تائیح
گفتار من ہا تف قاصد چہ دلاویز است	گفتم سہ تائیح گفتا سہ تائیح
ایضاً طبعزاد جناب مولوی سید غلام علی جوش تخلص	
چون علما شمس با جنگ عزیز و لا	نسخہ غرائب نا کر در قم بے بدل
عون و لا احد جوش رقم سال	نا در عالم بود نسخہ فتن جمل
ایضاً طبعزاد جناب نواب عبدالباری خان بہادر موجد تخلص	
در فتن جمل نسخہ از فکر و لا - باطن زگو	دیدیم دپے نظیر گوید دل مارین بوجو
کم یاب ضرورت و سال طبعش اقا طبع	تا ایضاً عزیز جنگ شمس العلماء - نایاب بگو
(نوٹ) قلب طبع سے باے موحده کا تمبیہ ہوا ہے	
وله	
عزیز جنگ بہادر و لا ہلاکت کن	نوشت نسخہ جامع چو در فن تائیح
کشود فضل و ہان من از کلید و لا ش	برای سال سیحی بہ مخزن تائیح
وله	
در جلدہ غرائب الجمل طبع چو شد	از سعی و لا شاعر پاکیزہ سخن
گفتم سن فضلیش مگر اے موجد	مجموعہ و لپذیر و مطبوع دکن
ایضاً طبعزاد جناب مولوی عبد الواسع - صفا - تخلص	
فن تائیح میں شمس العلماء کی یہ کتاب	جس کے مشتاق تھے یہی شعر طبع ہوئی

<p>طبع موزون نے صفا مصرع تاریخ کہا</p>	<p>واہ کیا خوب یہ تالیف ولا طبع ہوی</p>
<p>(نوٹ) فن تاریخ سے فن جمل یا فن تاریخ گوئی مراد ہے۔ (ہوی) کے عدد حسب مذہب دوم ۲۱ محسوب ہوئے ہیں۔ لائق مؤرخ حضرت امیر مینائی کے پیرو ہیں۔</p>	
<p>ترجمہ ریویو انگریزی ریختہ کلک جناب مولوی میرزا مہدی خان کوکب تخلص آ۔ آر۔ آس۔ آم۔ و۔ آم۔ آر۔ آ۔ اس۔</p>	
<p>شمس العلماء مولوی احمد عبدالعزیز ناطلی خان بہادر نواب غریز جنگ اردو لٹریچر پر بہت بڑا احسان کیا کہ عربی کرفن جمل کے متعلق ایک ایسی مبسوط کتاب تالیف کی جو (غرائب الجمل) کے نام سے موسوم ہے۔ لاطن میں جس طرح آئی ٹومی کیس ایل سی ٹومی ایم کے لئے اعداد متعین ہیں اسی طرح عربی کے اٹھائیسوں حروف کے لئے عددین ۹ حروف ایکائی کے لئے مخصوص ہیں اور ۹ حروف دہائی کے لئے اور ۹ حروف سیکے لئے اور ایک حرف ہزار کے لئے۔ یہی کیفیت نہ کہرت کے حروف کی ہے۔ بین وجہ کہ سنسکرت کے حروف ۴۴ ہیں انہوں نے الف کے لئے بھی ۹ حروف کو خاص کیا ہے۔</p>	
<p>عربوں نے اس فن سے دو طرح پر کام لیا ہے۔ (۱) اعداد کا کام حروف سے۔ (۲) حروف کا کام اعداد سے۔ نمبر ۱۱۱ سے بہت بڑا کام لیا گیا ہے یعنی مبسوط عبارتین اور اشعار ایسے</p>	
<p>+ از گورنمنٹ آف انڈیا</p>	<p>۴ از سرکار نظام</p>

لکھے گئے ہیں جن کے مضمون سے خاص خاص واقعات کی ہٹری معلوم ہوتی ہے اور انہیں عبارتوں کے فقرات یا اشعار کے مصرعون کے حروف کے اعداد سے اس واقعہ کا سنہ نکلتا ہے یہ کچھ آسان کام نہیں ہے بلکہ نہایت دقیق کام ہے۔ اور نمبر (۲) سے صیغہ راز کی کتابت کا تعلق ہے یعنی خاص قواعد کے ساتھ صرف ہندسوں میں مراسلت اور مکاتبت ہوتی ہے۔ لیکن غایت نمبر ۲ کے مقابلہ میں نمبر (۱) بہت مشکل کام ہے جس میں عربوں سے زیادہ اہل عجم نے کام کیا ہے اور عجمیوں سے ہندیوں نے اس فن کو لیا ہے اور اس وقت میں ہندوستان میں ہر طرف جاری ہے۔ مشرقی بادشاہوں کے درباروں میں ہر عنیت یا تعزیت کا کوئی واقعہ ہوتا تھا تو شعراے وقت اس فن میں اشعار کہتے تھے اور ان اشعار کے اعداد حروف سے اس واقعہ کا سنہ نکالتے تھے اور وہ اشعار اس واقعہ کی عمدہ ہٹری اور یادگار سمجھے جاتے تھے وہی عمل اب تک ہندوستان میں جاری ہے۔ جب کوئی قوم کا لیڈر یا رئیس مرتا ہے یا کوئی عالیشان دربار ہوتا ہے یا کوئی والی ریاست کی تخت نشینی کی تعزیت یا شادی ہوتی ہے یا اور کوئی واقعہ تو اسی فن میں اشعار لکھے جاتے ہیں اور ان اشعار کے حروف کا مجموعہ از روے اعداد اس کا یادگار ہی سنہ قرار پاتا ہے۔ غرض یہ ایک مرغوب اور لطیف فن ہے جس کو اہل ہند نے اب تک اپنی روزمرہ ضرورتوں میں زیر استعمال رکھا ہے۔

بڑی حیرت اور تاسف اس پر ہے کہ فن کا نفاذ تو موجود ہے لیکن اس کے متعلق نہ عربی زبان کی کوئی مستقل کتاب ہے اور نہ فارسی زبان کی

صرف ہندوستان میں بعض استادوں نے اسی صدی میں مختصر مختصر دو تین سائل سوچا جس صفحات کے لکھے ہیں جن میں سے ایک دو چھپے ہی ہیں لیکن وہ ایسے کامل ہیں کہ ان سے جیسے چاہئے شائقین فن کو مدد نہیں ملتی عربی بہت سی کتابوں میں اس فن کا ذکر ہے اور چیدہ چیدہ مضامین ضمناً بیان ہوئے ہیں اور بعض قدیم کتابوں کے نام بھی جو اس فن کی مخصوص کتابیں ہیں معلوم ہوتے ہیں لیکن افسوس اس کا ہے کہ آج ان کتابوں کا پتہ کسی لائبریری میں نہیں ملتا اور نہ ان کے چھاپے کی نوبت آئی۔ اور مختلف کتابوں کے متفرق تذکرے ہی بلکہ کو ایک جاتی کے ساتھ کوئی کامل فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔

ایسے وقت میں ہمارے دوست شمس العلماء اب عزیز جنگ بہادر کا اس اہم اور دقیق سبکد میں ایک مستقل کتاب کا لکھنا جو ہمارے زیر ریویوز ہے بہت بڑی شکرگزاری کے قابل ہے۔ اگرچہ آپ کی تالیفات سے دور جس زیادہ کتابیں فنون قانون - تاریخ - سیاق - لغت - حیوانات اگرچہ کچھ وغیرہ میں ہیں۔ لیکن یہ نایاب کتاب ہمارے میں ان تمام کتابوں پر فائق ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر اسی صدی میں یہ ضروری کام ہمارے دوست کی توجہ سے پورا نہ ہوتا تو آخر صدی تک بتدیج فن جمل مٹ جاتا اور اردو لٹریچر میں بھی مثل عربی اور فارسی لٹریچر کے اس فن کے خانہ میں صفر آجاتا اور اس کا نام برائے نام صرف کتب لغت میں رہ جاتا۔ اگر یہ زمانہ مشرقی بادشاہوں کا ہوتا تو وہ لائق مولف کو موتیوں میں تولتے۔ تاریخ سے اس کا پتا

ماتا ہے کہ ۴۳۰ ہجری میں مرزا ظہار سب قلی ترک نے ۱۹ شعرون میں ایک قصیدہ
 کہنا تھا جس کے ہر ایک مصرعے کے اعداد حروف سے جلوس کا سنہ نکلنا تھا تو
 اوس کے صلہ میں شاہ جہان نے اوس کو ایک لاکھ روپیہ کا انعام دیا اور سواکی
 کے لئے ایک باہمی اور گھوڑا ساز و سامان طلافی کے ساتھ عطا کیا اور جو ہر کا
 خاص خلعت عطا فرمایا۔

ہمارے دوست نے خود اس فن کے مستم الثبوت شاعر ہونے کے علاوہ جب ایسی
 عمدہ کتاب ایسی ضرورت کے وقت میں لکھی تو اون کی بے شک بہت بڑی قدر
 ہوتی اگر اون کا یہ کام اوس زمانہ میں واقع ہوتا۔

سچ یہ ہے کہ جس زمانہ میں مشرقی بادشاہوں کے بے بہا صلون کا ذکر صرف
 بطور یادگار تاریخ ہی رہ گیا ہے۔ ہمارے دوست کا ایسا مہتمم باشان کام کرنا
 اور یہ جان کر کہ اون کو کسی اولوالعزم صلہ کی امید نہیں ہے محض سبک کو فائدہ
 رسائی اور ایک قدیم علم کی حفاظت کے لئے ایسی ضخیم اور جامع کتاب کا تالیف
 کرنا بہت بڑی تعریف کے قابل بات ہے۔

جس زمانہ میں ہر طرف سطحی فنون کی دھوم ہے ناولوں کی جانب عام طبائع
 مائل ہیں ایسے دقیق سبکتوں میں فلم اٹھانا اور کامیاب ہونا صرف ہمارے دوست
 کا حق ہے جن کی نسبت ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم اون کی صحت و دلچسپی کو
 دیرگاہ باقی رکھے۔

اس کتاب میں صرف اصول فن ہی کا بیان نہیں ہے بلکہ فروعات کی بھی
 مشکل بحث ہے اور اختلاف مذاہب جل کا کافی بیان ہے قواعد کے ساتھ متاخرین

اور متقدمین کے کلام سے قابل اطمینان مثالیں بھی پیش ہوئی ہیں۔ صنائع و بدائع
جمل کا مفصل ذکر ہے جن میں سے بعض کے موجد عرب ہیں اور بعض کے عجم اور اکثر کے
لئے اہل ہند۔ ہماری رائے میں صرف ایک نقص البتہ رہ گیا ہے جس کا اعتراف
خود مصنف نے کیا ہے کہ صنعتوں کے موجد اصلی کے نام کا پتہ کسی تاریخ سے اونکو
نہ مل سکا اور کیونکہ ملتا جب کہ گزشتہ اہل تصانیف نے اس کی جانب توجہ ہی نہیں
کی اور ضمناً بھی کسی موقع پر اس کا ذکر نہیں کیا۔

غرض جو کچھ اس کتاب میں ہے وہ بہت کچھ ہے اور یہی ایک کتاب ہے
جس کے ذریعہ سے اردو لٹریچر میں اس فن کے متعلق جان آگئی ہے۔ اور بلاشبہ
ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس فن کی مردہ لاش میں اس کتاب نے جان ڈال کر اس کو
زندہ کیا ہے۔

ہمارے اس بیان واقعی کی سچائی کا اندازہ وہ لوگ کریں گے جن کو
فی الجملہ اس فن کا مذاق ہے اور جو اس فن کے طالب ہیں اس کتاب کا ترجمہ
جس زبان میں ہوگا اس زبان میں یہ فن رائج ہو جائے گا۔
آخر پر ہم لائق مؤلف کو اون کی کامیابی پر مبارک باد دیتے ہیں جس کے
اس لئے کہ اوہوں نے اس کتاب کو ہندوئیس نظام کے ملک سے شائع کیا
ہندوئیس میں مشرقی بادشاہوں کے صفات موجود ہیں خود بھی اس فن سے کچھ
رکھتے ہیں۔ ہم کو کامل امید ہے کہ وہ اس کو مقبولیت کی نگاہ سے ملاحظہ فرمائیں
اور اگر گورنمنٹ آف انڈیا کے روبرو اس کی حقیقت اچھی طرح
ظاہر ہو جائے تو وہ بھی ضرور اس پر توجہ کرے گی اس لئے کہ ہم خواہتے

ہین کہ ندوین علوم و فنون کی تباہی اسکی توجہ بخوبی مائل ہے لیکن افسوس اس کا
ہے کہ غیر انگریزی زبانوں کی تالیفات کا فوٹو گورمنٹ کے روبرو پیش
ہونے کے ذرائع کافی طور پر مہیا نہیں ہین۔

مرزا مہدی خان
کوکت

ریختہ کلک فصاحت رقم جناب مولوی ابوالمظفر محمد سعید الدین فیضی

سداحمد ہر آن نقش کہ خاطر میخواست

آمد آخر ز پس پرده لقتدیر پدید

سخن غرائب الجمل مولفہ شمس العلماء نواب عزیز جنگ بہادر راسن اولہ الے
آخرہ بامعان نظر دیدم۔ ما شاء اللہ کتابیت اجل و اکمل و جامع و مانع
در فن جل۔ مؤلف محترم خوب کارے کردہ است کہ این فن لطیف را بیک خط
تدوین در آورده۔ شک نیست کہ اہل ہند را ضرورت ہجو کتابے بود و چرا بنیاد
کہ طریقہ تاریخ گوی بتقارب تہنیت و تعزیت الی الآن در ہندوستان
جنت نشان مرتجح و موجود است۔

لغز گویان لطافت پسند و سخن سنجان ہوشمند نیک دریا بند کہ در کتب
موجودہ چہ در زبان عبری و چہ فارسی وارد و نسخہ مستقل درین فن لطیف دین
جامعیت و تحقیق و تدقیق کہ مولف محترم شکار بردہ است الی الآن ہمہ ست
نشده است۔ پس وجہ نباشد کہ این نعمت عظمیٰ و ہدیہ کبریٰ راسن حیث
المجموع معقلم شماریم و فرزانه موفش را در خور ہزار تحسین و صد ہزار آفرین بنیدایم
چہ بحسن التفاتش انجمن تالیف بے بہا و مجتہدین گوہرے یکتا بدست ما رسیدہ
کہ چشم ما تا حال عدیش ندیدہ و گوش ما الی الآن بدیش نشنیدہ ۵
سوادش سررہ چشم حسینان بیاغش نور بخش مہ جبینان
ہمانا فکر مولفش خیل بلند است۔ و طرز بیانش بسیار دلپسند کہ
حقائق این فن لطیف را بآئینہ ہدیہ ناظرین کردہ کہ ہم متدیان کم سواد را

اسلام است بیانی بے بهره نیکزار و۔ و مهم منتہیان کامل استعداد و لطافت معانی بہرہ کافی و خطی وافی می بخشند فجزاہ اللہ عن خیر الجزاء۔

شک نیست کہ این ذخیرہ نایاب از رسائل موجودہ فائق ترست کہ قواعد اقسام حمل را با صنائع و بذائع آن سیما باستناد اقوال محققین و نظائر و آراء متدین کسوت تدوین بطرز بہین و برکشیدہ است و بعض نوادر این فن را کہ درین نسخہ بے ہیاافتہ میشود ہمنوز گوش ہوش مانثنیدہ۔ الحی کہ این کتاب لاجواب خیل خوب است و بندہ بے بضاعت را بسیار مرغوب۔

بخیا لم میرسد کہ اگر مؤلف محترم ہمدین نسخہ نایاب بطور ضمیمہ کتاب حصہ از الفاظ تساویۃ الاعداد ہم درج میفرمود تا ریگجویان را خیل مفید میبود۔ حالانکہ کار از دست رفته است و تیر از شست برجستہ۔ مؤلف محترم را اگر فرصت دست و ہد تلافی مافات بخیر امکان اوست کہ طرح تالیف جلد ثانی این کتاب بنہد۔

بالجملہ از شائقین فن و قدر دانان شعر و سخن توقع کلی است کہ محنت مؤلف را بچشم انصاف بنگرند و بمیزان عدل بسجند و از جادہ اعتدال پا بیرون ننہند کہ اعدا ہوا قرب للتقوی وارد است۔

خاکسار

ابوالمظفر محمد سعید الدین نصاری

ریونو منظوم تاریخ تالیف بنابر جغرافیای مولوی سید سیاح علی رخصتم

نواب غریز جنگ ذی شان	شمس العبدش هم خطا بیست
احمد عبدالعزیز نامش	روشن مانند آفتاب بیست
والا منش و ولا تخلص	لطف آیین - مکرمات بیست
با بنده مشیل و خواجہ تاش	هم بنده مالک الرقاب بیست
باشاه عنلام سرفروشه	در اهل وفا و فاجنا بیست
او بنده بندگان عالی	در درگم شاه بار یا بیست
هر نکته ز جزو کل نصیبش	او صاحب فن بهر نصایب بیست
گوئی که دقیقت سنجی او	آتش بر کن ز سطح آب بیست
تاریخ و فلاح است از وجودش	مانند سیاق بهره یا بیست
تالیفی دارد او بجز علم	در هر فن مال او کتاب بیست
اکنون کجاست گرایش او	تعبیر زیاده رفته خواب بیست
این نسخه زیست و شش کتابش	شک نیست که فردا تنها بیست
گویند غرائب الجمل را	کین منظر اعجاب العجا بیست

<p>نام ایزد که لا جوا بیست و حسن بیانش اجتنابست از علم و عمل خجسته با بیست نقشه که موجود او بر آبست مجموع فن مستطابست این نسخه منتخب گلایست و بیایچه در دست حسابست بر عارض مهر آب و تابست رخشنده ستاره در حسابست از بهر خود پیچ و تابست پیرایه رسم ستر با بیست در وادی علم جوے آبست گوئی که دعای مستجابست تالیف بشکل کامیابست در علم جمل چه به کتابست ۲۵ هـ ۱۳</p>	<p>گویم اسمی است با مست آری ز فصولی مطالب موضوع جمل در دست فضل شد کینه صیقل از لولش یکجا است اصول و هم فرغش از بارانست جمل را بر صفحه منقش است اعداد در حق مشارقت بیاضش قانون معارف به پرویش پیچیده مطالبش بمعنی الحق که زبان معترض را بخنج که روانی عبارت گردید و قبول در گه شاه شد نسخه بنام او مغنون سال تالیف او اثر گفت</p>
---	--

